# نوجوانوں کی قوتوں کو راستہ دینا

روحی انسٹی ٹیوٹ

کتاب ۵

# نوجوانوں کی قوتوں کو راستہ دینا

(Releasing the Powers of Junior Youth)

روحی انسٹی ٹیوٹ

## اس سلسلے کی کتابیں:

ذیل میں روحی انسٹی ٹیوٹ کے ڈیزائن کردہ سیریز کے موجودہ عنوان دیے گئے ہیں۔ کتابوں کو جوانوں اور بالغوں کی اپنے سماجوں کی خدمت کرنے کی صلاحیت کو بڑھانے کی منظم کوشش میں کورسوں کے بنیادی سلسلے کے طور پر استعمال کیے جانے کے لیے بنایا گیا ہے۔ روحی انسٹی ٹیوٹ بہائی بچوں کی کلاس کے معلم کی تربیت کے لیے کتاب 3 اور اس کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کے گروپس کے اینی میٹرز کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لیے کتاب 5 سے نکلنے والی شاخوں کے سیٹ کو بھی تیار کر رہا ہے۔ ان کو بھی نیچے فہرست میں دیا گیا ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ فہرست میں تبدیلی آسکتی ہے جیسے جیسے میدانِ عمل میں تجربات بڑھیں گے اور اضافی عنوانات شامل کیے جائیں گے۔ جب تیاری کے مرحلے میں متعدد نصابی عناصر اس مرحلے تک پہنچ جاتے ہیں جب انھیں وسیع پیمانے پر دستیاب کیا جاسکتا ہے۔

| | |
|---|---|
| کتاب 1 | روح کی زندگی پر غور وفکر |
| کتاب 2 | خدمت کے لئے قیام |
| کتاب 3 | بچوں کی کلاسیں گریڈ 1 پڑھانا |
| | بچوں کی کلاسیں گریڈ 2 پڑھانا (ذیلی کورس) |
| | بچوں کی کلاسیں گریڈ 3 پڑھانا (ذیلی کورس) |
| | بچوں کی کلاسیں گریڈ 4 پڑھانا (ذیلی کورس) |
| کتاب 4 | جڑواں مظاہر ظہور |
| کتاب 5 | نوجوانوں کی قوتوں کو راستہ دینا |
| | ابتدائی تحریک: کتاب 5 کا پہلا ذیلی کورس |
| | پھیلتا ہوا دائرہ: کتاب 5 کا دوسرا ذیلی کورس |
| کتاب 6 | امر اللہ کی تبلیغ |
| کتاب 7 | خدمت کی راہ میں ساتھ ساتھ |
| کتاب 8 | حضرت بہاءاللہ کا عہد و میثاق |
| کتاب 9 | ایک تاریخی پسِ منظر کا حصول |
| کتاب 10 | متحرک سماجوں کی تعمیر |
| کتاب 11 | مادی ذرائع |
| کتاب 13 | سماجی اقدام میں شامل ہونا |
| کتاب 14 | عوامی مکالمات میں حصہ لینا |

Copyright © 2016, 2025 by the Ruhi Foundation, Colombia
All rights reserved. Edition 2.1.1.PE in Urdu published in September 2025

Originally published in Spanish as *Liberando los poderes de los prejóvenes*
Copyright © 2006, 2014, 2022 by the Ruhi Foundation, Colombia
ISBN 978-628-95102-2-5

Permission for a limited printing of this book in Urdu has been granted to Bahá'í Publishing Trust Pakistan by the Ruhi Institute.

Ruhi Institute
Cali, Colombia
Email: instituto@ruhi.org
Website: www.ruhi.org

Bahá'í Publishing Trust Pakistan
Bahá'í Hall, Business Recorder Road
Karachi, Pakistan
Tel: +92 021 32256429
Email: bptpakistan@gmail.com
Website: www.bahai.pk

# مندرجات

ٹیوٹر کے لیے چند خیالات ------------------------ 1
زندگی کی بہار ------------------------------- 5
توقع کی ایک عمر ---------------------------- 51
اپنی میٹر کے طور پر خدمت کرنا ----------------- 91

# ٹیوٹر کے لیے چند خیالات

۱۹۷۰ کی دہائی کے آغاز سے ہی، روحی انسٹی ٹیوٹ نے اپنی تعلیمی سرگرمیوں کے ذریعے ۱۲ سے ۱۵ برس کے جوان سال لوگوں کی خدمت کرنے کی سعی ہے، جنہیں اکثر ''نوجوان'' کہا جاتا ہے اور جو معاشرے کے ایک خاص حصے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ چونکہ انسٹیٹیوٹ نے اتنے سارے نوجوانوں میں مثالیت پسندی اور توانائی کا مشاہدہ کیا اس لیے اس کو یقین ہو گیا ہے کہ انہیں کئی ایسے موضوعات اور تصورات کی کھوج لگانے کا موقع فراہم کیا جانا بہت اہم ہے جو انہیں زندگی کی پیچیدگیوں کے ساتھ نمٹنے، ہر جگہ زور پکڑتی اخلاقی زوال کی قوتوں سے مقابلہ کرنے اور سماجی تبدیلی کے فعال ایجنٹ بننے کے قابل کریں گے۔ اگلی کئی دہائیاں عمل اور فکر و تدبر کا ایک زمانہ تھا جس نے مختلف پس منظروں سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کی خدمت کرنے کے ایک عالمگیر تجربہ سے فائدہ اٹھایا جن میں ترقی کے میدان میں کاوشیں شامل ہیں خاص طور پر خواندگی کے میدان۔ سال ۲۰۰۰ کے لگ بھگ نوجوانوں کو روحانی طور پر بااختیار کرنے کا تصور ابھرا اور اس کے ساتھ متعدد

روحی انسٹیٹیوٹ کی دیگر کاوشوں کی طرح، نوجوانوں کو بااختیار کرنے کا پروگرام بنیادی سطح پر فاصلاتی تعلیم کے نظام کے ذریعے پیش کیا جاتا ہے جو اس کورس میں تین بنیادی عناصر پر مشتمل ہے ''جونیئر یوتھ گروپ''، ''اینی میٹر'' اور مواد کا ایک مخصوص مجموعہ۔ انسٹیٹیوٹ کے بنیادی سلسلے کی پانچویں کتاب 'نوجوانوں کی قوتوں کو راستہ دینا' کا مقصد ان لوگوں کی مدد کرنا ہے جو اپنے گاؤں یا محلے کے نوجوانوں کے ایک گروپ کو اس پروگرام میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ان کورسوں کے سلسلے میں پہلا ہے جو بنیادی سلسلے میں سے ایک شاخ کی طرح نکلا ہے جو ان افراد کی مدد کرے گا جو اینی میٹر کے طور پر خدمت کرنے کے لیے درکار صلاحیتوں کو ترقی دیں۔ اینی میٹر ایک ایسا منصب ہے جو خدمت کے عمل کی اُس نوعیت کو خود بیان کرتا ہے جس میں یہ شامل ہے۔۔ اگرچہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص خدمت کے اس میدان میں داخل نہیں ہوگا، یہ امید کی جاتی ہے کہ اس میں جن موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے ان سے جذبہ حاصل کرے گا اور نوجوانوں کی اچھی آرزوؤں پر خاطر خواہ توجہ دینے کی اہمیت کو تسلیم کرے گا۔ یہ، ایک ایسی ثقافت کی تخلیق کرنے کا ایک لازمی پہلو ہے جو جوان سال لوگوں کے لیے ایسے رویّوں کو ترقی دیتا ہے جو اُن سے بالکل مختلف ہیں جنہیں آج بہت سے معاشروں میں برقرار رکھا جا رہا ہے۔ پس ایک ایسے ماحول میں وہ لوگ بھی جو اس پروگرام میں براہ راست مصروف نہیں ان تیزی سے بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کی حمایت کرنے کے لیے تیار کھڑے ہونگے۔

وہ جو کتاب نمبر 5 کے ٹیوٹر کے طور پر کام کرتے ہیں انہیں جو کچھ تسلیم کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ شرکاء میں کئی ایسے نوجوان ہونگے جو اپنی زندگی کے دوسری دہائی کے آخری سالوں یا تیسری دہائی کے ابتدائی سالوں میں ہونگے اور کورسوں کے بنیادی سلسلہ میں اس خواہش کے ساتھ داخل ہوئے ہوں گے کہ وہ بطور اینی میٹر خدمت انجام دیں اور اپنی درکار مضمر صلاحیت کے ساتھ کام کریں۔ چند ایک کا امر کے ساتھ رابطہ اپنے ساتھیوں کی اُن گفتگوؤں کے ذریعے ہوا ہوگا جن میں اس کردار پر زور دیا گیا ہوگا جو وہ نوجوان نسل کی تعلیم میں ادا کر سکتے ہیں۔ دوسرے خود روحانی بااختیاری کے پروگرام سے بطور نوجوان گزرے ہونگے اور کتاب نمبر 1 کے مطالعہ میں اس کے جلد ہی بعد شریک ہوئے ہوں گے۔ صورتِ حال کچھ بھی تھی جو انہیں انسٹیٹیوٹ پروسس میں لے آئی اب وہ اپنے گاؤں یا محلہ کی بہتری کے لیے پُرعزم بڑھتے ہوئے افراد کے مرکزہ کا حصّہ ہوں گے اور اس تناظر میں وہ گھرانوں میں ملاقاتوں کے تجربے سے گزرتے ہونگے تاکہ خاندانوں کے ساتھ امر اللہ کے مرکزی موضوعات کی تحقیق کریں یعنی کتاب نمبر 2 میں مخاطب کیا گیا خدمت کا عمل۔ اس مرکزہ کے کے حصّہ کے طور پر ان میں سے ایک اچھی تعداد کم از کم علاقے میں موجود نوجوانوں کے ایک گروپ کے ساتھ قریبی طور پر منسلک ہوگی اور وہ اینی میٹر کی مختلف سرگرمیاں ادا کرنے میں مدد کر رہے ہوں گے اور اس کے ساتھ اُن باقاعدہ ملاقاتوں میں شامل

ہور ہے ہوں گے جو وہ والدین کے ساتھ اُن تصورات اور طریقوں کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں جن کا تعلق اِس پروگرام سے ہے۔ اِس موقع پر اِن سب کو بہائی تعلیمات کا کافی علم حاصل ہو چکا ہو گا جس میں کتاب نمبر 3 اور 4 کے مطالعہ سے گہرائی پیدا ہوئی ہو گی اور وہ اِن صلاحیتوں، قابلیتوں، رویوں اور روحانی صفات کا اظہار کریں گے جن کی ضرورت دوستوں اور ہمسائیوں کے ساتھ بامعنی گفتگو شروع کرنے اور برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ خاص طور پر اب جب وہ کتاب نمبر 5 پر پہنچتے ہیں تو روحی انسٹیٹیوٹ کے بنیادی سلسلہ کے کورسوں میں ودیعتی صلاحیت سازی کے عمل کی اہمیت اُن پر نمایاں ہو گی یعنی ایک حاصل کیا گیا عمل جو خدمت کی راہ پر چلنے کی اصطلاح کے مطابق ہے۔ نوجوانوں کے ایک گروپ کو تین سالہ پروگرام میں جو اُن کی روحانی بااختیاری کے پروگرام میں مصروف کرنا ہے خدمت کے مطالبہ کرے گا اور ابتدائی اینی میٹروں کو اپنی کوششوں میں اس صلاحیت پر کافی زیادہ انحصار کرنا ہو گا جو انہوں نے یہاں تک کے راستے میں استقامت کے ساتھ حاصل کی ہے۔

کتاب کا پہلا یونٹ، ''زندگی کی بہار''، ان صفات پر مرکوز ہے جنہیں بہائی تحریریں ظاہر کرتی ہیں کہ وہ جوانی کے عرصہ کو امتیاز دیتی ہیں۔ جو تجزیہ کیا جاتا ہے اس سے بتدریج وہ اعانت ظاہر ہوتی ہے جو جوانوں کی ہر نسل میں امراللہ اور انسانیت کی خدمت کے لیے کی ہے۔ ٹیوٹر یہ یقینی بنانا چاہے گا کہ شرکاء یونٹ کے مطالعہ سے نمایاں ہونے والے اُس تصور سے متحرک ہو کر نکلیں گے کیونکہ یہ تصور نوجوانوں کے روحانی بااختیاری کے پروگرام سے اُنہیں آگاہ کرتا ہے اور اسے اُن کی کوششوں میں رہنمائی کرنی ہو گی کہ وہ نوجوانوں کو اس کی سرگرمیوں میں مصروف کریں۔

درحقیقت یونٹ کی ابتداء شرکاء سے یہ تقاضا کرنے سے ہوتی ہے کہ وہ اُن خصوصیات کے بارے میں سوچیں جن کے متعلق وہ نوجوانوں سے توقع کرتے ہیں کہ وہ اس وقت تک پیدا کر لیں گے جب وہ تین سالہ پروگرام کو ۱۵ سال کی عمر میں مکمل کر لیں گے یعنی بہائی تعلیمات میں اسے بلوغت کی دہلیز کے طور پر دیکھا جاتا ہے اس طرح وہ اپنی جوانی کے عروج میں داخل ہوتے ہیں۔ ٹیوٹر کو یہ سمجھنا ہو گا کہ اس مشق کا مقصد اس پروگرام کی خصوصیت میں گہرائی سے اترنا یا نوجوانوں کی طاقتوں کو سمجھنا نہیں ہے یہ ایسی معلومات ہیں جو اس کتاب کے تیسرے اور دوسرے یونٹوں میں بالترتیب حاصل کی جائیں گی۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ فوری طور پر اُس نوجوان شخصیت کے جو اگلی نسل کے اُن لوگوں کی نمائندگی کرنے کے لیے تیار ہے جو امراللہ کے حامی ہونگے اور تمدن کی ترقی کے لیے خود کو وقف کر دیں گے۔ یہ مشق شرکاء کے لیے اس سرگرمی کی نوعیت کو سراہنے میں مدد دے گی کہ وہ جلد ہی ایک اینی میٹر کے طور پر ذمہ داری لیں گے اور ان کی بعد کی گفتگوؤں کو گہرے معنی کے ساتھ متصف کرے گی۔

اس پس منظر کے ساتھ یونٹ مقدس تحریروں میں سے متعدد عبارات پیش کرتا ہے جو اُن چند تصورات کی وضاحت کرتی ہیں جن کا تعلق جوانی کے عرصے سے ہے۔ اُن تصورات میں جو اُس یونٹ کے ابتداء میں متعارف کرائے گئے تھے وہ باہمی عمل ہے جو خدمت، تعلیم اور مستقبل کی تیاری کے درمیان جاری ہوتا ہے یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں بعض اوقات نوجوان محو رہ سکتے ہیں۔ جس چیز کی وضاحت کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جب پوری زندگی کو ایک کُل کے طور پر دیکھا جاتا ہے اور اُس کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا جاتا ہے تو وہ باہمی تضاد سے کہیں بعید ایک دوسرے کی تقویت کا سبب بنتے ہیں۔ حصہ 10 کی مشق شرکاء کو مدد دے گی کہ اس کا عملی طور پر کیا مطلب ہے۔ احتیاط برتنے کی ضرورت ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ مشق سے مشینی طور پر گزریں اور یہ سمجھنے میں ناکام رہیں کہ زندگی کے بعض انتخابات اور سوچنے کے طریقے خیالی ذومعنویت اور دباؤ پیدا کرتے ہیں۔

ایک اور تصور جو اس یونٹ میں بیان کیا گیا ہے جو اس کے ہدف کا ایک مرکز ہے وہ دوہرا اخلاقی مقصد ہے۔ شرکاء یقیناً اس تصور سے متعارف ہونگے جو انہوں نے پہلی کتابوں میں پڑھا ہے۔ اس کو یہاں زیادہ گہرائی میں پیش کیا گیا ہے اور انہیں خصوصی توجہ اُن حصوں پر مبذول کرنی ہو گی جن میں اِسے بیان کیا گیا ہے اور جن کی ابتداء دوہری کایا پلٹ کے بیان سے ہوتی ہے یعنی فرد کی سطح پر اور معاشرے کے ڈھانچہ میں، جیسا کہ بہائی

تحریروں میں تصور دیا گیا ہے۔اس کی روشنی میں یونٹ یہ تجویز پیش کرتا ہے کہ نوجوان لوگوں کو مقصد کے مضبوط احساس کے ساتھ متصف ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی ذہنی اور روحانی نشوونما کی ذمہ داری اپنے ہاتھوں میں لیں گے اور معاشرے کی ترقی میں پائیدار اعانت فراہم کریں گے۔ یہ مزید دعویٰ کرتا ہے کہ اخلاقی مقصد کے یہ دو پہلو متمّم اور بنیادی طور پر لازم وملزوم ہیں کیونکہ افراد کے معیار اور رویّے اُن کے ماحول کی تشکیل کرتے ہیں اور اپنی باری پر سماجی اور معاشرتی ڈھانچوں اور عوامل سے تشکیل پاتے ہیں۔ کچھ شرکاء کو اس بات کے سرانجنے میں مشکل پیش آئے گی جس کا جائزہ حصّہ ۱۶ کی مشق میں لیا گیا ہے۔ غالب عالمی نظریات جو ایک طرف تو انفرادیت اور انفرادی آزادی پر زور دینے پر مائل ہوتے ہیں یا دوسری طرف معاشرتی قوتوں اور سیاسی عوامل کی اہمیت پر مبالغہ آرائی کرتے ہیں اس کی وجہ سے حقیقت چھپ سکتی ہے اور اکثر عقائد اور خیالات کے نمونے غیر محسوس طور شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ جب مشق کو ایک گروپ کے ساتھ حل کیا جا رہا ہو تو ٹیوٹر کو اُن للکاروں سے آگاہ رہنا چاہیئے جو اُن کے ارکان کو پیش آسکتی ہیں اور اگر ضرورت ہو تو اُن دعوؤں کو پہچاننے میں مدد کر سکتے ہیں جو حضرت ولی امر کے بیان سے موافقت نہیں رکھتے جس کا حوالہ اس حصّہ میں دیا گیا ہے۔ دوہرے اخلاقی مقصد کے تصور کی مزید تحقیق اختتام کو پہنچتی ہے پھر یہ تجویز کی جا سکتی ہے کہ صرف خدمت کے میدان میں ایسے مقصد کا ادراک حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ یونٹ دلیل پیش کرتا ہے کہ خدمت انفرادی قوت کی تکمیل کو معاشرے کی ترقی کے ساتھ متحد کرتی ہے۔

دوسرے یونٹ کا عنوان ''توقع کی عمر'' اور اس کا تعلق نوجوانوں اور اُن زبردست قوتوں کے ساتھ ہے جو اُن کے اندر موجود ہیں۔ یہ کوشش کرتا ہے کہ جو اس کا مطالعہ کر رہے ہیں اُن کے ذہنوں میں اس کا فہم مستحکم ہو جائے کہ نوجوان ایک امتیازی عمر کے گروپ سے تعلق رکھتے ہیں جس کی اپنی مخصوص خصوصیات ہیں یعنی ایسی خصوصیات جو کوئی شک نہیں چھوڑتیں کہ اُن کے ساتھ بچوں جیسا سلوک کرنا کتنا بڑا مغالطہ ہوگا اور اسی کے برابر ہی غلط بات ہوگی کہ اُن کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ بلوغت کے انداز کی تقلید کریں جو اپنی اصل کے لحاظ سے سطحی ہوگا یہ ایسا طریقہ ہے جس کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ زیادہ سے زیادہ مقامات پر جڑ پکڑ رہا ہے۔ یہ یونٹ اِس بات کو واضح کرنے کی امید کرتا ہے کہ بہائی سماج میں جو طریقہ کار اس گروپ کے ساتھ اختیار کیا گیا ہے وہ امراللہ کی تحریروں سے وضع ہوا ہے اور روح اللہ جیسے نوجوان کی مثالوں سے بھرپور ہے اور یہ بنیادی طور پر اُن طریقوں سے مختلف ہے جو رائج مفروضوں اور نظریوں پر مبنی ہے جن میں سے کئی ایک نوجوانوں کو باغی اور بحرانوں کی طرف مائل ہونے والوں کے طور پر تصویر کشی کرتے ہیں۔

اوپر دیئے مقاصد کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ یونٹ ابتدائی بلوغت کی نوعیت پر مختصر نظر ڈالتا ہے اور پھر شرکاء سے کہتا ہے کہ وہ اس للکار پر غور کریں کہ کیسے نوجوانوں کی نشوونما پاتی آگاہی کی اس عمر کے عرصے میں مناسب طریقہ سے رہنمائی کی جائے۔ اس میں یونٹ ایک انتباہ پیش کرتا ہے: ایسی کوششوں کو اُن چند پروگراموں کے مغالتوں سے بچنا چاہیئے کہ جو عمر کے اس تشکیلی مرحلہ میں ہیں اُن کی بڑھتی ہوئی خود آگاہی کو دوسروں کی بے غرض خدمت پر لگانے کی بجائے اسے ''انا'' کی طرف موڑ دیتے ہیں اور افسوس کے ساتھ انہیں ''خود پسندی'' کے غلام بنانے پر خاتمہ کرتے ہیں۔ ۵ سے ۹ تک کے حصّے شرکاء کو بہائی تحریروں سے لیے گئے اقتباسات کے ذریعے اس مغالطے کے اُن چند پوشیدہ خطرات سے ہوشیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ یونٹ ان اثرات پر غور کرنا جاری رکھتا ہے جو سماجی ماحول نو بالغوں کی زندگیوں پر مرتب کرتا ہے اور باہمی حمایت کے ماحول کی حیثیت سے ''نوجوانوں کے گروپ'' کے تصور کو متعارف کرواتا ہے اور ایسے گروپوں کے اینی میٹروں کے طور پر قیام کرنے والوں کی وضع کا تعین کرتا ہے۔

تیسرا یونٹ ''اینی میٹر کے طور پر خدمت کرنا'' ایک معنی میں اُس جگہ سے شروع ہوتا ہے جہاں دوسرا یونٹ ختم ہوتا ہے اور شرکاء کو مزید خدمت کے اس کام کی نوعیت سے متعارف کراتا ہے۔ جونیئر یوتھ گروپ کے کچھ پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد یونٹ اس مواد پر بحث کرتا ہے جس کا مطالعہ پروگرام کے مرکز

محور کی نمائندگی کرتا ہے۔ یونٹ کا بیشتر حصّہ شرکاء کے لیے محض مواد کو متعارف نہیں کراتا ہے بلکہ اُن کو اُس عمل کے متعلق بصیرت بھی دیتا ہے جو روحانی بااختیاری پر مشتمل ہے اور یہ کہ مواد کس طرح اُس کے تحرکات کو تقویت دینے کی جستجو کرتے ہیں۔ ہر جگہ مواد سے اقتباسات شامل کیے جاتے ہیں لیکن دو کتابوں کا مکمل تجزیہ کیا جاتا ہے یعنی 'تائید کے جھونکے' اور 'روح ایمانی'۔ اِن کتابوں کی کاپیاں شرکاء کے ہاتھوں میں ہونی چاہئیں۔

روحانی بااختیاری کا معاملہ بالعموم ٹیوٹروں سے کافی کچھ سوچ بچار اور غور وفکر کا تقاضا کرتا ہے۔ درحقیقت تعلیم کا وہ عمل جس کو انسٹیٹیوٹ کورسوں نے متحرک کیا ہے وہ اپنے آخری تجزیہ میں ایسا ذریعہ معلوم ہوتا ہے جو اخلاقی اور روحانی بااختیاری کے لیے ایسا ہے جس کے ذریعے زندگی کے ہر شعبے اور ہر پس منظر کے لوگ اس قابل ہو جاتے ہیں کہ اُٹھ کھڑے ہوں اور ایک بہتر دنیا کی تعمیر میں شرکت کریں۔ یہاں جو طاقت استعمال میں لائی جاتی ہے اِس کا تصور بڑی حد تک مروّج تعارفوں سے مختلف ہے جو اس کو اُس ارادہ سے منسلک کرتے ہیں کہ غلبہ پایا جائے یا دوسروں کو مائل کیا جائے کہ وہ اُس کی خواہشوں اور مطالبوں سے موافقت کریں۔ اس کی بجائے مقصد یہ ہے کہ انسانی روح کی قوتیں: اتحاد، محبت، منکسرانہ خدمت اور نیک اعمال اس کے ذریعے رواں ہوسکیں۔ ایسے عمل کو آگے بڑھانے، نہیں بلکہ تیزی لانے کے لیے کیسے تحرکات کی تقویت کی ضرورت ہے جو بطور ٹیوٹر کام کرنے کے لیے مرکزی حیثیت رکھتے ہیں اور یکے کے بعد دیگرے گروپس کے ساتھ کورسوں کے مطالعہ میں مصروف ہونے کے تجربے سے ہر ٹیوٹر اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس میں شامل متعدد باہمی عمل کرنے والے عناصر کی جھلکیاں دیکھ سکے جن میں سے کوئی بھی صحیح فہم کی پرورش کرنے کی طاقت سے زیادہ اہم نہیں ہے۔

بلاشبہ اس کتاب میں ٹیوٹر کے سامنے زیرِ توجہ موضوع آگے اگلی نسل کی طرف بڑھتا ہے اور تعلیمی عمل کی نوعیت کی طرف بھی جو بلوغت پاتے نوجوانوں کو اس قابل بنائے گا کہ وہ اپنی ابھرتی ہوئی قوتوں کو باثمر انداز میں استعمال کرسکیں۔ اس عمل کے محور میں باہم ایک دوسرے کو تقویت دینے والی تصور اور اظہار کی قوتیں ہیں۔ ذہن کی قوت جس نے تجریدی سوچ میں مصروف ہونا ہے اور نوبلوغت کے دوران ڈرامائی انداز میں بڑھتی ہے اُس سے نوجوانوں کے اندر تقویت ملتی ہے جب وہ سائنسی، اخلاقی اور روحانی تصورات کو اپنے اردگرد موجود دنیا کے تجزیہ میں استعمال کرتے ہیں اور معاشرے میں عمل کرنے کی ابتدائی کوششوں میں استعمال کرنا سیکھتے ہیں۔ تاہم خواہ جتنی بھی اہم ہو معقول تجزیہ کو روحانی ادراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے ذریعے فہم کے وہ راستے کھل جاتے ہیں جو محض ذہنی قوت کے استعمال کے ذریعے سامنے نہیں ہوتے۔ تب نوجوانوں کو مدد دی جائے کہ وہ روحانی قوتوں کو پہچان سکیں اور ان حالات میں جو انہیں درپیش ہوتے ہیں روحانی اصولوں کی شناخت کرسکیں اگر انہوں نے مضبوط اخلاقی فیصلے کرنے ہیں۔ اخلاقی ڈھانچہ جو ایک شخص کے خیالات اور رویہ کو معین کررہا ہے وہ قریبی طور پر زبان کی ساخت سے منسلک ہے جس میں وہ خیالات کا اظہار کرتا یا کرتی ہے جو تصور کردہ تعلیمی عمل کا بنیادی احاطہ ہے۔ کتاب نمبر ۵ کے پہلے دو یونٹوں نے اس عمل میں جو کچھ بصیرتیں پیش کی ہیں تیسرے یونٹ میں پروگرام میں مستعمل کتابوں کی مثالوں سے حسبِ ضرورت استفادہ کرتے ہوئے حصّہ ۵ سے 19 تک اُس کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر ٹیوٹر کے لیے بہتر ہوگا کہ وہ گروپ کی رہنمائی کرنے کی تیاری میں اِن حصّوں پر احتیاط سے نظرِ ثانی کرے۔ یہ امید کی جاتی ہے کہ شرکاء اپنے مطالعہ سے نصوص کی صلاحیت سے ایسا فہم حاصل کریں گے جو نوجوانوں کو متنوع ثقافتوں میں بااختیار بنائیں گے۔

اِس گفتگو کی روشنی میں شرکاء کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ نصاب کی دو مکمل کتابوں کا تجزیہ کریں ایک وہ جو ''بہائی انسپائرڈ'' کے ضمن میں آتی ہے اور دوسری جو واضح طور پر پروگرام کے بہائی ضمن میں آتی ہے۔ یہ دو ضمن شرکاء کو یونٹ کے ابتداء ہی میں متعارف کرائے جاتے ہیں اور ''تائید کے جھونکے'' اور ''روحِ ایمانی'' پر اُن کی نظرِ ثانی کا مقصد یہ ہے کہ اُن کو یہ دیکھنے میں مدد ملے کہ نصاب کی دونوں کتابوں میں بیان کردہ مضامین اور تصورات

اوراُن کے لیے استعمال ہونے والی زبان اِس پروگرام کے اُوپر بیان کیے گیے مقاصد میں اعانت کرتی ہیں۔مثال کے طور پر تائید کا تصور جسے پہلی کتاب میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی اچھے مقاصد کے لیے کوشش کرتا ہےتو وہ خدائی تائیدات منجذب کرے گا۔ یہ بات ہر جگہ نوجوان لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں گونجے گی۔فہم جو وہ کتابوں کے مطالعے سے حاصل کرتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ وہ اُن کی مدد کرے گی جب وہ نئے اور للکار پیدا کرنے والے کام شروع کریں گےتا کہ بے چینی اور اعتماد کی کمی پر قابو پا سکیں جو اکثر اُس کے ساتھ وارد ہوتی ہیں، جارحانہ رویہ پیدا کیے بغیر جو ذات کے گرد زور دینے کی نشاندہی کرتا ہے۔اس طریقہ سے اُس کتاب میں بیان ہونے والی سادہ لیکن گہری کہانی جسے نوجوان عموماً پہلے مطالعہ کرتے ہیں کئی ایک کو اس راستے پر ڈالتی ہے جو اُن کا کم سے کم اُن قوتوں سے تحفظ کرتی ہے جو معاشرے کے ڈھانچے میں توڑ پھوڑ کرتی ہیں اور اُن قوتوں سے بھی جو اُن کو ایک شریف شخصیت ہونے کی حقیقی شناخت سے محروم کریں گی۔

اِس طرح کتاب ''روح ایمانی'' میں پیش کردہ تصورات کی وضاحت ہر پس منظر کے نوجوانوں کو مدد دیتی ہے کہ وہ گہرائی سے فلسفیانہ مسائل پر غور و فکر کریں جو زندگی کے اِس مرحلے پر اُن کے ذہنوں کو مصروف کرنا شروع کرتے ہیں اور روحانی اور مادی کے مابین پیچیدہ تعلقات کا مشاہدہ کرنے میں مدد دیتے ہیں۔مثال کے طور پر اِن تصورات میں جسمانی ارتقاء اور انسانی روح کا ظہور شامل ہیں۔ٹیوٹر کے لیے جس چیز کو سمجھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اُن جوانوں میں سے بہت سارے جو کتاب نمبر ۵ کا مطالعہ کر رہے ہیں اور خواہش رکھتے ہیں کہ اینی میٹر بنیں جب تک وہ روحانی بااختیاری کے پروگرام بحیثیت ایک نوجوان مکمل نہ کر چکے ہوں تو ''روح ایمانی'' کا جائزہ اُن کے لیے پہلا موقع بن جائے گا کہ وہ منظم طریقہ سے پیش کیے گئے تصورات کو معلوم کر سکیں گے اور اتنا وقت دیا جانا چاہیئے جو اُس کے مطالب پر غور و فکر کرنے کے لئے ضروری ہو۔

اِس نظر ثانی کے خاتمہ کے بعد شرکاء کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ سائنس اور دین کے درمیان ہم آہنگی کے اصول پر غور کریں ایک ایسے تصور کے طور پر نہیں جسے کتاب میں واضح طور پر پیش کیا گیا بلکہ ایسے انداز میں جو مکمل مباحثہ پر مشتمل ہو۔ بتایا یہ جاتا ہے کہ سائنس اور دین کو ایک دوسرے کے متمم علم خیال کرنا چاہیئے جس پر عمل کے ذریعے تمدن میں پیش رفت ہوتی ہے۔اِس غور و فکر کی اہمیت کو اُن شرکاء سے دور نہ رکھا جائے جو خدمت کے میدان میں داخل ہونے کی تیاری کر رہے ہیں۔ بہر حال اگر حقیقت کی مکمل تفہیم حاصل کرنا ہو تو جو روحانی بااختیاری کے عمل کا لازمی حصّہ ہیں تب نوجوانوں کے لیے کتابوں کو علم کے اِن دونوں ذرائع سے لازماً استفادہ حاصل کرنا ہوگا۔

جہاں مواد کا مطالعہ پروگرام میں حصّہ لینے والے نوجوانوں کے کسی گروپ کی بنیادی توجہ کا مرکز ہوگا وہ اس کے ساتھ ساتھ دیگر سرگرمیوں میں بھی حصّہ لیں گے۔ اِن میں خدمت کے پروجیکٹ، کھیلیں، فنون اور ہنر اور کبھی کبھار ہونے والی خصوصی تقریبات شامل ہیں۔حصّہ نمبر ۲۵ اور ۲۶ چند اصول اور تصورات پیش کرتے ہیں جن کا تعلق اُن سرگرمیوں کے ساتھ ہے زیادہ تفصیل میں جانے سے باز رہتے ہیں۔اس کے باوجود یہ امید کی جاتی ہے کہ خدمت کے پروجیکٹوں کو شکل دینا اور اُن پر عمل درآمد پر پروگرام میں زور دیا جائے گا کیونکہ خدمت ایک ایسا میدانِ عمل فراہم کرتی ہے جس میں دوہرے اخلاقی مقصد جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس میں ظاہر ہو سکتا ہے۔اس میں شرکاء کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ ایسے پروجیکٹ اپنے ساتھی اینی میٹروں کے ساتھ اکثر ہونے والی مشورت کے اجلاسوں میں زیرِ بحث آئیں گے۔

یونٹ کا خاتمہ اُن مختلف معاملات پر بحث کے ساتھ ختم ہوجاتا ہے جن کا تعلق اینی میٹر کے کام کے ساتھ ہے۔ایسی بصیرتیں بیان کی جاتی ہیں کہ نوجوانوں کے گروپ بنانے میں کیسے مدد کی جائے۔ پہلے چند جلسات کو کس طرح چلانا ہے اور والدین کے ساتھ پروگرام کی نوعیت اور اُن کے بیٹے اور بیٹیوں کی ترقی کے بارے میں کیسے بات کرنی ہے۔ابتداء ہی سے شرکاء کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اینی میٹر کی حیثیت سے مؤثر طور پر خدمت کرنے کے

لیےجن صلاحیتوں کی ضرورت ہے وہ مسلسل جاری رہنے والے تجربے اوراُن کورسوں کے مطالعہ سے پیدا کی جاسکتی ہے جو کتاب نمبر ۵ سے نکلنے والی شاخیں ہیں۔ یہ بات کسی قدرنو جوانوں کی تعلیم کے بارے میں ایک حدتک پختہ ارادہ کا تقاضا کرتی ہےجس میں کئی ایک جواپنی عمر کی دوسری دہائی کے آخری سالوں یا تیسری دہائی کےابتدائی سالوں میں یعنی اپنی زندگیوں کی بہار کے زمانہ میں شامل ہوتے ہیں اوراُس کےحصول کی صلاحیت ظاہر کرتے ہیں۔اُن کی صفوں سے بڑھتی ہوئی تعداد میں وہ نمودار ہونگے جو خدمت کے اُس مخصوص راستے پر چل پڑیں گےاور روحانی بااختیاری کے پروگرام کے یکے کے بعد دیگر گروپوں میں مصروف ہونگے اوراس طریقہ سے وہ یقینی بنائیں گے کہ اگلی نسل کا وعدہ پورا کر دیا گیا ہے۔

# زندگی کی موسم بہار

## مقصد

نوجوانوں کواُن کی روحانی بااختیاری کے ایک پروگرام میں مصروف کرنے کی ایک پہلی شرط کے طور پر ایسی چند خصوصیات کی سمجھ حاصل کرنا جو جوانوں کو امتیاز دیتی ہیں۔

## حصہ 1:

۱۲ سے ۱۵ سال کی عمر کا درمیانی حصہ ایک فرد کی زندگی میں ایک خاص وقت کی نمائندگی کرتا ہے، کیونکہ یہی وہ ماہ وسال ہوتے ہیں جب وہ (لڑکا ہو یا لڑکی) اپنے بچپن کو پیچھے چھوڑ رہا ہوتا ہے اور اس میں بڑی گہری تبدیلیاں آ رہی ہوتی ہیں۔ ابھی تک وہ پوری طرح جوان نہیں ہوا ہوتا۔ اس لئے اس عمر کے افراد کا حوالہ اکثر ''نوجوان'' (Junior Youth) کے طور پر دیا جاتا ہے۔ نوجوانوں کو ایسے پروگراموں میں شریک کرنا جن کا مقصد ان کی روحانی اور ذہنی صلاحیتوں کو بڑھانا اور انہیں اس لئے تیار کرنا ہو کہ وہ اپنے سماجی امور میں مؤثر طور پر شریک ہوسکیں ایک بڑی اہم خدمت کا عمل ہے۔ اس کتاب کے تین یونٹ ایسے تصورات، مہارتوں، خوبیوں اور رویوں پر توجہ مرکوز کرتے ہیں جن کے بارے میں تجربہ دکھاتا ہے کہ یہ ان کے لئے ضروری ہے جو روحی انسٹی ٹیوٹ کے تجویز کردہ نوجوانوں کو روحانی طور پر بااختیار بنانے کے پروگراموں کو لاگو کرنا چاہتے ہیں۔

جو سرگرمیاں اس پروگرام کا حصہ ہیں وہ عموماً مقامی سطح پر چھوٹے چھوٹے گروپوں میں انجام دی جاتی ہیں۔ ایک ایسے فرد کی حیثیت سے جو گروپ کی کوششوں کو نکھار رہا ہے آپ بہت سے نوجوانوں کی روحانی اور ذہنی ترقی کے لئے فکرمند ہوں گے جو نسبتاً کم ہی عرصے میں ۱۵ برس کے ہو جائیں گے۔ ۱۵ سال کی عمر بلوغت کی دہلیز ہے جب یہ نوجوان نئی ذمہ داریاں قبول کریں گے۔ اس پہلے یونٹ میں ہم نوجوانوں کی خوبیوں پر اس قدر غور وفکر نہیں کریں گے لیکن دیکھیں گے کہ انہیں امراللہ کی تحریروں کی تجویز کے مطابق کس طرح کے جواں سال لوگ بننا ہے۔ جن اقتباسات کا آپ مطالعہ کریں گے اس سے آپ پر جو بات واضح ہو جانی چاہئے وہ یہ ہے کہ چند ایسی امتیازی خصوصیات ہیں جنہیں جوانوں کی ہر نسل کو ممتاز کرنا ہی ہوگا اور کچھ مخصوص قوتیں ہیں جنہیں ان کی زندگیوں کی صورتگری کرنی ہی ہوگی۔ یقیناً یہ عین ممکن ہے کہ آپ خود بھی ایک جوان شخص ہیں جو اپنے عمر کے دوسرے عشرے کے اواخر یا تیسرے عشرے کی شروعاتی دور سے گزر رہے ہوں۔ ایسی صورت میں ان حصوں کے مواد آپ کو خود اپنے اہداف اور اپنی ترجیحات کا جائزہ لینے کا بھی ایک موقع فراہم کرے گا۔

## حصہ 2:

شروع میں آپ نوجوانوں کے اس گروپ کے ارکان کے بارے میں سوچیں جن کے ساتھ آپ جلد ہی کام کر رہے ہونگے۔ اگلے تین سال کے دوران آپ ان کے ساتھ ایک حقیقی دوست کی طرح اکثر ملاقاتیں کریں گے اور انہیں ساتھ ملکر مطالعہ کرنے اور خیالات کو سمجھنے میں، منصوبہ سازی کرنے اور سادہ سادہ خدمت کے پراجیکٹس پر کام کرنے اور اس طرح کے تجربے سے ایک گروپ کی حیثیت میں وہ جو کچھ سیکھتے ہیں اس پر غور فکر کرنے میں مدد کریں گے۔ اس تین سالہ مدت کے اواخر میں جب وہ یہ پروگرام مکمل کر چکے ہونگے اس کے بارے میں پہلے سے سوچنا آپ کے لئے سودمند رہے گا۔ اس کورس میں نیچے دی گئی مشقوں کو اپنے ساتھی شرکا کے ساتھ کرنے سے آپ کو مدد ملے گی کہ آپ خود اپنے لئے واضح کر سکیں کہ وہ اوصاف کیا ہیں جو آپ کے جوان دوستوں کو ممتاز کریں گے۔

۱۔ جن جوانوں کے بارے میں آپ سوچ رہے ہیں کیا وہ مقصد کے بلند احساس کی خاصیت سے مزین ہوں گے؟ وہ کس چیز کو یہ مقصد خیال کریں گے؟

________________________________________

________________________________________

۲۔ آپ امید رکھتے ہیں کہ وہ کس چیز پر اپنی زیادہ توانائی مرکوز کریں گے؟

۳۔ وہ کون سی چیز ہوگی جو انہیں اپنے نصب العین کے حصول کے لئے کام کرنے کا جوش وجذبہ فراہم کرے گی؟ ____________

۴۔ آپ ان سے آج نوع بشر کو درپیش للکاروں سے کس قدر آگاہ ہونے کی توقع رکھتے ہیں۔ کیا وہ اس بات پر یقین رکھتے ہوں گے کہ وہ واقعی اس دنیا کو ایک بہتر جگہ بنانے میں ایک کردار ادا کر سکتے ہیں؟ ____________

۵۔ آپ یہ فطری طور پر چاہیں گے کہ اکٹھے گزارے گئے وقت کے دوران آپ کے نوجوان دوست سیکھنے کے لئے کچھ خاص رویے اپنائیں۔ کچھ رویے مندرجہ ذیل نکات میں منعکس کیے گئے ہیں۔ کیا آپ دو یا تین مزید رویے لکھ سکتے ہیں؟

____ وہ مطالعہ کے شائق ہوں گے اور جو کچھ وہ سیکھتے ہیں اسے عمل میں لانے کی کوشش کریں گے۔

____ وہ اپنے اقدامات کے نتائج پر غور وفکر کرنے کے عادی ہوں گے۔

____ وہ کھلے ذہن کے مالک ہوں گے اور انکساری کے ساتھ سیکھنے کی جانب بڑھیں گے۔

____ وہ انسانیت کی خدمت کرنے کی خاطر اپنی صلاحیت کو پروان چڑھانے کی پُرجوش خواہش رکھتے ہونگے۔

____ وہ جو کچھ بھی کریں اس میں کمال حاصل کرنے کے آرزومند ہوں گے۔

____ وہ علم وہنر کے مطالعہ کی شدید خواہش رکھتے ہوں گے۔

____ وہ نوع بشر کی ترقی کے لئے کام کرنا سیکھنے سے بھی اسی قدر خوشی حاصل کریں گے جس قدر خوشی انہیں خود اپنی ذاتی ذہنی اور روحانی بڑھوتری سے ہوتی ہے۔

___ ________________________________________

___ ________________________________________

___ ________________________________________

۶۔ درج ذیل بیانات میں سے کونسی چال چلن کے اس انداز کو بیان کرتی ہیں جن کی امید آپ ان جوان لوگوں سے رکھتے ہیں جو آپ کے ذہن میں ہیں؟

____ ان کے معیارات کم وبیش ویسے ہی ہوں گے جیسے گلوبل ٹرینڈز اور فیشن جوانوں کے لئے قائم کرتے ہیں۔

____ وہ اپنی زندگی بسر کرنے کے معیارات کے لئے مقبول میڈیا کی طرف دیکھیں گے۔

____ وہ ان لوگوں کی نقش قدم کی پیروی کریں گے جو سخت للکاروں کے باوجود اعلیٰ اخلاقی معیارات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔

____ جب ایسے تضادات سر اٹھائیں تو وہ یہ کھوج لگا پائیں گے کب ان کے اعمال ان کے عقائد کے خلاف ہیں۔

____ وہ وحدت نوع بشر، مساوات مرد وزن، اور انصاف جیسے معیارات پر یقین تو رکھیں گے لیکن ان کے عمل سے ایک ایسے معاشرے کی عام مسلمات کا زیادہ اظہار ہوگا جو اگرچہ ایسے معیارات کے بارے میں بیان بازی کی ماہر ہے لیکن عملاً انہیں سر بلند رکھنے میں ناکام رہتا ہے۔

____ وہ اعلیٰ معیارات کو ترک کر دیں گے تا کہ ایک ایسے سماجی ماحول میں آرام سے رہ سکیں جو انہین عملاً سر بلند نہیں رکھتا۔

۷۔ مندرجہ ذیل بیانات پاکیزہ اور پاک دامن زندگی کی نشاندہی کرتے ہیں۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ جن جوانوں کا آپ تصور کر رہے ہیں ان کے لئے ان مطالب کو منعکس کرنے کے قابل ہونا کس قدر ضروری ہے؟ کیا آپ فہرست میں کچھ مزید شامل کر سکتے ہیں؟

____ ان کی چال چلن کا پاک ہونا۔

____ سطحی اور گمراہ کن دلچسپیوں سے منقطع ہونا۔

____ دنیاوی دلچسپیوں کا اپنے اعلیٰ مقصد سے دھیان ہٹانے کی اجازت نہ دینا۔

____ فیشنوں اور رواجوں کی پیروی نہ کرنا جب وہ پاک دامنی کے معیار پر پورے نہ اترتے ہوں۔

____ پاکیزگی کا مطلب محض اتنا نہیں ہے کہ شادی بیاہ سے باہر جنسی تعلقات نہ رکھے جائیں۔

____ اپنے کپڑے پہننے کے انداز سے میانہ روی کا مظاہرہ کریں۔

____ اپنی بات کرنے کے انداز میں میانہ روی کا مظاہرہ کریں۔

____ اپنی تفریح کی سرگرمیوں کے انتخاب میں میانہ روی کا اظہار کریں۔

____ اپنی شرم وحیا اور انکساری کی وجہ سے ممتاز ہوں۔

____ حسد اور جلن سے آزاد ہوں۔

____ اپنی پاکیزگی، شائستگی اور صاف نظری کی وجہ سے ممتاز ہوں گے۔

____ اپنی پست خواہشات پر قابو رکھنے میں چوکس رہیں گے۔

____ ____________________

____ ____________________

____ ____________________

۸۔ ان چند برسوں میں جو آپ اپنے جواں سال دوستوں کے ساتھ گزاریں گے آپ کیا امید کرتے ہیں کہ ان کی ذہنی اور روحانی قوت اتنی مضبوط ہوگی کہ؟

____ للکاروں پر قابو پا سکیں گے؟____________________

____ اپنے مقصد کے حصول میں ثابت قدم رہیں؟____________________

____ ایسے دباؤ کی مزاحمت کر سکیں جو اُن سے اعلیٰ اخلاقی معیارات سے ہٹ کر کام کرنے کا تقاضا کرتا ہے ؟__________

## حصہ 3:

آیئے اب ہم آثار مقدسہ سے چند اقتباسات کی جانب توجہ کرتے ہیں اور جائزہ لیتے ہیں کہ وہ ایک بہائی جوان کی کیا تعریف بیان کرتے ہیں۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:

**''اے عبدالبہاء کے پیارو! آدمی کی زندگی میں ایک موسمِ بہار ہوتا ہے اور اس میں حیرت انگیز شان ودیعت ہوتی ہے۔ جوانی کے دور کی خاصیت قوت اور جوش وخروش ہے اور یہ انسانی زندگی کے بہترین دور کے طور پر نمایاں ہوتا ہے۔ پس تمہیں دن رات سخت کوشش کرنی چاہیئے تا کہ ملکوتی قوت سے مزین ہو کر، روشن مقاصد سے حوصلہ پا کر اور خدا کی آسمانی قوت اور ملکوتی رحمت اور تائیدات کی مدد سے تم اس عالمِ انسانی کا زیور بن سکو اور ان لوگوں میں نمایاں ہو سکو جو حقیقی علم اور خدا کی محبت کی راہ پر چل پڑے ہیں۔ تمہیں لوگوں میں اپنی پاکیزگی اور انقطاع، اعلیٰ مقاصد، فراخدلی، عزم، روشن خیالی، ثابت قدمی، بلند اہداف، اور اپنی**

روحانی خوبیوں کی وجہ سے ممتاز ہونا ہی چاہیئے؛ تا کہ تم امراللہ کی شان کو بلند کرنے کا ذریعہ اور آپ کی ملکوتی عنایات کے افق بن سکو؛ تا کہ تم جمالِ مبارک، انکے پیاروں پر قربان جاؤں، کی نصیحتوں اور ہدایتوں پر چل سکو اور بہائی خوبیاں اور خصوصیات منعکس کرتے ہوئے تم دوسروں سے ممتاز نظر آسکو۔ عبدالبہآء دل سے متوقع ہے کہ تم میں سے ہر ایک، ایسے نڈر شیر کی طرح بن جائے جو انسانی کمالات کے سبزہ زار پر چلتا ہے اور ایک مشک بار نسیم بن جائے جو کمالات کے مرغزاروں پر سے گزرتی ہے۔" (1)

ا۔ درج ذیل جملوں کو مکمل کریں:

الف۔ آدمی کی زندگی میں ایک موسم بہار ہوتا ہے ______ ودیعت ہوتی ہے۔

ب۔ جوانی کے دور کی خاصیت ______ اور ______ ہے۔

ج۔ جوانی کا دور انسانی زندگی کے ______ کے طور پر نمایاں ہوتا ہے۔

د۔ جوانی کے دور میں ہمیں دن رات سخت کوشش کرنی چاہیئے تا کہ ______ سے مزین ہو کر، ______ سے حوصلہ پا کر اور خدا کی ______ اور ______ اور ______ کی مدد سے ہم اس عالمِ انسانی کا ______ بن سکیں۔

ہ۔ جوانی کے دور میں ہمیں دن رات سخت کوشش کرنی چاہیئے تا کہ ہم ان لوگوں میں نمایاں ہو سکیں جو ______ اور ______ کی راہ میں چل پڑے ہیں۔

و۔ جوانی کے دور میں ہمیں اپنی ______ ______ اور ______ کی وجہ سے ممتاز ہونا چاہیئے۔

ز۔ جوانی کے دور میں ہمیں اپنے ______ مقاصد کی وجہ سے ممتاز ہونا چاہیئے۔

ح۔ جوانی کے دور میں ہمیں اپنی ______، اعلیٰ ______، ______، ______، ______، ______ خیالی، ______ ، ______ اہداف، اور اپنی ______ خوبیوں کی وجہ سے ممتاز ہونا ہی ہوگا۔

ط۔ جوانی کے دور میں ہمیں امراللہ کی شان کو ______ کرنے کا ذریعہ اور آپ کی ______ کے افق بننا ہوگا۔

ی۔ جوانی کے دور میں ہمیں جمالِ مبارک کی ______ اور ______ پر چلنا ہی ہوگا۔

ک۔ حضرت عبدالبہاء دل سے متوقع ہیں کہ ہر جوان ______ کی طرح بن جائے جو ______ کے سبزہ زار پر چلتا ہے اور ایک ______ نسیم بن جائے جو ______ کے مرغزاروں پر سے گزرتی ہے۔

۲۔ ممکن ہے کہ آپ نے اس مقبول عام عقیدے کے اظہار کو کسی ایک یا دوسرے انداز میں سنا ہو کہ جوانوں کو تو بس موج مستی پر دھیان دینا چاہیئے، کیونکہ جلد ہی انہیں زندگی کے سنجیدہ امور کا سامنا کرنا پڑے گا۔ واضح ہے کہ یہ عقیدہ حضرت عبدالبہاء کے اوپر بیان کردہ اقتباس کے مطابق نہیں۔ اس مقبول عام سوچ کے پیچھے کیا مفروضات پوشیدہ ہیں؟ آپ دوستوں کے جس گروپ کے ساتھ اس مواد کا مطالعہ کر رہے ہیں ان کے ساتھ اس سوال پر گفتگو کریں اور اپنے اخذ کردہ بعض نتائج کو یہاں درج کریں؟

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

## حصہ: 4

درج ذیل مناجات میں حضرت عبدالبہاء بہائی جوانوں کے لئے اپنی کچھ امیدوں کا اظہار فرماتے ہیں:

**''اے مالکِ مہربان! اپنے کرم سے ان نوخیز پرندوں میں سے ہر ایک کو ملکوتی بال و پر عطا فرما، اور انہیں روحانی قوت بخش تا کہ وہ اس لامتناہی فضا میں اڑان بھر سکیں اور ملکوتِ ابہیٰ کی بلندیوں تک پرواز کر سکیں۔**

**اے خدا! ان نازک پنیریوں کو قوت بخش کہ ان میں سے ہر ایک، ایک ہرا بھرا اور پنپتا ہوا پھلدار درخت بن سکے۔ اپنی آسمانی افواج کی طاقت سے ان نفوس کو فاتح بنا، تا کہ وہ خطا اور جہالت کی فوجوں کو کچل سکیں اور قوموں کے درمیان دوستی اور ہدایت کے پرچم لہرا سکیں؛ تا کہ وہ بہار کی تازگی بخش ہواؤں کی طرح انسانی روحوں کے درختوں کو تر و تازہ اور زندہ کر سکیں اور بہار کی ہلکی پھواروں کی طرح اس علاقہ کی وادیوں کو ہرا بھرا اور زرخیز بنا دیں۔**

**تو ہی ہے قوی و قدیر؛ تو ہی ہے معطی و شفیق۔''** (2)

ا۔ درج ذیل جملوں کو مکمل کریں:

الف۔ حضرت عبدالبہاء ان لوگوں کو جو اپنی جوانی کے آغاز میں ہیں نوخیز پرندوں سے تشبیہ دیتے ہیں جنہیں ملکوتی __________ کی ضرورت ہے اور آپ خدا سے دعا کرتے ہیں کہ انہیں __________ بخشے تا کہ وہ اس لامتناہی فضا میں __________ اور ملکوتِ ابہیٰ کی __________ کر سکیں۔

ب۔ وہ انہیں نازک ______________ سے تشبیہ دیتے ہیں خدا سے التجا کرتے ہیں کہ ان کو قوت بخشے تا کہ ان میں سے ہر ایک ایک ____________ اور ______________________ بن سکے۔

ج۔ وہ خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ انہیں فاتح بنائے، تا کہ وہ ________ اور ____________ کی ____________ کچل سکیں اور ______________________ اور ________ کے ______ لہرا سکیں۔

د۔ آپ دعا کرتے ہیں کہ وہ ________ تازگی بخش ________ کی طرح، ______________ کے درختوں کو تروتازہ اور ________ کر سکیں اور ______________________ کی طرح اس علاقہ کی وادیوں کو ____________ اور ________ بنا دیں۔

۲۔ اس مناجات میں حضرت عبدالبہاء خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ جوانوں کو روحانی قوتیں بخشے۔ آپ درج ذیل میں سے کن کن کو روحانی قوت سے متعلق خیال کرتے ہیں؟

| | |
|---|---|
| _____ مقصد کی بلندی | _____ عالی ظرفی |
| _____ خدا پر بھروسہ | _____ نظر فریبی |
| _____ عصمت | _____ کام سرانجام دینے کا عزم |
| _____ عیاری | _____ شرافت |
| _____ مقابلتاً | _____ فیاضی |
| _____ یکجہتی | _____ دوسروں پر غلبہ پانے کی خواہش |
| _____ دیانتدارانہ چال چلن | _____ ثابت قدمی اور عزم |
| _____ دنیاوی عزائم | _____ انکساری |
| _____ سماجی رتبہ کی طلب | _____ اپنی کامیابیوں پر گھمنڈ |
| _____ خدا کا پیار | _____ غرور |
| _____ عیاشی سے لگاؤ | _____ نیت کی پاکیزگی |

۳۔ اس مناجات میں حضرت عبدالبہاء خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ جوانوں کو اس قابل بنائے کہ وہ خطا اور جہالت کی فوجوں کو کچل سکیں۔ فیصلہ کریں کہ درج ذیل میں سے کون سی چیزیں جوانوں کی اس طرح کی قوتوں کے خلاف جدوجہد میں مدد کریں گی؟

_____ صحیح اور غلط میں تمیز کرنے کی قابلیت

_____ دوسروں کو اپنے مفاد میں استعمال کرنے کی قابلیت

_____ گہرے خیالات کو وضاحت سے بیان کر سکنے کی قابلیت

_____ تعصّبات کی شناخت کرنے اور ان پر قابو پانے کی قابلیت

_____ مادی ذرائع کو درست طور پر استعمال کرنے کی قابلیت

_____ اپنے ذاتی اہداف کے حصول کے لئے دوسروں کو اپنے بس میں کرنے کی قابلیت

_____ اپنی پست تر خواہشات کو بس میں رکھنے کی قابلیت

_____ وحدت فکر پیدا کرنے میں مدد کرنے کی قابلیت

_____ اپنے فیصلوں میں غیر جانبدار رہنے کی قابلیت

_____ انصاف کو ترویج دینے کی قابلیت

۴۔ اس مناجات میں حضرت عبدالبہاء خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ جوانوں کو اس قابل بنائے کہ وہ دوستی اور ہدایت کے پرچم لہرا سکیں۔ فیصلہ کریں کہ درج ذیل میں سے کون سی چیزیں جوانوں کی اس طرح کی جدوجہد میں ان کی مدد کریں گی؟

_____ دوستی کے بندھن استوار کر سکنے کی قابلیت

_____ دوسروں کو غور سے سننے کی قابلیت

_____ مشکلات کا سکون وقرار سے سامنا کرنے کی قابلیت

_____ دوسروں کی کمزوریوں اور خطاؤں کو شناخت کرنے کی قابلیت

_____ دوسروں کی خطاؤں اور کمزوریوں سے چشم پوشی کرنے کی قابلیت

_____ بےلوثی کے ساتھ معاشرے کی خدمت کرنے کی قابلیت

_____ دوسروں کی کامیابیوں پر خوش ہونے کی قابلیت

_____ دوسروں کے دلوں میں امید پیدا کرنے کی قابلیت

_____ دوسروں کے ساتھ تعاون کرنے کی قابلیت

_____ دوسروں کی فلاح و بہبود کا خیال رکھے بغیر خود اپنے ذاتی مفادات کو پروان چڑھانے کی قابلیت

______ سماج کی فلاح وبہبود کو ترویج دینے کی قابلیت

## حصہ 5:

اوپر کے آخری دو حصوں میں ہم نے جن اقتباسات کا مطالعہ کیا ہے وہ ہمیں اس بارے میں کچھ بصیرت دیتے ہیں کہ بہائی جوانوں کو جن صفات سے مزین ہونا چاہیئے ان میں سے بعض کیا ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ جب جواں سال لوگ 15 برس کی عمر تک پہنچیں گے تو ان سے بہت ساری توقعات وابستہ کی جائیں گی۔ درحقیقت، ہم جانتے ہیں کہ آثار مقدسہ میں 15 سال کی عمر کو بلوغت کے آغاز کا وقت قرار دیا گیا ہے۔ یہی وہ عمر ہے جب ایک فرد پر نماز اور روزوں سے متعلق بہائی قوانین فرض ہوجاتے ہیں۔ بلوغت تک پہنچنے کے بارے میں حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:

**''دودھ پیتا بچہ کئی جسمانی مراحل سے گزرتا ہے، ہر مرحلے میں نشوونما پاتا اور ترقی کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کا جسم بلوغت کی عمر کو پہنچ جاتا ہے۔ اس مرحلے پر پہنچنے کے بعد وہ یہ صلاحیت حاصل کرتا ہے کہ روحانی اور ذہنی کمالات ظاہر کرے۔ اس میں سمجھ بوجھ، ذہانت، اور علم کی روشنیاں دیکھی جاسکتی ہیں اور اس کی روح کی قوتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔''** (3)

اور جب ایک فرد اس عمر کو پہنچتا ہے، حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:

**''وہ چیزوں کے حقائق اور اندرونی سچائیوں کو سمجھتا ہے۔ درحقیقت، اس کے فہم میں، اس کے جذبات، اس کے قیاسات اور اس کی دریافتیں، بلوغت کے بعد اس کی زندگی کا ہر دن پہلے کے ایک سال کے برابر ہے۔''** (4)

1۔ حضرت عبدالبہاء کے درج بالا بیان کی روشنی میں نوجوانوں کی بہت سی صلاحیتیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ آپ کے خیال میں مندرجہ ذیل میں سے کون سی صلاحیتیں ۱۵ سالہ نوجوان پر لاگو ہوتی ہیں؟

____ یہ روحانی صلاحیت رکھتا ہے کہ زندگی اور موت کے مطالب پر غور کر سکے۔

____ گہرے تصورات کو صرف اسی وقت سمجھ سکتا ہے جب انہیں تفریح کے لبادے میں پیش کیا گیا ہو۔

____ ان قوتوں کا تجزیہ کرنے کی ذہنی صلاحیت رکھتا ہے جو اس (لڑکے یا لڑکی) کی زندگی کو متاثر کر رہی ہیں۔

____ وہ کاموں کو تندہی سے کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

____ مشکل للکاروں کو عبور کرنے کی روحانی استعداد رکھتا ہے۔

____ بچوں کے لئے روحانی تعلیم وتربیت کی کلاسیں منعقد کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

____ اعتماد اور وضاحت سے امراللہ کی تعلیمات اور اصولوں کی تشریح کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

_____ والدین کی حمایت اور پیار کی حاجت نہیں رکھتا۔

_____ بہائی قوانین کی پابندی کی ذمہ داری قبول کرسکتا ہے۔

_____ سماجی عملوں کو سمجھنے کی ذہنی صلاحیت رکھتا ہے۔

_____ معاشرے کے لئے بامعنی خدمت میں مصروف ہوسکتا ہے۔

2۔ اب آپ نیچے دی گئی مناجات کوحفظ کرنا پسند کرسکتے ہیں:

**''اے خدا! اس جوان کو نورانی بنا اور اس بیچارے پر اپنی رحمت نازل فرما۔ اسے علم بخش، ہر طلوعِ سحر کے ساتھ اس کی قوت میں اضافہ فرما اور اپنی حفاظت کے سائے تلے اس کی نگہبانی کر، تا کہ یہ گمراہی سے آزاد ہو سکے، خود کو تیرے امر کی خدمت کے لئے وقف کر سکے، گمراہوں کی راہنمائی کر سکے، بدنصیبوں کو راستہ دکھائے، قیدیوں کو نجات دے اور غافلوں کو ہوشیار کرے۔ تا کہ سب تیری یاد اور حمد وثنا کرنے کی توفیق پائیں۔ تو ہی ہے قوی و قدیر!''** (5)

## حصہ: 6

جب ۱۵ سال کی عمر میں جوان سال لوگ بلوغت کی دہلیز پار کرتے ہیں تو بعض جسمانی، ذہنی اور روحانی قوتیں سامنے آتی ہیں۔ وہ بچپن کے رویوں، خیالات اور عادات کو پیچھے چھوڑ چکے ہوتے ہیں اور ان میں نئی صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں۔ ان قوتوں کو امراللہ کی خدمت کی جانب موڑے جانے کے کام کا آغاز عین شباب میں ہی شروع کیا جانا چاہیئے۔ حضرت بہاءاللہ فرماتے ہیں:

**''مبارک ہے وہ جو اپنی بھرپور جوانی میں اور اپنی زندگی کی جوبن کے وقت مالکِ آغاز وانجام کے امر کی خدمت کے لئے قیام کرے اور اپنے دل کو اس کی محبت سے سجائے۔ ایسی کسی خوبی کا اظہار زمین وآسمان کی تخلیق سے بھی زیادہ بڑا کام ہے۔ ثابت قدم لوگ مبارک ہیں اور ان کے لئے بھلائی ہے جو ڈٹے ہوئے ہیں۔''** (6)

امراللہ کے لئے جوانوں کی ہر نسل جو خدمات پیش کرتی ہے وہ اس کی پیشرفت کے لئے ناگزیر ہے۔ حضرت شوقی آفندی کی جانب سے تحریر کردہ ایک مکتوب میں جوانوں کی پیش کردہ خدمات کی اہمیت کو اس طرح نمایاں فرماتے ہیں: ''یہ آپ ہی کی طرح کے جوان اور سرگرم بہائی ہیں جن پر ولی عزیز نے امراللہ کی آئندہ ترقی وتوسیع کی تمام امیدوں کو مرکوز کر رکھا ہے، اور یہ انہی کے کندھے ہیں جن پر وہ اپنے ساتھی مومنین میں بے غرض خدمت کے جذبے کو برقرار رکھنے کی ذمہ داری ڈالتے ہیں۔ اس جذبے کے بغیر کوئی کام بھی کامیابی کے ساتھ مکمل نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے ہوتے ہوئے فتح، خواہ بڑی مشکل ہی سے کیوں نہ ملے، یقینی ہے۔''

جہاں تک ان خصوصیات کا تعلق ہے جو جوانوں کو خدمت کے میدان کے لئے خاص کر موافق بناتی ہیں، بیت العدل اعظم الٰہی تمام محافل روحانی ملی کے نام اپنے پیغام میں تحریر فرماتے ہیں:

**''مشکل ترین حالت میں، جوانوں کی قوتِ برداشت، ان کی طاقت اور جوش وخروش، اور ان کی یہ صلاحیت کہ وہ مقامی حالات کے مطابق**

خود کو ڈھال سکتے ہیں، نئے للکاروں کا مقابلہ کر سکتے ہیں، اور جن لوگوں سے وہ ملاقات کر رہے ہیں انہیں گرمجوشی اور جذبہ مہیا کر سکتے ہیں، چال چلن کے اس معیار کی وساطت سے جسے بہائی جوان سربلند رکھتے ہیں، انہیں سوچے گئے پراجیکٹس کو مکمل کرنے کا ایک باصلاحیت وسیلہ بنا دیتا ہے۔ فی الحقیقت ان نمایاں خوبیوں کے ذریعہ وہ کسی بھی مہم کا ہراول دستہ اور کسی بھی ذمہ داری کا روحِ رواں بن سکتے ہیں خواہ یہ مقامی سطح کی ہو یا ملی سطح کی۔ ہماری پُرتوقع نظریں بہائی جوانوں پر لگی ہوئی ہیں۔" (7)

اور پوری دنیا کے جوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے بیت العدلِ اعظم الٰہی مزید فرماتے ہیں:

"اگرچہ واضح طور پر متنوع حالات آپ کے حقائق کی صورتگری کرتے ہیں تاہم تعمیری تبدیلی لانے کی خواہش اور پر مقصد خدمت کی قابلیت، جو دونوں ہی آپ کے عمر کی خصوصیات ہیں، نہ تو کسی خاص نژاد یا قومیت تک محدود ہیں اور نہ ہی مادی وسائل پر منحصر۔ آپ سب عمر کے جس تابناک حصہ میں ہیں اس کا تجربہ ہر ایک کو ہوتا ہے۔۔۔" (8)

اوپر دیئے گئے اقتباسات کی بنیاد پر درج ذیل جملوں کو مکمل کریں:

الف۔ جو لوگ اپنی بھرپور جوانی میں امر اللہ کی خدمت کے لئے قیام کرتے ہیں اور دلوں کو خدا کی محبت سے سجاتے ہیں وہ ______ ہیں۔

ب۔ یہ جوانوں کے کندھوں ہیں جن پر وہ اپنے ساتھی مومنین میں ____________ کے ____________ کو برقرار رکھنے کی ذمہ داری ڈالتے ہیں۔

ج۔ اس بے غرض خدمت کے جذبے کے بغیر، جس کو برقرار رکھنے کی ذمہ داری جوانوں پر ڈالی گئی ہے، کوئی کام بھی ____________ ____________ کیا جا سکتا۔

د۔ اس بے غرض خدمت کے جذبے کے ذریعے، جس کو برقرار رکھنے کی ذمہ داری جوانوں پر ڈالی گئی ہے، فتح خواہ بڑی مشکل ہی سے کیوں نہ ملے، ____________ ہے۔"

ہ۔ منصوبوں پراجیکٹس پر عملدرآمد کے لئے ایک طاقتور وسیلہ کے طور پر جوانان اپنی اس صلاحیت کا استعمال کر سکتے ہیں کہ وہ مقامی حالات کے مطابق خود کو ____________ لیں، نئے للکاروں ____________ کریں، اور جن لوگ سے وہ ملاقات کر رہے ہیں انہیں گرمجوشی اور جذبہ ____________ کریں۔

و۔ اپنی نمایاں خوبیوں کے ذریعہ جوانان کسی بھی مہم کا ____________ اور کسی بھی ذمہ داری کا ____________ ____________ بن سکتے ہیں۔

ز۔ جو بھی حالات دنیا بھر کے جوانان کے حقائق کی صورتگری کرتے ہیں ____________ کی ایک خواہش اور ____________ ____________ کی ایک قابلیت زندگی کے اس مرحلے میں ان کی خصوصیات ہوتی ہیں۔

## حصہ 7:

بہت سے تصورات عام طور پر جوانوں کی جانب سے انجام دی جانے والی خدمات سے وابستہ ہیں۔ان میں بے ساختگی، جوش وخروش اور جو بھی امکانات تخیل کو اپنی گرفت میں لیتے ہیں ان کی پیروی کرنے کی آزادی۔اگرچہ خدمت کے ساتھ ان تصورات کا تعلق جوڑنے کا ایک حد تک جواز بھی موجود ہے لیکن ہمیں ان پر ضرورت سے زیادہ زور نہ دینے کا خیال رکھنا چاہیئے۔اس عادت میں پڑ جانا بہت ہی آسان ہے کہ جوانوں کی سرگرمیوں کو گھٹا کر ہیجان انگیز تقریبات کا ایک سلسلہ بنا دیا جائے اور عمل کی نوعیت کو سمجھنے کی اہمیت اور منظم اقدام کے نظم ونسق کو سیکھنے کی ضرورت کو نظر انداز کر دیا جائے۔ ایسے منظم عمل کے بارے میں سوچیں جن کے ذریعے دیہاتوں اور محلوں کی روحانی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے امراللہ کے اصولوں کا اطلاق کیا جا رہا ہے۔مثال کے طور پر بچوں کی روحانی تعلیم، سماجی زندگی کا استحکام اور انسانی وسائل کی ترقی۔اب اس کورس کا مطالعہ کرنے والے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر خدمت کے کچھ اعمال کے بارے میں سوچیں جو جوانان خدمت کے میدان میں کر سکتے ہیں۔کیا یہ سرگرمیاں خوشی پیدا نہیں کرتی؟ کیا وہ ایک مناسب حد تک بے ساختگی کی اجازت نہیں دیتیں؟ کیا وہ منظم انداز میں پہل کرنے کی مشق کے ذریعے تخلیقی صلاحیت کی حوصلہ افزائی نہیں کرتیں؟

## حصہ 8:

ہم اکثر سنتے ہیں کہ جوانی تیاری کا ایک دور ہوتا ہے۔واقعی یہ بیان سچ ہے۔آج دنیا میں تبدیلی کی ضرورت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، بیت العدل اعظم تحریر فرماتے ہیں کہ ''معاشرے کی کارکردگی میں جو کایا پلٹ آنے والی ہے وہ یقیناً بڑی حد تک جوانوں کی اس مؤثر تیاری پر انحصار کرے گی جو وہ اس دنیا کے لئے کرتے ہیں جسے وہ ورثے میں پانے والے ہیں''۔پس ہمیں یہ پوچھنا چاہیئے: آخر جواں سال لوگوں کے لئے وہ بہترین طریقہ کیا ہے جس سے وہ خود کو ان ذمہ داریوں کے لئے تیار کریں جو انہیں جوانی میں جانے پر اٹھانی ہی ہونگی۔ بیت العدلِ اعظم الٰہی فرماتے ہیں:

**''کسی بھی شخص کے لئے خواہ وہ بہائی ہو یا نہ، اس کی جوانی کے سال وہ ہوتے ہیں جن میں وہ بہت سے فیصلے کرتا ہے جو اس کی زندگی کا رخ**

طے کرتے ہیں۔ان سالوں میں وہ اپنی زندگی کے کاموں کے بہت سارے امکانات منتخب کرتا ہے، اپنی تعلیم مکمل کرتا ہے، اپنی روزی کمانا شروع کرتا ہے، شادی کرتا ہے اور اپنے خاندان کی پرورش کرنا شروع کرتا ہے۔ان تمام میں سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس دور میں اس کا دماغ سب سے زیادہ جستجو کرتا ہے اور روحانی اقدار جو انسان کے مستقبل کے طرزِ عمل کی رہنمائی کرتی ہیں انہیں اپنایا جاتا ہے۔"(9)

حضرت ولی عزیز کی جانب سے لکھے گئے خط کی روشنی میں یہ نشاندہی ہوتی ہے کہ جوانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ مستقبل کی تیاری کے حصے کے طور پر اپنی ذہنی اور روحانی صلاحیتوں کو ترقی دیں، " تمہیں خوب مسلح ہونا ہی ہوگا، " خط نشاندہی کرتا ہے، " تمہارے لیے ضروری ہے کہ تمہارے ذہنی اور روحانی دونوں پہلو برابر ترقی یافتہ ہوں۔"

یہ سوال اکثر اس بارے میں کئی دوسرے سوالات پیدا کرتا ہے کہ پڑھائی، خواہ وہ علمی ہو، فنی ہو یا پیشہ ورانہ، اور امراللہ کی خدمت کے درمیان کیا تعلق ہے۔خاص طور پر بعض اوقات یہ بات واضح نہیں ہوتی کہ جواں سال لوگوں کو ان میں سے ہر ایک کو کتنا وقت دینا چاہیئے۔ایک انتہائی بات تو یہ ہے کہ جوانوں کو مشورہ دیا جائے کہ وہ پہلے خود کو تعلیم کے لئے وقف کردیں اور سنجیدگی کے ساتھ امراللہ کی خدمت میں مصروف ہونے سے قبل اس وقت تک انتظار کریں جب تک وہ زندگی کا اور زیادہ تجربہ حاصل نہیں کرلیتے۔یہ سچ ہے کہ " تمام معاملات میں اس بات کو کافی اہمیت دینا چاہیئے کہ فرد کے امکانات کی حد میں رہتے ہوئے تعلیم حاصل کرنا اور کوئی ایسا کاروبار یا پیشہ حاصل کرنا جس سے وہ روزی کمائے ضروری ہے۔" پھر بھی بیت العدلِ اعظم الٰہی واضح کرتے ہیں کہ، " جوانوں کے باثمر ماہ و سال " کو صرف ایک تجارت یا پیشہ اختیار کرنے کے لئے تیاری کا مرحلہ قرار دے دینا،

> **"ان تعمیری قوتوں کو نظر انداز کردینے کے مترادف ہوگا جو جوانوں کو اس قدر فراوانی کے ساتھ دستیاب ہیں۔آخر امراللہ کے اولین جانبازوں میں کتنے ہی جواں سال مرد اور خواتین بھی تو تھے جنہوں نے اپنے محبوب کی راہ میں اعلیٰ ترین اعمال انجام دینے کے لئے قیام کیا تھا۔"**(10)
>
> دوسری انتہا یہ ہوگی کہ ان کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ خاص کر اس وقت جب کہ عظیم مواقع حاصل ہیں وہ اپنی با قاعدہ تعلیم کو خیر باد کہہ کر خدمت کے میدان میں اپنی پوری توجہ لگا دیں۔کئی عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ خدمت کو ہر جوان کی زندگی کا مرکز ہونا چاہیئے جیسا کہ ہم نے پچھلے حصوں میں مطالعہ کیا تھا۔یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ خدمت کا ایک زوردار دورانیہ خواہ اس میں پڑھائی کا وقفہ شامل ہو یا نہیں " ان کی تیاری کا ایک قیمتی حصہ " بن سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بیت العدلِ اعظم الٰہی مشاہدہ فرماتے ہیں کہ:

**"جبکہ ان لوگوں سے جو خدمت کی راہ میں اتنا کچھ دے سکتے ہیں بڑی چیزوں کی توقع کرنا درست ہے، پختگی تک ترقی کرنے کا جو تقاضا ہے اس پر دوستوں کو تنگ نظری اختیار کرنے سے بچنا ہی ہوگا۔نقل و حرکت کی آزادی اور وقت کی دستیابی بہت سے جوانوں کو ایسے طریقوں سے خدمت کرنے کے قابل بناتی ہے جو براہ راست سماج کی ضرورتوں سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن جب وہ اپنی عمر کی تیسری دہائی میں آگے پہنچتے ہیں، ان کے نظر میں وسعت آجاتی ہے۔ایک ہم آہنگ زندگی کی اتنی ہی توجہ طلب اور انتہائی قابل تعریف دوسرے پہلو بھی ان کی توجہ مبذول کرنے لگتے ہیں۔بہت سوں کے لئے ایک فوری ترجیح خود کو دستیاب سہولتوں کے مطابق مزید تعلیم حاصل کرنا ہوگا خواہ وہ علمی ہو یا فنی، اور معاشرے کے ساتھ باہمی عمل کے نئے مواقع کھلتے ہیں۔وہ اپنی بالغ زندگیوں کی سمت کے بارے میں جو اہم فیصلے کرتے ہیں وہ یہ تعین کریں گے کہ آیا امراللہ کی خدمت ان کی جواں عمری**

کی زندگی کا ایک مختصر اور یادگار باب تھا یا ان کی دنیاوی زندگی کا ایک پختہ مرکزہ، ایک عدسہ جس میں سے تمام اقدامات پر توجہ مرکوز ہوتی ہے۔" (11)

اِس سے پہلے کہ ہم تعلیم اور خدمت کے درمیان تعلق پر مزید غور کریں، آپ چاہیں گے کہ یہاں رُک کر ایک مختصر بیان لکھیں جو اس بارے میں آپ کی سمجھ کی عکاسی کرتا ہو کہ جوانی کی مدت کے لیے تیاری کا وقت ہونے کا کیا مطلب ہے۔

## حصہ 9:

بلاشبہ گزشتہ حصے میں آپ نے جو بیان تحریر کیا ہے وہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ جوانوں کو تعلیم کے ذریعہ یا کسی ہنر یا پیشے میں تربیت کے ذریعہ خود کو اس دنیا کے لئے تیار کرنا جو انہیں ورثے میں ملنے والی ہے کتنا ضروری ہے۔ لیکن یقیناً آپ نے یہ بھی ملاحظہ کیا ہوگا کہ جب کوئی تعلیم حاصل کررہا ہو تو امراللہ کی خدمت کو "روکے"، نہیں "رکھا" جا سکتا۔ جوں جوں آدمی کی عمر بڑھتی جاتی ہے اس طرح کا رویہ مستقبل میں بھی باقی اور برقرار رکھتا ہے اور آخر میں آدمی یہ دیکھے گا کہ اس نے سنجیدگی سے خدمت شروع کرنے کی خاطر مناسب حالات کے انتظار میں ساری عمر گزار دی ہے۔ تعلیم اور خدمت کے درمیان تعلق کے بارے میں یہ نقطۂ نظر اس وقت سامنے آسکتا ہے جب تعلیم کو محض کتابی علم ہی سمجھا جائے۔ اس کے بجائے جب ہم خدمت کو ایک ایسے میدان کے طور پر دیکھتے ہیں جہاں علم کو لاگو کیا جاتا ہے، اور جس میں ذہن ترقی کرتا ہے، تو ہم اس طرح کی سوچ سے باآسانی بچ جاتے ہیں اور خدمت کو نہ صرف مستقبل کی تیاری کے لئے صحت مند پراسیس کا حصہ بلکہ اس کی بنیاد سمجھا جانے لگتا ہے۔ فی الحقیقت جب بھرپور جوانی میں امراللہ کی خدمت شروع ہوتی ہے تو یہ آدمی کی پوری زندگی کا راہنما اصول بن جاتی ہے اور آدمی کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ درست راستے کا تعین کرے اور اپنی سمت کو واضح رکھے۔

یہ آگاہی فطری طور پر اس سلسلے میں سوال پیدا کرتی ہے کہ اپنی خدمت کی صلاحیت بڑھانے کے لئے جوانوں کو کس قسم کی تیاری کی ضرورت ہے۔ یہ سوچنے کی جانب ایک رجحان پایا جاتا ہے کہ بہائی سماج کی بہت ساری تقریبات میں شمولیت اختیار کرکے، جن میں وہ شامل ہیں جو ساتھ مل جل کر تفریح کی ان کی فطری خواہش کو تسکین پہنچاتی ہیں، جواں سال لوگ اپنی صلاحیتوں کو ترقی دیں گے اور امراللہ کی خدمت سے پُر زندگی کے لئے خود کو کافی تیار کرلیں گے۔ تاہم آثار مقدسہ بتاتے ہیں کہ اگرچہ اس طرح کا ایک غیررسمی تعلیمی عمل ضروری تو ہے لیکن کافی نہیں۔

اگر ہم احتیاط سے دیکھیں تو نظر آئے گا کہ حضرت شوقی آفندی نے اس امید کا اظہار فرمایا تھا کہ جوانان تعلیمات مقدسہ میں "خوب تعلیم اور

تربیت یافتہ'' ہوں گے اور وہ امراللہ کے بارے میں ''مفصل'' اور ''درست'' معلومات حاصل کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی آپ انہیں اپنے سماج کی سرگرمیوں میں ''فعال، پورے دل سے اور مسلسل شرکت'' کے ذریعے سیکھنے کی تشویق کرتے ہیں۔ اس بارے میں آپ تشریح فرماتے ہیں کی سماجی زندگی ''ایک ناگزیر تجربہ گاہ'' فراہم کرتی ہے جہاں جواں سال لوگ ''ان اصولوں کو زندہ اور تعمیری اقدام میں تبدیل'' کر سکتے ہیں جو وہ امراللہ کے مطالعہ سے حاصل کرتے ہیں۔ آپ نے اشارہ فرمایا کہ ''اس زندہ تنظیم کا ایک حقیقی حصہ بننے'' سے ہی وہ ''اس حقیقی روح کو سمجھ سکتے ہیں جو پوری بہائی تعلیمات میں رواں دواں ہے''۔ لہٰذا خدمت کے لئے خود کو تیار کرنے میں جواں سال لوگوں کی مدد کرنے کی خاطر ایک رسمی تعلیمی عمل کی ضرورت ہے۔ ایسا تعلیمی عمل جو سماجی زندگی کی حقیقت میں نصب ہو۔ سرگرمی کی خاطر سرگرمی، مطالعہ کی خاطر مطالعہ اس ضرورت کو پورا نہیں کرتا۔

بیت العدل اعظم الٰہی کے پیامات میں سے بہت سارے اسی انداز میں بات کرتے ہیں۔ ایک پیغام یہ واضح کرتا ہے کہ ''جب مطالعہ اور خدمت کو جوڑ دیا جاتا ہے اور انہیں ساتھ ساتھ کیا جاتا ہے'' تو سمجھ میں بہت زیادہ اضافہ ہوتا ہے۔'' پیغام میں مزید لکھا ہے کہ '' خدمت کے میدان میں علم آزمایا جاتا ہے، عمل کے دوران سوالات سامنے آتے ہیں، اور سمجھ کی نئی سطحیں حاصل کی جاتی ہیں۔'' دنیا کے سب ملکوں میں تربیتی انسٹی ٹیوٹ مطالعہ کے ایک رسمی کورس کے ذریعے امراللہ کے انسانی وسائل کی ترقی کے اسی واضح مقصد کے لئے قائم کئے گئے تھے۔ ہر جگہ لوگوں کی ایک بڑھتی ہوئی تعداد خدمت کے لئے اپنی صلاحیت بڑھانے کی خاطر ایک منظم تعلیمی پروگرام میں مصروف ہیں، اور جوانان تیاری کے اس عمل میں ثابت قدمی سے پیش پیش رہے ہیں۔ تربیتی انسٹی ٹیوٹ کی ایجنسی کے بارے میں بیت العدل اعظم الٰہی کی جانب سے لکھا گیا ایک خط واضح کرتا ہے:

**''یہ فرد کو ایک ایسے تعلیمی عمل میں مصروف کرتا ہے جس میں نیک کردار اور ذاتی نظم وضبط کو خدمت کے پیشِ نظر ترقی دی جاتی ہے جو ایک ایسی مربوط اور پرمسرت زندگی کا نمونہ پروان چڑھاتا ہے جس میں مطالعہ، عبادت، تبلیغ، سماجی تعمیر اور دیگر ایسے عوامل میں عمومی شرکت کو پروان چڑھاتے ہیں جو معاشرے کی کایا پلٹ کے لیے کیے جاتے ہیں۔ تعلیمی عمل کا محور ومرکز کلام الٰہی کے ساتھ تعلق ہے جس کی قوت ہر فرد (مرد ہو یا عورت) کے دل کو پاک کرنے اور ''انقطاع کے پیروں'' سے خدمت کے راستے پر چلنے کے لئے اُن کی کوششوں میں اسے قائم رکھتا ہے۔''** (12)

بیت العدل اعظم الٰہی کی جانب سے لکھا گیا ایک اور خط کہتا ہے:

**''۔۔۔انسٹی ٹیوٹ کے کورسوں کا مقصود فرد کو ایک ایسے راستے پر روانہ کرنا ہے جس میں خدمت کے ذریعے خوبیاں اور رویے، مہارتیں اور قابلیتیں، بتدریج حاصل کی جاتی ہیں یعنی ایسی خدمت جو فرد کو ضدی نفس کی قید سے باہر نکالتے ہوئے اور اس مرد یا عورت کو سماجی تعمیر کے ایک حرکیاتی عمل میں مصروف رکھتے ہوئے اس کے (ضدی نفس) کو دبا دیتی ہے۔''** (13)

**اور نوجوانوں کے پوری دنیا کے گرد جمع ہونے والے گروہوں کے حوالے سے بیت العدلِ اعظم تحریر کرتے ہیں:**

**''خصوصیات سے قطع نظر، وہ سب کے سب اپنا وقت اور توانائی، ذہانتیں اور اہلیتیں، اپنے سماجوں کی خدمت میں وقف کرنے کی خواہش میں صرف کریں گے۔ اگر انہیں موقع دیا جائے تو ان میں سے بہت سارے ہنسی خوشی اپنی زندگی کے چند سال آنے والی نسلوں کو روحانی تعلیم وتربیت مہیا کرنے کے لئے وقف کر دیں گے۔ تب دنیا کے جوان لوگوں میں معاشرے کی کایا پلٹنے کی صلاحیت کا وہ ذخیرہ موجود ہے جو ابھی استعمال میں لائے جانے کے انتظار میں ہے۔ اور اس صلاحیت کو جاری کرنا ہر انسٹی ٹیوٹ کو**

اپنی مقدس ذمہ داری سمجھنی چاہیئے۔"(14)

## حصہ10:

جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے کے دوحصوں میں دیکھا ہے، ہمارے لئے یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ جب ہم کسی صورتحال پر سوچ رہے ہوں تو ہم اسے اس طرح الگ الگ حصّے نہ کردیں جس سے ہم اپنی زندگیوں کے مختلف پہلوؤں کو مختلف خانوں میں بانٹ دیں جو غیر ضروری تضادات کی طرف لے جائیں۔ انسانی ذہن کا ایک عام رجحان ایسا ہے کہ وہ اس دنیا کو جس کے ساتھ اسے واسطہ پڑتا ہے ٹکڑوں میں بانٹ دیتا ہے۔ حقیقت خواہ جسمانی ہو، سماجی ہو یا روحانی اتنی وسیع ہوتی ہے کہ اسے اپنی مجموعی شکل میں سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔ پس یہ بات نامناسب نہیں کہ اس کے مطالعہ کے غرض سے اسے حصوں میں تقسیم کردیا جائے۔ تاہم اگر ایسا کرتے ہوئے حقیقت کی کُلیت کو سامنے نہ رکھا جائے تو مشکلات کھڑی ہو جاتی ہیں۔ مختلف نسلوں، رنگوں، قومیتوں اور مذاہب کے لوگوں کے درمیان جو تنازعات پائے جاتے ہیں وہ اس قسم کے مسائل کی مثالیں ہیں جو انسانی وجود کے جزوی تصور سے ابھرتی ہیں۔ کیونکہ نسل انسانی کی کُلیت حقیقت ہے اور نسلی، نژادی یا قومیتی خطوط پر اس کی تقسیم انسانی ذہن کی ایک پیداوار اور تاریخی حالات کا نتیجہ ہے۔

اگر ہم محتاط نہ ہوں اور اپنی زندگیوں میں اس طرح کا ایک جزوی انداز اپنالیں تو ہم سب قسموں کے تضاد پیدا کرلیں گے جو بیشتر خیالی ہوں گے۔ کام، فرصت، عائلی زندگی، روحانی زندگی، اپنی جسمانی صحت، دانشورانہ، انفرادی ترقی، اجتماعی ترقی وغیرہ وغیرہ وہ ٹکڑے بن جاتے ہیں جو مل جل کر ہمارے وجود کی تشکیل کرتے ہیں۔ جب ہم ان تقسیموں کو حقیقت مان لیتے ہیں تو ہم محسوس کرتے ہیں کہ گویا ہمیں کئی سمتوں میں کھینچا جا رہا ہے اور ہم ان کو زندگی کے مختلف پہلوؤں کے تقاضے خیال کرتے ہوئے انہیں پورا کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ اس طرح بظاہر متصادم مقاصد سے گھبرا کر ہم اس طرح کے سوال پوچھنے لگتے ہیں: کیا امراللہ کی خدمت کے لئے مجھے اپنی عائلی زندگی قربان کردینی چاہیئے؟ کیا امراللہ کی خدمت میرے اپنے بچوں کی اچھی پرورش کرنے کی کوششوں میں رکاوٹ نہیں بنے گی؟ جو ڈھیروں سوالات پیدا ہو سکتے ہیں ان میں سے یہ صرف دو مثالیں ہیں۔

ان فروعات کو حل کرنے کی خاطر جنہیں ہم نے خود پیدا کیا ہے، ہم بعض اوقات کرتے یہ ہیں کہ اپنے وقت کو مختلف تقاضوں کے درمیان یکساں تقسیم کردیتے ہیں۔ دوسرے مواقع پر ہم چیزوں میں ترجیح مقرر کرتے اور ان پر اپنی پوری توجہ مرکوز کردیتے ہیں جو ہمارے خیال کے مطابق کسی خاص وقت میں ہمارے لیے اہم ترین ہوں۔ اگرچہ مختلف سرگرمیوں کے لئے احتیاط کے ساتھ اپنے وقت اور قوت کو مخصوص کرنا قابل ستائش ہے لیکن یہ صرف اس وقت فائدہ مند ہوتا ہے جب ہم اپنی زندگیوں کے بہت سارے مختلف پہلوؤں کے ایک دوسرے سے جُڑے ہونے کے بارے میں آگاہ ہوں اور اگر ہم زندگی کو ایک کل کی طرح کی دیکھنے میں ناکام رہتے ہیں تو تمام حصوں میں پیدا ہونے والا تناؤ، پریشانی اور الجھن کو جنم دے گا۔

نیچے زندگی کے مختلف پہلوؤں کو ایسی جوڑیوں کی شکل میں رکھا گیا ہے جنہیں ایک دوسرے کو تقویت دینی چاہیئے مگر بعض اوقات انہیں ایک دوسرے کے مخالف سمجھا جاتا ہے اور اس کے بعد چند جملے دیئے گئے ہیں۔ ہر جملے کے بارے میں فیصلہ کریں کہ آیا وہ اس طرح کی سوچ کی نمائندگی کرتا ہے جو ایک مربوط زندگی کے لئے سازگار رہے یا اس سے زندگی کو جزوی طور پر دیکھنے کی طرف رجحان کا اشارہ ملتا ہے اور ان کی نشاندہی بالترتیب "م" (مربوط) یا "ج" سے کریں:

ا۔ گھرانہ اور کام

______ اگر میں اپنی ملازمت میں خوب محنت کروں تو میری گھریلو زندگی متاثر ہوگی۔

______ میں اکثر اپنے گھرانے کے ساتھ اپنی کامیابیوں اور اپنے کام سے متعلق للکاروں پر گفتگو کرتا ہوں۔

______ بیشک عورتیں اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں کمال حاصل کر سکتی ہیں لیکن اس کی قیمت ہر حال میں بچوں کو ہی چکانا پڑے گی۔

______ اگر مجھے بچوں کی اچھی پرورش کرنی ہے تو مجھے اپنے پیشے کو فراموش کر دینا ہوگا۔

______ میں اپنے پیشے میں ترقی کر سکتی ہوں اور اپنی گھریلو ذمہ داریوں کو بھی بھرپور انداز میں پورا کر سکتی ہوں۔

۲۔ **تعلیم اور انسانیت کی خدمت**

______ خدمت کے میدان میں اترنے کی ایک شرط نصابی تعلیم کا حصول ہے۔

______ اپنی تعلیم کے دوران ہم جو علم حاصل کرتے ہیں وہ خدمت کے میدان میں ہمارا ایک سرمایا ہے، جبکہ خدمت کے میدان میں جو تجربہ حاصل کرتے ہیں وہ ہمارے علم کو گہرا کرتا ہے۔

______ اگر ہم واقعی خود کو امر اللہ کی خدمت کے لئے وقف کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی تعلیم کو خیر باد کہنا ہی ہوگا۔

______ ہماری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ ہم امر اللہ کی تعلیمات کا مطالعہ کریں اور دنیا کی بہتری کے لئے کی جانے والی کوششوں میں ان کو سیکھیں۔

______ ہم اپنے سماجوں کی فلاح و بہبود کو فروغ دینے کے لئے خدمت کے راستے پر جن صلاحیتوں کو ترقی دیتے ہیں وہ ہمیں مناسب تعلیمی میدان کے انتخاب میں ہماری مدد کریں گی۔

۳۔ **ذہنی ترقی اور روحانی خوبیوں کی ترقی**

______ حقیقت کی آزادانہ تلاش کا تقاضا ہے کہ ذہن کی پرورش کی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ روحانی خوبیاں بھی حاصل کی جائیں۔

______ ذہنی ترقی کے لئے انصاف، ایمانداری اور بے تعصبی کی ضرورت ہوتی ہے۔

______ روحانیت کو ترقی دینا ہے تو انسان کو اپنی عقل کو خیر باد کہنا ہوگا۔

______ ہمارے دل و دماغ ایک دوسرے سے جدا نہیں؛ وہ ایک ہی حقیقت کے دو ایسے پہلوؤں کی نمائندگی کرتے ہیں جو ایک دوسرے کو تقویت دینے والے اور ایک دوسرے کو متاثر کرنے والے پہلو ہیں اور یہ حقیقتِ واحدہ ہماری روح ہے۔

______ شعوری علم اور اچھے اعمال کی مشق کے ذریعہ ہی روحانی خوبیاں پروان چڑھتی ہیں۔

۴۔ **مادی زندگی اور روحانی زندگی**

______ روحانی طور پر ترقی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب مادی آسودگیوں سے خود کو محروم کر لیں۔

______ روحانی امور کو اس وقت تک کے لئے ایک طرف رکھ دینا چاہیئے جب تک ہم بوڑھے نہ ہو جائیں؛ اپنی جوانی کے دوران ہمیں مادی طور پر ترقی کرنے کے ہر موقع کا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

______ لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ روحانی امور پر توجہ دینے کے لئے تیار ہونے سے پہلے وہ مادی طور پر ترقی کریں۔

______ اس مادی سطح پر میری زندگی کا مقصد یہ ہے کہ میری روحانی خوبیوں اور قوتوں کو ترقی دی جائے۔

______ اس مادی دنیا میں زندگی کا مقصد ہمیشہ ترقی پاتے ہوئے تمدن کو پیش رفعت دینا ہے۔

______ دنیا ہمیں جو فیوضات پیش کرتی ہے ہمیں ان سے لطف اندوز ہونا چاہیئے لیکن ہم دنیاوی خواہشات کو یہ اجازت نہ دیں کہ وہ ہمارے دل پر قبضہ کریں اور ہمیں خدا کے نزدیک سے نزدیک تر ہونے سے روک دیں۔

## حصہ 11:

اس یونٹ میں ہم ان خوبیوں کا اس قدر زیادہ جائزہ نہیں لے رہے جن کا نوجوانوں میں ہونا ضروری ہے، بلکہ ایسے جواں سال مرد اور خواتین کی خوبیوں کا جائزہ لے رہے ہیں جیسا انہیں ہمارے آثار مقدسہ کے مطابق بڑے ہو کر بننا ہے۔ ہم نے دو ایسے اقتباسات کے جائزے سے اپنی تحقیق کا آغاز کیا جو، ان خصوصیات میں سے بعض کے بارے میں بصیرتیں پیش کرتے ہیں۔ پھر ہم نے دیکھا کہ ۱۵ برس کی عمر ایک فرد کی زندگی میں ایک خاص مرحلہ ہوتا ہے کیونکہ یہ بلوغت کی دہلیز کی نمائندگی کرتا ہے جب نئی قوتیں اور صلاحیتیں سامنے لائی جاتی ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ امراللہ کی زندگی میں جواں سال لوگ کتنا نمایاں کردار ادا کر سکتے ہیں اور یہ بھی کہ ان کی شاندار صلاحیتوں کا انسانیت کی خدمت کی جانب موڑا جانا کس قدر اہم ہے۔ ہم نے جوانوں کی اس ضرورت کو بھی تسلیم کیا ہے کہ وہ اپنی آئندہ زندگی کے لئے خود کو تیار کریں، اور یہ دیکھا ہے کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ خدمت بذاتِ خود اسی تیاری کے عمل کا ایک لازمی حصہ ہے۔ یعنی ضروری ہے کہ وہ روزی کمانے کے لئے ضروری معلومات اور مہارتیں حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے سماجوں کی خدمت کے کاموں کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بڑھائیں۔

اب تک آپ نے جو کچھ مطالعہ کیا ہے ذرا سا رُک کر اس پر غور کرنا سودمند پائیں گے۔ نیچے کئی بیانات درج کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو پڑھیں اور اس کے بار میں فیصلہ کریں کہ کیا یہ درست ہے۔ اگرچہ بعض معاملات میں جواب بہت واضح ہے لیکن ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ پوری مشق پر کافی توجہ دیں گے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اب تک جو مواد ہم نے مکمل کیا ہے اس کے بارے میں خیالات کا ایک تسلسل قائم کرنے میں آپ کی مدد کی جائے۔

______ کسی فرد کے لئے ۱۵ برس کی عمر تک پہنچنے کا مطلب بلوغت کی عمر تک پہنچنا ہے لیکن یہ بڑی حد تک ایک علامتی مرحلہ ہے اور اس مرد یا عورت کی زندگی پر بامعنی طور پر کوئی اثر نہیں ڈالتا۔

______ اکثر جوانان ناتجربہ کار ہوتے ہیں اور اہم ذمہ داریاں نہیں سنبھال سکتے؛ وہ آسانی سے بھٹک جاتے ہیں اور ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

______ جوانان امراللہ کے کاموں کی ذمہ داریاں سنبھالنے کا شوق رکھتے ہیں لیکن اپنی ناپختگی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے وہ کوئی بڑی کامیابی حاصل کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔

_____ جوانوں میں قیام کرنے اور ثابت قدمی اور بے غرضی کے ساتھ امر اللہ کی خدمت کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔
_____ جوانان اپنے سماج کی خدمت کے ایک منظم عمل میں مصروف رہنے کے لئے ضروری لگن کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔

_____ اپنی بھر پور جوانی میں جو لوگ امر اللہ کی خدمت کے لئے قیام کرتے ہیں وہ بہت مبارک ہیں۔
_____ جوانوں کو اپنی بیشتر توجہ تعلیم پر دینی چاہیئے؛ جو وقت اس سے باقی بچے اسے خدمت کے لئے وقف کیا جا سکتا ہے۔

_____ انتہائی اعلیٰ درجات تک کی تعلیمی تربیت حاصل کئے بغیر جوان مؤثر طور پر معاشرے کی خدمت نہیں کر سکتے۔
_____ انسانی کاوشوں کے سب میدان جوانوں کے لئے کھلے ہوئے ہیں؛ انہیں اپنی ذہانت اور حالات کے مناسبت سے ان میں سے کسی کا انتخاب کرنا چاہیئے، خدمت کے جذبے سے ان میں شمولیت اختیار کرنی چاہیئے اور کمال حاصل کرنے کی جدوجہد کرنی چاہیے۔
_____ جوانان کا جن سے سامنا ہوتا ہے ان کے ساتھ امر اللہ کے بارے میں بامعنی گفتگو کرنے کا کافی تجربہ اور علم اُن میں نہیں ہوتا، سب سے بہتر یہ ہوگا کہ وہ دوسرے طریقوں سے امر اللہ کی خدمت کریں۔
_____ جوانان کا جن سے سامنا ہوتا ہے ان کے ساتھ امر اللہ کے بارے میں بامعنی گفتگو کرنے کا کافی تجربہ اور علم اُن میں نہیں ہوتا، اور انہیں تشویق کی جانی چاہیئے کہ اس کی بجائے وہ بس زندگی کا ایک مثالی نمونہ پیش کریں۔
_____ جوانوں میں امر اللہ کی تعلیمات کو سمجھنے اور انہیں اپنے ساتھیوں میں پیش کرنے کی بڑی صلاحیت موجود ہے۔
_____ جوانوں میں امر اللہ کی تعلیمات کو سمجھنے اور انہیں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق لوگوں میں، خواہ وہ جوان ہوں یا عمر رسیدہ، پیش کرنے کی بڑی صلاحیت موجود ہو۔
_____ جوانان امر اللہ کی تبلیغ کے لئے جس علم اور اہلیت کی ضرورت ہوتی ہے اسے حاصل کرنے اور انہیں دوسروں کو پیش کرنے خواہش رکھتے ہیں۔
_____ جوانان امر اللہ کے عظیم ترین وسائل میں شامل ہیں۔ مطالعہ کے درست کورس اور مسلسل تشویق کے ذریعہ ان کی مدد کی جانی چاہیئے تا کہ وہ اپنے سماج اور نوع بشر کی خدمت کے قابل ہو سکیں۔
_____ جوانوں کے لئے دیر تک سنجیدہ رہنا مشکل ہے اس لئے انہیں ایسی سرگرمیوں کی ضرورت ہے جہاں انہیں تفریح مہیا ہوتی ہو۔

_____ منظم ہونا سیکھنے کا دور زندگی میں بعد میں آتا ہے جب بے ساختگی کا دور ختم ہو جاتا ہے۔
_____ جوانوں کی سخت ترین حالات کو برداشت کرنے اور نئے حالات کے مطابق خود کو ڈھال سکنے کی قوت ان کے لئے خدمت کے بہت سے راستے کھولتی ہے۔
_____ جوانون متجسس اذہان کے مالک ہوتے ہیں اور مطالعہ اور سماج کی زندگی میں پوری طرح شریک ہو کر اپنے سوالات کے جواب معلوم کر سکتے ہیں۔
_____ بہائی سماج میں جو عظیم صلاحیتیں پوشیدہ ہیں ان کو جوانوں کے دیکھائے گئے بے لوث خدمت کے جذبے کے ذریعہ ہی ظاہر کیا جا

سکتا ہے۔

_____ کلامِ الٰہی کی قوت جوانان کو پاکیزگی اور انقطاع کے ساتھ خدمت کی راہ پر چلنے کے لئے مضبوط کرتی ہے۔

_____ انسٹی ٹیوٹ کے کورسز کا مطالعہ کرنے اور متعلقہ خدمات میں شامل ہونے سے جوانوں میں جو رویے اور روحانی خوبیاں، مہارتیں، اور صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں، وہ ان کے لئے سماج سازی کے متحرک عمل میں فیصلہ کن کردار ادا کرنا ممکن بناتی ہیں۔

_____ معاشرے کو تبدیل کرنے کی صلاحیت کے ذخیرے کو جو دنیا کے نوجوانوں میں موجود ہے ایک منظم تعلیمی عمل میں ان کی شرکت کے ذریعے استعمال کیا جا سکتا ہے جو مطالعہ اور خدمت کو باہم ملاتا ہے۔

## حصہ 12:

امید کی جاتی ہے کہ گزشتہ حصے کی مشق نے جوانی کے دور کے بارے میں اپنی سوچ کو مستحکم کرنے میں آپ کی مدد کی ہوگی اور زندگی کے اس مرحلے کے بارے میں جو تصور آپ نے حاصل کیا ہے وہ مطالعے کے ساتھ ایک فعال خدمت کا ہے جو مستقبل کے لئے ایک سخت تیاری کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ چلیں اس موضوع پر مزید غور کرتے ہیں۔

خدمت، تعلیم اور تیاری کے مابین جس باہمی عمل پر ہم نے گفتگو کی ہے اسے ایک خاص حوالے سے سامنے آنا چاہیئے۔ مخصوصاً اسے کایا پلٹ کے دو عوامل (processes) کو مدد فراہم کرنا چاہیئے جن کا ذکر ہمارے امر مبارک کی تحریروں میں کیا گیا ہے: فرد کی نمایاں ذہنی اور روحانی بڑھوتری اور معاشرے کی کایا پلٹ۔ ہم جانتے ہیں کہ حضرت بہاءاللہ کے ظہور کا **''اعلیٰ ترین اور امتیازی مقصد ایک نئی انسانی نسل کی تخلیق کے سوا کچھ اور نہیں،''** اور ہر بہائی مرد ہو یا عورت ہر روز اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ وہ اپنی سوچ اور عمل کو اس فرد کے مطابق کرلے جس کی نشاندہی آثار مقدسہ میں کی گئی ہے۔ مقدس تحریریں معاشرے کی ساخت میں بھی ایک گہری کایا پلٹ پر اسی قدر زور دیتی ہیں۔ حضرت بہاءاللہ ہم سے فرماتے ہیں، **''جلد ہی موجودہ نظام لپیٹ لیا جائے گا اور اس کی جگہ ایک نیا نظام بچھا دیا جائے گا''** آپ اعلان فرماتے ہیں، **''سب لوگ ایک ہمیشہ ترقی کرتے رہنے والے تمدن کو آگے بڑھانے کے لئے پیدا کیے گئے ہیں۔''**

یہ دوہری کایا پلٹ صرف شعوری کوششوں کے ذریعہ ہی عمل میں آسکتی ہے، اور یہ لازم ہے کہ جواں سال لوگ اس بات سے آگاہ ہوں کہ ان کی زندگیوں پر اس کے مطالب کیا ہیں اور وہ خود اپنی ذاتی بڑھوتری کی ذمہ داری لیں اور معاشرے کی کایا پلٹ کے لئے مدد فراہم کریں گے۔ اس طرح کا ایک دوہرا اخلاقی مقصد فطری طور پر خدمت سے پُر ایک زندگی میں خود کو ظاہر کرے گا۔

مندرجہ ذیل اقتباسات اس دوہرے مقصد کے احساس کے ایک پہلو یعنی ہماری اپنی ذہنی اور روحانی بڑھوتری پر روشنی ڈالتے ہیں:

**''خدائے واحد برحق کا اپنے آپ کو ظاہر کرنے کا مقصد تمام نوع بشر کو صدق وصفا اور دیانت اور امانت اور تسلیم ورضائے مشیت الٰہیہ، تحمل اور مہربانی، نرم مزاجی، حکمت اور پرہیزگاری کی دعوت دینا ہے۔ اس کا مقصد ہر شخص کو پاکیزہ کردار کا لباس پہنانا اور نیک اور اعمال کے زیور سے آراستہ کرنا ہے۔** (15)

**''خدا کی راہ میں بسر کی جانے والی زندگی کا سنگِ بنیاد اخلاقی کمال کا اظہار اور ایسی خوبیوں والے کردار کا حصول ہے جو اس کی نظر میں پسندیدہ ہیں۔''** (16)

**''انسان کو یہ ذمہ داری دی گئی ہے کہ علم حاصل کرے، عظیم روحانی کمال تک پہنچے، پوشیدہ حقائق پر سے پردہ اٹھائے اور خدا کی صفات تک کو ظاہر کرے۔۔۔''** (17)

**''خدا کا انسان کو پیدا کرنے کا مقصد یہ رہا ہے اور ہمیشہ یہی رہے گا کہ وہ اسے اس قابل بنائے کہ وہ اپنے خالق کے عرفان حاصل کرے اور اس کا قرب حاصل کرے۔''** (18)

۱۔ اوپر دیئے گئے اقتباسات کی روشنی میں درج ذیل جملوں کو مکمل کریں:

الف۔ **خدائے واحد برحق کا اپنے آپ کو ظاہر کرنے کا مقصد تمام نوع بشر کو** ______________________________

______________________________

______________________________ **کی دعوت دینا ہے۔**

ب۔ **خدا کا مقصد ہر شخص کو** ______________ **لباس پہنانا اور** ______________ **سے آراستہ کرنا ہے**

ج۔ خدا کی راہ میں بسر کی جانے والی زندگی کا سنگِ بنیاد ______________ اور ______________

______________________________

د۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ______ حاصل کریں، ______________ تک پہنچیں، ______________
پر سے پردہ اٹھائیں اور ______________ ظاہر کریں۔

ہ۔ ہماری تخلیق میں خدا کا مقصد یہ رہا، اور ہمیشہ یہی رہے گا، کہ ______________ اور اس کا قرب ____

______________________________

۲۔ روحِ انسانی میں ودیعت کئے گئے امکانات کا ایک تصور کسی فرد کے احساس مقصد کی صورت گری اور رہنمائی کرتا ہے۔ کیا آپ وضاحت کر سکتے ہیں کیسے؟ ______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

۳۔ ایک فرد کے احساسِ مقصد کو اس سمجھ کے ذریعے، کہ یہ دنیاوی زندگی خدا کے حضور کی طرف پہنچنے کے ایک ابدی سفر کا محض ایک چھوٹا سا حصہ ہے، تقویت ملتی ہے۔ کیا آپ تشریح کر سکتے ہیں کیوں؟ ______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

اقتباسات کا دوسرا سیٹ اس دوہرے اخلاقی مقصد کے احساس کے دوسرے پہلو پر روشنی ڈالتا ہے یعنی معاشرے کی کایا پلٹ میں مدد فراہم کرنا:

**''یہ مظلوم گواہی دیتا ہے کہ وہ مقصد جس کے لئے فانی انسانوں نے نیستیٔ محض سے ہستی کے عالم میں قدم رکھا ہے یہ ہے کہ وہ دنیا کی بہتری کے لئے کام کر سکیں اور اتفاق واتحاد سے مل جُل کر رہیں۔''** (19)

**''۔۔۔ کسی فرد کی عزت اور امتیاز اس بات میں ہے کہ وہ دنیا کے سب لوگوں کے درمیان سماجی بھلائی کا ذریعہ بن جائے۔ کیا اس سے بڑی کسی نعمت کا سوچا جا سکتا ہے کہ ایک فرد جب اپنے بارے میں سوچے تو اسے یہ دکھائی دے کہ خدا کے فضل وکرم سے وہ اپنے ساتھی انسانوں کے لئے، امن اور خوشحالی، خوشی اور فائدہ رسانی کا ذریعہ بن گیا ہے؟ نہیں، خدائے واحد و برحق کی قسم، اس سے بڑھ کر کوئی اور سرور نہیں، کوئی مکمل خوشی نہیں۔''** (20)

**''کس قدر اعلیٰ، کتنا قابلِ احترام ہے آدمی اگر وہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے قیام کرتا ہے؛ کتنا حقیر اور قابلِ نفرت ہے وہ اگر وہ معاشرے کی فلاح وبہبود سے آنکھیں بند کر لیتا اور اپنی قیمتی زندگی کو اپنے خود غرضانہ اور ذاتی مفادات کے حصول میں ضائع کرتا ہے۔''** (21)

**''تم اپنے آپ کو صرف اپنے امور میں مشغول نہ رکھو۔ تم اپنے خیالات کو اس بات پر مرکوز کرو جو نوعِ بشر کے مقدر کو بحال کر دے۔''** (22)

**''خدا کے لوگ اس کے علاوہ کوئی اور عزم نہیں رکھتے کہ وہ پوری دنیا کی اصلاح کریں، تمام قوموں کو تہذیب سکھائیں اور اس کے لوگوں کی قوموں کو تخلیقِ جدید کریں۔''** (23)

ا۔ اوپر دیئے گئے اقتباسات کی روشنی میں درج ذیل جملوں کو مکمل کریں:

الف۔ وہ مقصد جس کے لئے ہم نے نیستیٔ محض سے ہستی کے میدان میں قدم رکھا ہے یہ ہے کہ ہم ____________________

____________ اور ____________________________________

ب۔ کسی فرد کی عزت اور امتیاز اس بات میں ہے کہ ____________________________________

____________________________________________________

ج۔ اس سے بڑی کسی نعمت کا نہیں سوچا جا سکتا ہے کہ ایک فرد جب اپنے بارے میں سوچے تو اسے یہ دکھائی دے کہ ____________

____________ سے وہ ____________________________________

بن گیا ہے۔

د۔ کس قدر اعلیٰ، کتنا قابلِ احترام ہے آدمی اگر وہ ____________________ کے لئے قیام کرتا ہے؛ کتنا حقیر اور

قابلِ نفرت ہے وہ اگر وہ_______________ آنکھیں بند کر لیتا اور_______________

_______________

ہ۔ ہمیں خود کو _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ _ میں مصروف نہیں رکھنا چاہیئے؛ بلکہ اپنے خیالات کو اس بات پر مرکوز کرنا چاہیئے_______________ کر دے گی۔

و۔ **خدا کے لوگ اس کے علاوہ کوئی اور عزم نہیں رکھتے کہ_______________، تمام_______________ سکھائیں اور اس کے_______________ کریں۔**

۲۔ ترقی کے اس مرحلے پر عظیم مواقع جو انسانیت کے لئے کھلے ہیں کے تصور کے ساتھ جب اس کے ایک مشترک خاندان کے طور پر اس کا متحد ہونا ایک حقیقی امکان بن گیا ہے، ایک فرد کے احساسِ مقصد کی صورت گری کرتا اور رہنمائی کرتا ہے۔ کیا آپ وضاحت کر سکتے ہیں کیسے؟

_______________

_______________

۳۔ ایک فرد کا احساسِ مقصد اس علم سے تقویت پاتا ہے کہ انسانیت تمدن الٰہیہ کی جانب اپنے طویل ارتقائی سفر پر رواں ہے۔ کیا آپ تشریح کر سکتے ہیں کہ کیوں؟

_______________

_______________

_______________

## حصہ: 13

جیسا کہ گزشتہ حصے کی مشقوں میں بتایا گیا ہے کہ آثار مقدسہ میں ایک فرد اور معاشرے میں جس طرح کی تبدیلی کا تصور پیش کیا گیا ہے وہ اس احساسِ مقصد کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے یعنی اس احساسِ مقصد کے لئے جس کا جواں سال لوگوں میں ہونا ضروری ہے۔ ان جواہر جیسی خوبیوں کے حصول کی خاطر جو **''ان کے حقیقی اور باطنی ذات کے معدن میں پوشیدہ پڑے۔۔۔''** ہیں اور ایک مادی اور روحانی طور پر خوشحال عالمی تمدن کی تخلیق میں مدد فراہم کرنے کے واسطے انہیں اس وسیع پیمانے کی کایا پلٹ کی قدر کرنی چاہیئے جس کی دعوت حضرت بہاءاللہ دیتے ہیں۔ بلاشبہ آج کل ہر جگہ لوگ تبدیلی کی ضرورت کے بارے میں باتیں کرتے ہیں۔ جس بات کا سمجھنا ہمارے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ حضرت بہاءاللہ کے ظہور کے براہ راست اثرات کے تحت فرد اور معاشرے میں جس قسم کے کایا پلٹ کا آنا مقدر ہے وہ اس سے کہیں زیادہ عظیم تر ہے جو اکثر لوگ ممکن خیال کریں گے۔

آیئے ہم کئی اقتباسات پر غور کر کے اس بات کی ایک جھلک دیکھتے ہیں کہ فرد کی سطح پر کس پیمانے کی تبدیلی آئے گی۔ حضرت بہاءاللہ ہم سے فرماتے ہیں:

**''لوگوں کی ایک نسل پروان چڑھائی جائے گی جو اپنے کردار کے لحاظ سے بے مثل ہوگی اور جو انقطاع کے قدموں سے ان سب کے درمیان چلے گی جو آسمان میں ہیں یا زمین پر ہیں اور آب وگل سے پیدا کیے گے تمام لوگوں پر تقدس کی چادر ڈالے گی۔''** (24)

اور ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

**''کہدے، وہ شخص اہل بہآء میں شمار نہیں کیا جاسکتا جو اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کرتا ہے یا دنیا کی چیزوں سے دل لگاتا ہے۔ میرا سچا پیروکار وہ ہے جو اگر خالص سونے کی وادی میں بھی وارد ہو تو بھی وہ اس میں سے بادل کی طرح تنہا گزر جائے اور نہ وہ مڑ کر دیکھے گا اور نہ رکے گا۔ ایسا شخص یقیناً مجھ سے ہے۔ اس کے لباس سے ملاءِ اعلیٰ تقدیس کی خوشبو پاسکتے ہیں۔۔۔''** (25)

ایک اور جگہ آپ اعلان فرماتے ہیں:

**''اس زمانے میں خدا کے ساتھی وہ خمیرہ ہیں جنہوں نے دنیا کے لوگوں کو خمیر کرنا ہے۔ انہیں اس طرح کی امانتداری، ایسی سچائی اور استقلال ایسے اعمال اور کردار کا مظاہرہ کرنا چاہیئے کہ پوری نسل انسانی ان کی مثال سے استفادہ کرے۔''** (26)

اور آپ مزید تشریح فرماتے ہیں:

**''ایسے پاکیزہ اور مقدس نفوس کی سانسوں میں ہی دوررس قوتیں چھپی ہوئی ہیں۔ یہ قوتیں اس قدر عظیم ہیں کہ وہ تمام مخلوقات پر اپنے اثرات مرتب کرتی ہیں۔''** (27)

حضرت عبدالبہاء ہم سے فرماتے ہیں:

**''اے احبائے الٰہی! تم ایسی زبردست جدوجہد کرو کہ دنیا کی تمام قومیں اور لوگ یہاں تک کہ دشمن بھی تم سے اعتبار، بھروسہ اور امیدوابستہ کریں؛ تاکہ اگر کوئی شخص لاکھوں بار (تمہارے خلاف) غلطیوں کا ارتکاب کرے تو بھی وہ بخشش کی امید رکھے اور مایوس اور غمگین نہ ہو۔ اہل بہاء کا ایسا ہی رویہ اور کردار ہے۔ یہی عظمت کے راستے کی بنیاد ہے۔ تم پر لازم ہے کہ اپنے طریقہ اور چلن کو عبدالبہآء کی نصیحتوں کے مطابق بنالو۔''** (28)

آثار مقدسہ میں اس نئے انسان کی خوبیوں کی جو خصوصیات بیان کی گئی ہیں ان کی شان نظر کو خیرہ کردینے والی ہے، اور ہم ''انسانوں کی اس نئی نسل'' کی قوتوں اور صلاحیتوں کی جھلکیاں دیکھ کر دنگ ہیں۔ اس طرح کی عبارات کو پڑھ کر ہم مختلف انداز میں ردعمل دکھا سکتے۔ ہم یہ سوچنے کی طرف مائل ہوسکتے ہیں کہ آثار مقدسہ میں جو معیار مقرر کیا گیا ہے وہ ہماری پہنچ سے بہت دور ہے اور اس بارے میں بہت زیادہ کوشش کرنا کہ اس کے مطابق زندگی بسر کریں بے فائدہ بات ہوگی اور اس کے نتیجہ میں، ہم معمولی درجہ کی طرف مائل ہوسکتے ہیں۔ اس کیفیت میں ہم یہ یقین کرکے مطمئن ہوسکتے ہیں کہ صرف نامناسب رویئے سے بچنا ہی کافی ہے۔ تاہم اگر آدمی قوی احساسِ مقصد رکھتا ہو تو ایسے بیانات جنکا حوالہ اوپر دیا گیا ہے اس کے لئے ایک مسلسل تشویق کا وسیلہ ہیں اور اسے عظیم تر بلندیوں پر پہنچنے کے لئے آگے بڑھنے پر آمادہ کرتے ہیں۔

ساتھ ہی ہمیں حضرت عبدالبہاء کی ذات میں ایک اور القاء کے وسیلے کا فیض حاصل ہے جو اپنے والد اقدس کی تعلیمات کا مکمل نمونہ ہیں۔ اگرچہ ہمیں احساس ہے کہ حضرت عبدالبہاء اپنے ایک مخصوص دائرے میں رہتے ہیں اور کوئی بھی انسان آپ کے اعلیٰ مقام تک پہنچنے کی امید نہیں کرسکتا، ہم آپ میں ہر بہائی اعلیٰ مقصد کا ایک پیکر دیکھتے ہیں اور کردار کے اس معیار کو حاصل کرنے کی امید کرتے ہیں جس کی مثال آپ نے پیش کی ہے۔ آپ اور آپ کے جو دوست اس کورس کا مطالعہ کررہے ہیں اس بات سے مدد لے سکتے ہیں کہ اوپر بیان کئے گئے اقتباسات سے فقروں کا انتخاب

کریں اور حضرت عبدالبہآء کی حیات مبارکہ کے ایسے واقعات کے بارے میں سوچیں جوان فقروں کو منعکس کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر جب ہم ''انقطاع کے قدموں سے'' چلنے کو تصور میں لانے کی کوشش کررہے ہوں تو آپ کی زندگی کی کہانیاں ہمیں دکھاتی ہیں کہ تمام مخلوقات سے منقطع ہو کر دنیا سے گزرنے سے کیا مراد ہے۔ جب ہم ''تقدس کی خوشبو'' کے بارے میں سوچتے ہیں تو ہمیں معلوم ہے کہ یہ ان کا ''پیرہن'' ہی ہے جس سے ''ملاءِ اعلیٰ'' تقدس کی خوشبو سونگھ سکتے تھے، اور ہم ان واقعات کو یاد کرتے ہیں جو آپ کی مکمل تقدیس کی مثال پیش کرتے ہیں۔

## حصہ: 14

اب چلیں ہم کایا پلٹ کے اس گہرے عمل کا جائزہ لیتے ہیں جس کا معاشرے کی سطح پر آنا ضروری ہے۔ حضرت بہاءاللہ فرماتے ہیں:

**''مجھے اپنی زندگی قسم! وہ دن آرہا ہے جب ہم اس دنیا کو اور جو کچھ اس میں ہے لپیٹ دیں گے اور اس کی جگہ ایک نیا نظام بچھا دیں گے۔''** (29)

آپ ہم سے مزید فرماتے ہیں:

**''دنیا کا توازن اس عظیم ترین، اس جدید عالمی نظام کے لرزا دینے والے اثرات سے تہہ و بالا ہو گیا ہے۔ نوعِ انسانی کی منظم زندگی اس بے مثل، اس شاندار نظام کی وجہ سے منقلب ہو گئی ہے جس کی مثال چشمِ فانی نے پہلے کبھی نہیں تھی۔''** (30)

اور حضرت عبدالبہاء تصدیق فرماتے ہیں:

**''حق و انصاف دنیا پر چھا جائے گا؛ نفرت و دشمنی غائب ہو جائیں گی؛ لوگوں، نسلوں اور قوموں کے درمیان سے تقسیم کی تمام وجوہات مٹ جائیں گی؛ اور ملاپ، ہم آہنگی اور اتفاق کا سبب ظاہر ہوگا۔ غافل بیدار ہوں گے، اندھے دیکھیں گے، بہرے سنیں گے، گونگے بولیں گے، بیماروں کو شفا دی جائے گی، مردے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ جنگ امن کو جگہ دے گی، دشمنی پر محبت سے فتح پا لیا جائے گا، تنازعات اور کش مکش کی وجوہات کو پوری طرح مٹا دیا جائے گا، اور سچی خوشی حاصل ہو گی۔ دنیا آسمانی بادشاہت کا آئینہ بن جائے گی؛ انسانیت خدا کا تخت ہو گا۔** (31)

ایک اور جگہ آپ تشریح فرماتے ہیں:

**جو کچھ اس نسل کی ابتدائی تاریخ کے دوران انسانی ضرورتوں کے لئے قابلِ عمل تھا اب اس زمانے اور جدت و تکمیل کے اس دور کے تقاضوں کا نہ تو پورا کر سکتا ہے اور نہ ہی ان کی تشفی کر سکتا ہے۔ انسانیت ماضی کے محدود درجے اور اپنی ابتدائی تربیت سے باہر نکل چکی ہے۔ آدمی کے لئے ضروری ہے کہ اب نئی صفات اور قوتوں، نئے اخلاقیات اور نئی صلاحیتوں سے مزین ہو۔ نئی عنایتیں، فضائل اور کمالات منتظر ہیں او اس پر پہلے سے ہی اترنا شروع ہو چکے ہیں۔''** (32)

اور آپ ہمیں تشویق کرتے ہیں:

**''۔۔۔ہم پر لازم ہے کہ دل و جان سے کوشش کریں تا کہ اس فانی دنیا سے یہ تاریکی دور کی جاسکے، تا کہ سب آفاق پر ملکوت کی**

**روشنیاں چمکیں، عالم انسانیت نورانی ہوجائے، انسانی آئینوں میں خدائی عکس ظاہر ہو، شریعت اللہ مضبوطی سے قائم ہوجائے اور دنیا کے تمام خطے خدا کی منصفانہ حفاظت کے نیچے امن آرام اور اطمینان کا لطف اٹھائیں۔"**(33)

جیسا کہ ایک فرد کے معاملہ میں ہوتا ہے اس تمدن کی پوری شان کا سمجھنا ہمارے لئے مشکل ہے جو ابھی وجود میں آنے والا ہے۔ درحقیقت اس کے خدوخال کا بیاں کرنا مشکل سے ہی ممکن ہوگا۔ لیکن جس پیمانے کی کایا پلٹ کی ضرورت ہے اس کی وسعت سے ہم اس قدر مرعوب بھی نہیں ہوسکتے کہ یہ سوچنے لگ جائیں کہ یہ جادو کے زور سے خود بخود ہماری کسی کوشش کے بغیر ہی آجائے گا۔ ضروری ہے کہ ہماری نظریں حضرت بہاء اللہ کے عالمی نظام پر گڑی رہیں اور ہم اس بات کو تسلیم کریں کہ اس کی تعمیر کے لئے ہمارا چھوٹے سے چھوٹا اقدام بھی مددگار ثابت ہوگا۔ معاشرے میں جو تبدیلی آئے گی اس کی حد پر غور کرنے کی خاطر نیچے دیئے گئے جملوں کی خالی جگہوں کو، نیچے فراہم کردہ الفاظ یا فقروں میں سے کسی ایک کو استعمال میں لاتے ہوئے، پُر کر کے ہر ایک کو مکمل کریں۔

غائب، مٹ جائیں گی، جگہ، بچھا، لطف، چمکیں، فتح، ہٹا دیا، حاصل، چھا جائے، لپیٹ، دور، ظاہر، نورانی، بن جائے گی، قائم

الف۔ دن آرہا ہے جب یہ دنیا اور جو کچھ بھی اس میں ہے اسے ________ لیا جائے گا۔

ب۔ دن آرہا ہے جب موجودہ نظام کی جگہ ایک نیا نظام ________ دیا جائے گا۔

ج۔ حق وانصاف دنیا پر ________ گا

د۔ نفرت ودشمنی ________

ہ۔ لوگوں، نسلوں اور قوموں کے درمیان سے تقسیم کی تمام وجوہات ________ گی

و۔ ملاپ، ہم آہنگی اور اتفاق کا سبب ________ ہوگا۔

ز۔ جنگ امن کو ________ دے گی

ح۔ دشمنی پر محبت سے ________ پالیا جائے گا

ط۔ تنازعات اور کش مکش کی وجوہات کو پوری طرح ________ جائے گا

ی۔ سچی خوشی ________ ہوگی

ک۔ دنیا آسمانی بادشاہت کا آئینہ ________

ل۔ اس عارضی دنیا سے یہ تاریکی ________ کی جائے گی۔

م۔ عالم انسانیت ________ ہوجائے گی۔

ن۔ سب آفاق پر ملکوت کی روشنیاں ________ گی۔

س۔ شریعت اللہ مضبوطی سے ________ ہو جائے گی۔

ع۔ دنیا کے تمام خطے خدا کے منصفانہ حفاظت تلے امن کا ________ اٹھائیں گے۔

## حصہ 15:

گزشتہ دو حصوں کی عبارتوں اور مشقوں نے اس گہری کایا پلٹ کے بارے میں ہماری بصیرت میں اضافہ کیا ہے جو حضرت بہاء اللہ کے ظہور کے نتیجے میں فرد اور معاشرے میں آئے گی۔ جس طرح کی کایا پلٹ کا تصور آپ نے پیش کیا ہے اس کی وسعت پر مزید غور کرنے کی خاطر ان بیانات کا مطالعہ کریں جو نیچے دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک فرد یا معاشرے کی کسی قابل ستائش صفت کا ذکر کرتا ہے مثلاً عدل، انصاف یا شفقت۔ تاہم اس کے بعد آنے والی عبارات اس بارے میں کوئی شک نہیں رہنے دیتیں کہ حضرت بہاء اللہ نے انسانیت کو انفرادی اور اجتماعی رویئے کے اس سے بلند تر معیار اختیار کرنے کی دعوت دی ہے۔ ان جملوں میں سے ہر ایک کو دوبارہ اس طرح سے نئے انداز میں بیان کرنے کی کوشش کریں کہ یہ اس معیار کو زیادہ واضح طور پر دکھائیں جو آپ کے ظہور نے مقرر کیا ہے۔ پہلے بیان کی ایک مثال یہاں دی جا رہی ہے تاکہ اس کام میں آپ کو مدد ملے۔

الف۔ لازم ہے کہ آدمی اپنے حسد کے احساسات پر قابو پائے اور ان سے مغلوب نہ ہو جائے۔

ب۔ ہمیں اپنے دل سے حسد کے معمولی سے نشان کو مٹا دینا چاہیئے اور دوسروں کی کامیابی میں خلوص سے خوش ہونا چاہیئے۔

الف۔ ہمیں چاہیئے کہ خواہ دوست ہو یا اجنبی جس سے بھی ہم ملیں اس کے لئے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کریں۔

ب۔ ________________________________________

________________________________________

________________________________________

الف۔ جو دولت خدا نے ہمیں دی ہے لازم ہے کہ اس کے لئے ہم اس کے شکرگزار ہوں اور جب بھی مانگا جائے ہم خیراتی کاموں میں مدد فراہم کریں۔

ب۔ ________________________________________

________________________________________

________________________________________

الف۔ آدمی کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ دوسروں کے ساتھ تنازعات میں ملوث نہ ہو۔

ب۔ ________________________________________

الف۔ ایک اخلاقی زندگی بسر کرنے سے یہ مراد ہے کہ ہم کسی کو نقصان نہ پہنچائیں۔

ب۔

الف۔ امن سے رہنے کی خاطر ضروری ہے کہ ہم مختلف ثقافتوں، پس منظروں اور ادیان کے لوگوں کو برداشت کرنا سیکھیں۔

ب۔

الف۔ لوگوں کو اپنے حقوق کے دفاع میں کھڑے ہونا سیکھنا چاہیئے۔

ب۔

الف۔ حکومتوں پر یہ لازم ہے کہ وہ اسکولوں کے لئے بہترین ممکنہ پروگراموں کے واسطے وسائل مختص کریں جو ہمارے مستقبل کے لیڈروں کے ذہنوں کی تربیت کر رہے ہیں۔

ب۔

الف۔ جیلوں کی تجدید کی جانی چاہیئے تاکہ مجرموں کو بحال کیا جا سکے۔

ب۔

آپ نے جو جملے لکھے ہیں اب ان پر نیچے دیئے گئے اقتباسات کی روشنی میں غور کریں۔ پہلی عبارت ہمیں یہ سوچنے میں مدد فراہم کرتی ہے کہ ہمارے دلوں کو دنیاوی خواہشات سے کس قدر پاک ہونا چاہیئے:

**"اے فرزند زمین! یقین جان لو کہ جس دل میں حسد کا شائبہ بھی باقی ہوگا وہ نہ تو میری بارگاہِ بقا میں داخل ہو سکتا اور نہ ہی میرے**

**عالمِ تقدیس کی پاک خوشبو سونگھ سکتا۔''**(34)

درج ذیل اقتباس اس بارے میں کچھ بصیرت فراہم کرتا ہے کہ ہمیں ایک دوسرے سے کیسا برتاؤ کرنا چاہیئے:

**''محبت اور شفقت کا جذبہ اس قدر شدید ہونا چاہیئے کہ اجنبی کو اپنے لئے ایک دوست مل جائے، دشمن کو ایک حقیقی بھائی۔ ان کے درمیان کسی طرح کا بھی کوئی فرق باقی نہ رہے۔''**(35)

یہ اقتباس مدد دینے کے سلسلے میں درست رویے کی نشاندہی کرتا ہے:

**''اے خاک کے بیٹو! امیروں کو غریبوں کے نالۂ سحرگاہی سے آگاہ کردو۔ کہیں یہ غفلت ان کی تباہی کا باعث نہ بن جائے اور ان کو دولت کے شجر سے محروم نہ کردے۔ سخاوت و بخشش میری صفات ہیں۔ مبارک ہے وہ انسان جو میری خوبیوں کے زیور خود کو آراستہ کرتا ہے۔''**(36)

دوسروں کے ساتھ ہمارے باہمی عمل کی نوعیت کے بارے میں ہم پڑھتے ہیں:

**''تو محبت کی طرف پکارنے والا بن، اور توکلِ نسل انسانی پر مہربان ہوجا۔ ابنائے بشر سے پیار کر اور ان کا غم خوار بن۔ تو ان لوگوں میں سے بن جو امن کو پروان چڑھاتے ہیں۔ اپنی دوستی پیش کر، اعتماد کے لائق بن۔ ہر زخم کے لئے مرہم ہوجا، ہر بیماری کے لئے دوا بن جا۔ نفوس کو آپس میں جوڑ۔ آیاتِ ہدایت کی تلاوت کر۔ اپنے مالک کی عبادت میں مشغول رہ، اور درست سمت میں لوگوں کی رہنمائی کرنے کی خاطر قیام کر۔ زبان کھول اور تبلیغ کر، اور اپنے چہرے کو عشقِ الٰہی کی آگ سے دمکنے دے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی آرام نہ کر، راحت کی ایک سانس بھی لینے کی تمنا نہ کر۔ اس طرح تو خدا کے پیار کی ایک نشانی اور اس کے فضل کا ایک پرچم بن سکتا ہے۔''**(37)

اور اخلاقی رویئے کے بارے میں ہم یہ پڑھتے ہیں:

**''وہ دن گزر گئے جب محض عبادت کو کافی سمجھا جاتا تھا۔ وقت آچکا ہے جب پاکیزہ ترین نیت، جس کو بے داغ پاکیزہ اعمال تقویت دے رہے ہوں، خداوندِ اعلیٰ کے تخت تک پہنچ سکتے ہیں اور اس کے لئے قابل قبول ہوسکتے ہیں۔''**(38)

اور جہاں تک مختلف پس منظر کے لوگوں سے سلوک کا تعلق ہے، اس بارے میں یہ اقتباس ایک بصیرت پیش کرتی ہے:

**''دنیا کی قوموں، نسلوں اور ادیان کے ساتھ انتہائی سچائی، ایمانداری، وفاداری، مہربانی، خیر سگالی اور دوستی کے ساتھ میل جول رکھو؛ تاکہ یہ عالمِ وجود بہآء کی عنایت کے خدائی وجد و سرور سے بھر جائے، تاکہ اس دنیا سے جہالت، دشمنی، نفرت اور عداوت غائب ہوجائے اور لوگوں اور نسلوں کے درمیان اجنبیت دور ہوکر اتحاد کی روشنی کو جگہ دیدے۔ اگر دوسرے لوگ اور قومیں تم سے بے وفائی کریں تو ان سے اپنی وفاداری کا اظہار کرو، اگر وہ تمہارے ساتھ ناانصافی کریں ان کے لئے اپنے انصاف کا مظاہرہ کرو، اگر وہ تمہاری زندگیوں میں زہر گھولیں تم ان کی روحوں میں مٹھاس بھر دو، اگر وہ تمہیں زخم لگائیں تم ان کے زخموں کے لئے مرہم بن جاؤ۔ ایسی ہی ہیں مخلصین کی خوبیاں! ایسی ہی ہیں راست بازوں کی صفات۔''**(39)

درج ذیل اقتباس ہمیں یہ سمجھنے میں مدد فراہم کرتا ہے کہ انسانیت کی وحدت سے آگاہی کس طرح ہمارے سماجی تعلقات کو متاثر کرتی ہے:

**''مجھے امید ہے کہ تم میں سے ہر ایک باانصاف بنے گا، اور اپنے خیالات کو وحدتِ نوع بشر کی طرف لگائے گا؛ تم اپنے پڑوسیوں کو ہرگز نقصان نہیں پہنچاؤ گے اور نہ ہی کسی کی برائی بیان کرو گے؛ تم سب لوگوں کے حقوق کا احترام کرو گے، اور خود اپنے بجائے دوسروں کے مفادات کی فکر کرو گے۔''** (40)

اور تعلیم تک رسائی کے مسئلے سے متعلق رہنمائی درج ذیل اقتباس میں موجود ہے:

**''حضرت بہاءاللہ نے اعلان فرمایا ہے کہ چونکہ جہالت اور تعلیم و تربیت کی کمی انسانیت کے درمیان جدائی ڈالنے والی رکاوٹیں ہیں، لازم ہے کہ سب کو تربیت اور تعلیم ملے۔ اس وسیلے سے باہمی افہام و تفہیم کی کمی کا علاج ہوگا اور وحدتِ نوع بشر پیشرفت اور ترقی حاصل کرے گی۔ تعلیم عمومی ایک آفاقی قانون ہے۔''** (41)

انصاف مہیا کرنے کے بارے میں ہم یہ پڑھتے ہیں:

''تاہم ملکوتی تہذیب معاشرے کے ہر رُکن کی اس طرح تربیت کرتی ہے کہ نہ ہونے کے برابر چند لوگوں کے علاوہ کوئی بھی جُرم کرنے کی جانب بڑھے گا ہی نہیں۔ اس طرح اس میں بڑا فرق ہے کہ تشدد، قصاص اور جرمانے والے اقدام کے ذریعہ جرم کی روک تھام کی جائے یا یہ کہ لوگوں کی اس طرح تربیت کی جائے، ان میں بیداری لائی جائے اور روحانیت پیدا کی جائے کہ وہ کسی سزا اور جرمانے کے خوف کے بغیر تمام مجرمانہ افعال کو ترک کر دیں۔ درحقیقت ایسے لوگ جرم کرنے کو ہی ایک بڑی بے عزتی اور بذاتِ خود ایک سخت ترین سزا تصور کریں گے۔'' (42)

مذکورہ بالا اقتباسات پر روشنی ڈالنے کے بعد جو جملے آپ نے تحریر کیے ہیں ان پر مزید غور کریں کہ کس طرح سے آپ ان کو توسیع کر سکتے ہیں۔

## حصہ 16:

ہم نے اس دوہرے احساسِ مقصد کے بارے میں گفتگو کی ہے جو افراد کو مجبور کرتی ہے کہ وہ خود اپنی روحانی اور ذہنی بڑھوتری کی ذمہ داری سنبھالیں اور معاشرے کی فلاح و بہبود میں مدد فراہم کریں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ یہ دوہرا احساسِ مقصد جسکا آج کے جواں سال لوگوں میں ہونا ضروری ہے کس طرح اس سمجھ سے تقویت پاتا ہے جو کایاپلٹ کے اس پیمانے کے بارے میں ہے جو آثار مقدسہ کے مطابق ایک فرد اور معاشرے میں ہونا ہے۔ ہمارے لئے یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ انفرادی اور اجتمائی کایاپلٹ کے عمل ایک دوسرے کے ساتھ جُڑے ہوئے ہیں۔ اپنی صلاحیتوں کو ترقی دینے اور معاشرے کی بہتری کے لئے کام کرنے کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ فرد کے اخلاقی معیارات اور رویئے اس کے ماحول کی تشکیل کرتے ہیں اور دوسری طرف معاشرے کی ساخت سے تشکیل پاتے ہیں۔ حضرت ولی عزیز کی جانب سے لکھے گئے ایک خط میں یہ بیان ہے:

**''ہم انسانی دل کو اس کے باہر کے ماحول سے جدا کر کے یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان میں سے ایک سدھر جائے تو ہر چیز میں بہتری**

آجائے گی۔ آدمی اس دنیا کے ساتھ نامیاتی طور پر جڑا ہوا ہے۔ اس کی باطنی زندگی ماحول کو بناتی ہے اور خود بھی اس سے بہت زیادہ متاثر ہوتی ہے۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتا ہے اور آدمی کی زندگی میں ہر پائیدار تبدیلی ان ہی باہمی ردعمل کا نتیجہ ہے۔" (43)

درج بالا اقتباس پر انحصار کر کے فیصلہ کریں کہ آیا درج ذیل بیانات درست ہیں:

____ فرد میں اسی وقت کایا پلٹ ہوسکتی ہے جب معاشرہ پوری طرح سے سدھر چکا ہو۔

____ معاشرتی برائیوں کا مکمل خاتمہ اس وقت ہوگا جب اس کے انفرادی ارکان روحانی ہوجائیں گے۔

____ جب انصاف پر مبنی قوانین نافذ کر دیئے جائیں تو اس سے قطع نظر کہ افراد کس طرح کے رویے اپناتے ہیں معاشرہ ظلم سے پاک ہوجائے گا۔

____ جب ہر فرد انصاف سے کام لینے کی کوشش کریگا تو معاشرہ ظلم سے پاک ہوجائے گا۔

____ اگر کسی سماج کا قانونی نظام ناانصافی پر مبنی ہوتو بھی معاشرے کے سب ارکان انصاف سے کام لے سکتے ہیں۔

____ جب ایک بار ہر فرد کی کایا پلٹ جائے تو نوع بشر ترقی کرے گی۔

____ ایک فرد کی چال چلن سماجی ماحول پر اثر انداز ہوتی ہے۔

____ ناانصافی پر مبنی ڈھانچوں کو مٹانے کی کوشش اور اس کو بنانے والے افراد کی اس طرح تربیت کہ وہ انصاف پسند اور سچائی کے متلاشی ہوں، کے ذریعہ ایک انصاف پر مبنی معاشرہ ابھرے گا۔

____ کوئی بھی اپنے سماجی ماحول کے اثرات سے فرار حاصل نہیں کر سکتا۔

____ انسان اپنی روحانی قوتوں سے تقویت پا کر اپنے ماحول کے منفی اثرات پر قابو پا سکتا ہے۔

____ ایک بار جب ہر ایک، دوسروں سے پیار کرنا سیکھ جائے گا تو تعصب نابود ہوجائے گا۔

____ تعصب صرف اس وقت دور ہوگا جب معاشرہ اپنے قوانین اور اداروں سے ہر قسم کے امتیازات کے شائبے تک کو مٹا ڈالے۔

تحقیق کریں اور ہر ایک سے پیار اور اپنائیت سے پیش آئیں تعصب کا خاتمہ ہوتا ہے۔

____ جب ہر ایک کو یہ یقین ہوجائے کہ نوع بشر ایک ہے تو اتحاد قائم ہوجائے گا۔

____ دنیا میں اتحاد کے قیام کا تقاضا یہ ہے کہ فرد اور معاشرے کے ڈھانچے میں کایا پلٹ آئے۔

## حصہ 17:

گزشتہ حصے میں جو خیالات پیش کئے گئے ہیں وہ ہمیں خدمت کے سوال پر واپس لاتے ہیں، کیونکہ یہ خدمت کا میدان ہی ہے جس میں ہم اپنی صلاحیتوں کو پروان چڑھاتے ہیں اور معاشرے میں تبدیلی لاتے ہیں۔ اس بات کی تشریح کرنے کی کم ہی ضرورت ہوگی کہ سماجی کایا پلٹ کے عمل میں شرکت کا مطلب خدمت کے لئے وقف ایک زندگی ہے۔ تاہم جس بات پر زیادہ سوچنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ خدمت ایک فرد کی ذہنی اور روحانی نشوونما میں کس طرح سے ایک کردار ادا کرتی ہے۔ نیچے سرگرمیوں کی ایک فہرست دی گئی ہے۔ یہ سوچنے کی کوشش کریں کہ ان کاموں میں سے ہر ایک کو کرنے کے لئے اور یہ یقینی بنانے کے لئے کہ یہ مؤثر بھی ہوں ہمیں کس طرح کی روحانی خوبیوں کی ضرورت ہے۔

a۔ محلے یا گاؤں میں روزانہ دعائیہ جلسات کا انعقاد کرنے کے لئے: ____________________

____________________

____________________

b۔ کسی کے گھر پر امر اللہ کے بارے میں گفتگو کے لئے جانے کے لئے: ____________________

____________________

____________________

c۔ کسی محلے یا گاؤں میں روزانہ بچوں کی کلاسس منعقد کرنا: ____________________

____________________

____________________

d۔ اینی میٹر کی حیثیت سے ایک جونیئر یوتھ گروپ کی مدد کرنے کے لئے: ____________________

____________________

____________________

e۔ ذاتی منصوبے کے حصے کے طور پر امر اللہ کی تبلیغ کے لئے: ____________________

____________________

____________________

f۔ اجتماعی کوشش کے طور پر امر اللہ کی تبلیغ کے لئے: ____________________

____________________

____________________

g۔ کسی اسٹڈی سرکل میں ٹیوٹر کا کردار ادا کرنے کے لئے: ____________________

مندرجہ بالا مشق نے ہمیں یہ سوچنے میں مدد کی ہے کہ روحانی خصوصیات اور رویے کس طرح ایک فرد کی خدمت کے عمل کو انجام دینے کی صلاحیت میں مدد کرتے ہیں۔لیکن یہ بھی اتنا ہی سچ ہے کہ خدمت انجام دینے میں انسان اس طرح کی خوبیوں کو فروغ دینے اور مضبوط کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ ہر گروپ کے لئے اوپر بیان کی گئی سرگرمیوں میں سے کسی ایک خوبی کا انتخاب کریں جس کے بارے میں آپ کو یقین ہے کہ یہ متذکرہ خوبیوں کو بڑھائے گی۔ بیان کریں کہ آپ کے خیال میں یہ سرگرمی اس فرد میں جو اسے انجام دیتا ہے مطلوبہ خوبیوں کی ترقی میں کس طرح مدد کرتی ہے۔

a۔ سچائی، قابل اعتماد ہونا اور انصاف:

b۔ برداشت اور مہربانی:

c۔ پاکیزگی، خلوص اور نورانیت:

d۔ حوصلہ، خدا پر اعتماد، اور انکساری:

e۔ خدا کی رضا پر راضی رہنا اور اس کی اطاعت:____________________________

________________________________________________

________________________________________________

________________________________________________

________________________________________________

## حصہ:18

خدمت ہماری زندگی کے وجود کے ساتھ گہرے طور سے منسلک ہے۔ جب ہم بے غرض خدمت کی روح سے متحرک ہوتے ہیں تو ہمارا ہر باہمی عمل ہماری ہر سرگرمی خواہ وہ ہمارے پیشہ ورانہ زندگی میں ہو، دوسروں کے ساتھ ہمارے ہر لین دین میں ہو تو بہائی سماج کے افراد کے طور پر اس سے متاثر ہوتا ہے۔ تاہم قطع نظر اس بات کے کہ ہم کون سی خدمت انجام دے رہے ہیں ہم اس حقیقت سے ہمیشہ آگاہ رہتے ہیں کہ حضرت بہآءاللہ کے پیغام کو دنیا کے لوگوں میں ترویج کے لیے طے شدہ منصوبہ موجود ہے جو وحدت انسان کا اعلان کرتا ہے، اس کے اتحاد کے لئے پکارتا ہے اور روحانی اور معاشی تعلیمات پیش کرتا ہے صرف یہی مستقبل کے سماج کے لیے ایک نمانہ قائم کر سکتا ہے جو ماضی کے دیکھے گئے کسی بھی معاشرے سے بنیادی طور پر مختلف ہوگا۔ اس کا خاکہ خود حضرت عبدالبہاء نے تحریر کیا ہے یہ منصوبہ دنیا کی دوبارہ تخلیق سے کم کسی چیز کا تقاضا نہیں کرتا اور جیسے جیسے یہ تسلسل کے ساتھ مختلف امتیازی سطحوں کے ذریعے کھلتا جاتا ہے اور زیادہ سے زیادہ لوگ اس پر عمل درآمد میں شریک ہوتے ہیں تو ''یہ معاشرے کی معروف جدوجہد کا نظر آنے والا متبادل کے طور پر اُبھر رہا ہے''۔ ہم سب کو چاہیئے کہ اس منصوبے کے لئے خود کو وقف کر دیں۔ اس منصوبے کا حوالہ حضرت ولی عزیز نے اس طرح دیا ہے کہ یہ وہ ''زبردست منصوبہ ہے جو اسمِ اعظم کی تخلیقی قوت کے ذریعہ تخلیق کیا گیا ہے''۔

آپ ہم سے فرماتے ہیں کہ یہ منصوبہ ''آگے بڑھ رہا ہے'':

> **''۔۔۔ ہر گزرتے ہوئے دن کے ساتھ رفتار میں تیزی حاصل کرتا جا رہا ہے، ہر ملک میں اور متنوع قوموں اور نسلوں کی اور اس کی مفید کارگزاریوں کی وسعت کو بلا مزاحمت پھیلا رہا ہے اور ہمیشہ اس کی جبلی طاقت کی غالب علامت کو ظاہر کر رہا ہے جیسے جیسے یہ پورے عرض پر روحانی فتوحات پانے کے لیے آگے بڑھ رہا ہے۔''** (44)

ملکوتی منصوبے کے ذریعہ حضرت بہاءاللہ کے ظہور کی روشنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں کایا پلٹ لاتے ہوئے پوری دنیا میں سرایت کر جائے گی۔ اس کے علاوہ حضرت شوقی آفندی نے زور دے کر کہا ہے کہ

> **''۔۔۔ خدا نے خود نوع بشر کے لئے جو منصوبہ تیار کیا ہے اس کے ارتقاء کا آخری اور چوٹی کا مرحلہ اپنی باری پر ایک ایسی عالمی تہذیب کی پیدائش کی ایک علامت ثابت ہوگا جو اپنی وسعت، خصوصیات اور قوت کے لحاظ سے نوع بشر کی تاریخ میں بے مثل ہے۔ وہ ایک ایسی تہذیب ہوگی جس کے بارے میں آئندہ نسلیں یک زبان ہو کر اعلان کریں گی کہ وہ حضرت بہاءاللہ کے دور کے سنہری زمانے کا بہترین ثمر ہے۔''** (45)

ملکوتی منصوبے کے کھلنے کا ہر مرحلہ امر کے سربراہ کی طرف سے شروع کیے گئے عالمی منصوبوں میں سے ایک منصوبہ کی نشاندہی ہوتا ہے۔ ہر

منصوبے کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں اور وہ حاصل کردہ کامیابیوں اور پچھلے سیکھے گئے اسباق پر تعمیر ہوتے ہیں۔ یکے بعد دیگر منصوبوں پر کی جانے والی کوششوں کے ذریعے، ''مختلف اصولوں، تصورات اور زیرِ عمل کام کی ہما گیر مناسبت سے'' جس میں ہم مصروف ہوتے ہیں ''عمل کے لئے ایک فریم ورک'' کی شکل اختیار کرتے ہیں، یہی فریم ورک ہمارے اجتماعی عمل کو شکل دیتا ہے اور یقینی بناتا ہے۔ ہم جو کرتے ہیں اس میں تسلسل ہے۔ آپ کو مستقبل کے کورسس میں اس بڑھتے ہوئے فریم ورک کی نوعیت کو دریافت کرنے کا موقع ملے گا۔ اس وقت یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اس کا موجود ہونا مقامی سطح پر ''افراد کے بڑھتے ہوئے دائرہ'' کے لئے ''ایک نئے عالمی نظام کے ہدف کی طرف'' لوگوں کی پیش رفت کو ممکن بناتا ہے۔ اس کی روشنی میں بیت العدلِ اعظم کی طرف سے ۲۰۱۳ء میں دنیا بھر میں منعقد ہونے والی یوتھ کانفرنسوں کے سلسلے میں شرکاء کے لئے لکھا گیا پیغام وضاحت کرتا ہے:

**''کئی دہائیوں کے بعد حضرت بہاء اللہ کے وحی کی زیادہ مناسب تفہیم حاصل کرنے اور اس کے اصولوں کو نافذ کرنے کے لئے اس دور دور تک پھیلی سماج کی عالمگیر محنت و کوشش سے ایک طاقتور فریم ورک وجود میں آیا ہے، جسے تجربے کے ذریعے بہتر بنایا گیا ہے جس پر عمل درآمد کرنا ہے۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ اس کے طریقہ کار اور طریقہِ عمل سے واقف ہیں جو اب اتنی اچھی طرح سے قائم ہو چکا ہے۔ اس پر عمل درآمد میں ثابت قدمی کے ذریعے، آپ میں سے بہت سے لوگوں نے خود پہلے ہی ملکوتی تعلیمات کی معاشرتی تعمیر کی قوت کی علامتیں دیکھ چکے ہیں۔ آپ جس کانفرنس میں شرکت کرتے ہیں، اس میں آپ کو دعوت دی جاتی ہے کہ کسی بھی جوان کی طرف سے دی جانے والی مدد پر غور کریں جو وہ حضرت بہاء اللہ کی پکار کا جواب دیتا ہے اور اس قوت کو جاری کرنے میں معاونت کرتا ہے۔''** (46)

اور اسی پیغام میں مزید فرمایا ہے:

**''اجتماعی عمل کے فراہم کردہ امکانات سماج سازی کے کام میں خاص طور پر واضح ہیں۔ یہ کام ایک ایسا عمل ہے جو دنیا بھر میں بہت سے ایسے کلسٹروں، محلوں اور گاؤں میں تیز رفتاری حاصل کرتا جا رہا ہے جو زوردار سرگرمیوں کے مراکز بن چکے ہیں۔ عمل کی اس ترتیب میں اکثر جوانان پیش پیش ہیں۔ ان میں صرف بہائی جوانان ہی نہیں بلکہ ایسے ہم خیال جوانان بھی شامل ہیں جو بہائیوں کے شروع کئے گئے کام کے مثبت اثرات کو دیکھ سکتے ہیں اور اس میں مضمر اتحاد اور روحانی کایا پلٹ کے تصور کو سمجھ سکتے ہیں۔ ایسی جگہوں پر حضرت بہاء اللہ کے ظہور کی خبر کو مستعد قلوب (receptive hearts) کے سامنے پیش کرنے اور آج کی دنیا کے لئے آپ کے پیغام کے ضمنی مفاہیم کی تحقیق کرنے کی ضرورت شدت سے محسوس ہوتی ہے۔ باوجودیکہ معاشرے میں اتنا کچھ حالت جمود اور لا پرواہی کی دعوت دیتا ہے یا اس سے بھی بدتر اپنے اور دوسروں کے لئے ایک نقصاندہ رویے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، وہ کتنا متضاد اُن لوگوں سے ہے جو کسی آبادی کی قابلیت کو بڑھا رہے ہیں کہ وہ سماجی زندگی کو روحانی طور پر بہتر بنانے والی ایک عمدہ مثال پر توجہ دیں اور اسے سہارا دیں۔''** (47)

اور ان کلمات کے ساتھ بیت العدلِ اعظم بہائی جوانوں اور اُن کی جواُن کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں نظر بلند کرتے ہیں کہ وہ خدمت کی زندگیوں کی بلندیاں حاصل کریں:

> **''جوان مومنین کی ہر نسل کو نوع بشر کا مقدر سنوارنے کا ایک موقع ملتا ہے جو اُن کی زندگی کے زمانے کا انوکھا موقع ہوتا ہے۔ اس وقت موجود نسل کے لئے فکر و تدبر کرنے، عہد کرنے، اور خود کو ایک باخدمت زندگی گزارنے کیلئے مضبوط کرنے کی گھڑی آ پہنچی ہے۔ اس سے انہیں بیحد و حساب برکات میسر آئیں گی۔ ساحت اقدس پر اپنی دعاؤں میں ہم جمال قدم سے التجا کرتے ہیں کہ ایک بھٹکی ہوئی اور حیران و پریشان نوع بشر سے وہ ان پاکیزہ نفوس کو چھان کر نکالیں جنہیں واضح بصارت عطا کی گئی ہے۔ یعنی**

**ایسے جوان جن کی اپنی ایمانداری اور پاکبازی دوسروں کی غلطیوں کی تلاش میں مبتلا نہیں ہوتے اور جو اپنی کسی کوتاہی سے سست نہیں ہوتے ہیں: ایسے جوان سرکار آقا کی طرف دیکھیں گے اور جنہیں دھتکارا گیا ہے انہیں قریبی دوستوں کے حلقے میں لے آئیں گے، ایسے جوان جنہیں معاشرے کی خامیوں کا احساس اس کی کایا پلٹ کے لئے کام کرنے پر مجبور کرتا ہے نہ کہ اس سے کنارہ کش ہونے پر، ایسے جوان جو کسی بھی قیمت پر ناانصافی دیکھتے ہوئے، خواہ یہ کسی نوعیت کی کیوں نہ ہو، کترا کر گزر جانے سے انکار کر دیں گے اور اس کی بجائے محنت کریں گے تاکہ" انصاف کی روشنی اپنا نور پوری دنیا پر مبذول کرے۔''** (48)

درج بالا اقتباس آپ کے ذہن میں کوئی شک نہیں چھوڑ سکتا کہ جواس سال لوگوں کا ملکوتی منصوبے کی خدمت کرنے والوں کے صف اول کی طرف بڑھنے والوں میں ہونا کس قدر ضروری ہے۔ اس حصے کو ختم کرتے ہوئے ۲۰۰۰ء میں لاطینی امریکہ میں کئی مقامات پر ہونے والی یوتھ کانفرنسوں کے ایک سلسلے کو خطاب کرتے ہوئے بیت العدل اعظم الٰہی نے جو کچھ فرمایا تھا اس پر غور کیا جائے:

**''جوں جوں جوانوں کی موجودہ نسل معاشرے کے امور کو چلانے کی ذمہ داریاں سنبھالے گی اسے ایک ایسے منظر کا سامنا کرنا ہوگا جو سرگرداں کر دینے والے تضادات کی آماجگاہ ہے۔ ایک طرف تو کوئی خطہ فکری، تکنیکی، اور معاشی دائروں میں اپنی شاندار کامیابیوں پر نازاں ہے جو اس کا حق بھی ہے۔ دوسری طرف یہ بڑے پیمانے پر پھیلی ہوئی غربت میں کمی لانے، یا تشدد کے امڈتے ہوئے اس سمندر سے بچنے میں، جو اس کی قوموں کو ڈبونے کی دھمکی دے رہی ہے، ناکام رہا ہے۔ واضح طور پر یہ سوال کیا جانا چاہیئے کہ کیا یہ معاشرہ اپنی بے پناہ دولت کے باوجود ان ناانصافیوں کو دور کرنے میں کمزور ثابت ہوا ہے جو اسکے تار پود کو کاٹ کر ٹکڑے کر رہے ہیں؟**

**''اس سوال، جو کثیر تنازعات سے پُر اُس تاریخ میں جو دہائیوں پر پھیلی ہوئی ہے لکھا ملتا ہے کا جواب سیاسی جذبہ، طبقاتی مفاد کے متضاد اظہارات یا تکنیکی نسخوں میں نہیں ملتا۔ ضرورت ایک ایسی روحانی احیا کی ہے جو سیاسی، اقتصادی اور تکنیکی آلاتِ کار کے کامیاب استعمال میں کام آئے۔ لیکن اس میں ایک اثر آفرین عامل (catalyst) کی ضرورت ہے۔ مطمئن رہیں کہ اپنی کم تعداد کے باوجود آپ ہی وہ وسیلہ ہیں جن کے ذریعے اس طرح کے اثر آفرین عوامل مہیا کئے جا سکیں گے۔''** (49)

1۔ یہ آخری پیغام سوال کرتا ہے کہ ایک ایسا معاشرہ جو اس قدر ذہنی، تکنیکی اور اقتصادی دولت سے مالا مال ہے مِن آخر کیوں ان ناانصافیوں کو ختم کرنے میں ناکام رہا ہے جو اسے توڑ پھوڑ کر جدا کر رہی ہیں اور اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس سوال کا جواب سیاسی جذبہ، طبقاتی مفاد کے متضاد اظہارات یا تکنیکی نسخوں میں نہیں ملے گا۔ آپ جس معاشرے میں رہتے ہیں اس کے بارے میں سوچیں اور درج ذیل میں سے ہر ایک کی ایک مثال پیش کریں:

a۔ وہ سیاسی جذبہ جو معاشرے میں نظر آتا ہے: ____________________

____________________

____________________

____________________

____________________

b۔ معاشرے میں موجود طبقاتی مفاد کے بعض متضاد اظہارات: ____________________

____________________

____________________

____________________

c۔ کوئی تکنیکی نسخہ جس پر معاشرہ چلا ہو: ____________________

____________________

____________________

____________________

____________________

2۔ بیت العدل اعظم کے مطابق سماجی برائیوں کو دور کرنے کی کوششوں میں سیاسی، اقتصادی، اور تکنیکی آلاتِ کار کو کامیابی کے ساتھ لاگو کرنے کے لئے کس چیز کی پیشگی ضرورت ہے؟

____________________

____________________

3۔ بیت العدل اعظم معاشرے کے روحانی احیاء کے لئے کس چیز کی ضرورت کے بارے میں ہمیں آگاہ کر رہے ہیں؟

____________________

4۔ بیت العدل اعظم کے مطابق وہ کونسا واسطہ ہے جس کے ذریعہ نوع بشر کے لئے حضرت بہاءاللہ کا پیغام فراہم کیا جا سکتا ہے؟ ____________________

____________________

اب درج بالا خیالات کو اپنے ذہن میں رکھتے ہوئے اس کورس کا مطالعہ کر رہے ہیں کہ اپنے دوستوں سے گفتگو کریں کہ ملکوتی منصوبے کی تکمیل میں شرکت کس طرح سے جواں سال لوگوں کو معاشرے کی روحانی احیاء کے لئے وسیلے کے طور پر کردار ادا کرنے کے قابل بناتی ہے۔

## حصہ 19:

بلاشبہ گزشتہ حصے کی گفتگو کے آخر میں، امراللہ کی پیش قدمی میں جواں سال لوگوں نے جو بنیادی کردار ادا کرنا ہے، اس کے بارے میں مزید سوچنے پر آپ کو مجبور کر دیا ہے۔ کتاب ''قرنِ بدیع'' کے درج ذیل پیرے میں حضرت شوقی آفندی امراللہ کے اولین دور کے علمبرداروں کی تصویر کشی کرتے ہیں جن کی شجاعت کے کارنامے ہر دور میں بہائیوں کے دلوں کو گرماتے رہیں گے۔ اس حقیقت کے پیشِ نظر کہ ان میں سے بہت سے جواں سال لوگ تھے یہ مناسب ہوگا کہ ہم ان الفاظ پر غور کریں جنہیں حضرت ولی عزیز نے ان کی نمایاں خوبیوں کے بیان کی خاطر استعمال کیا ہے۔ ایسا کرنے سے قبل اگر آپ درج ذیل فہرست الفاظ اور ان کے معنوں پر غور کریں تو اسے مفید پائیں گے:

شہاب ثاقب: ٹوٹا ہوا تارا جو بڑی چمک اور تیزی سے آسمان سے گزرتا ہوا نظر آتا ہے۔

تیرہ وتار: تاریک اورافسردہ

سیارچہ: چھوٹے فلکی اجسام جو اپنے سے بڑے دوسری فلکی جسم (سیارہ) کے گرد چکر لگاتے رہے ہیں۔

کہکشاں: ستاروں کا ایک بہت بڑا جھرمٹ

نچھاور کرنا: کوئی چیز (روشنی وغیرہ) کسی چیز پر ڈالنا

چمک دمک: تیز روشنی اور حرارت پھوٹنا

نوزائیدہ: نیا پیدا ہونے والا

مقابلہ: جیت کے لئے جدوجہد

راہ ہموار کرنے والے: راستہ بنانے والے، مہاجر

سازش: کسی کے خلاف خفیہ منصوبہ

بدعنوانی: اخلاقی برائی

غالب: جس کی مزاحمت نہ کی جا سکے، مثلاً غالب اکثریت

پارسائی: خدا کا احترام اور دینی فرائض کے لئے لگن

ولولہ: جوش، جذبہ

نفی: انکار کر دینا، چھوڑ دینا

چٹان کی طرح: ہار نہ ماننے والا، نہ ٹوٹنے والا

اٹل ارادہ: پکا ارادہ، مضبوط ارادہ، نہ ٹل سکنے والا ارادہ

حضرت ولی عزیز تحریر فرماتے ہیں:

**''جب ہم اس پُرجلال ڈرامہ کے پہلے ایکٹ کے واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اس کے سب سے بڑے ہیرو حضرت باب کی شخصیت شیراز کے افق سے شہاب ثاقب کی طرح ابھرتی ہے، ایران کے تیرہ وتار آسمان پر جنوب سے شمال کی جانب سفر کرتی ہے اور دردناک تیزی کے ساتھ گرتی چلی جاتی ہے اور اپنی چمک دمک دکھاتے ہوئے غائب ہو جاتی ہے۔ اسی افق پر ہم اس کے سیارچوں کو بھی، خدائی نشے میں مخمور جانبازوں کی کہکشاں کی طرح، ملاحظہ کرتے ہیں۔ وہ بھی اسی طرح کی چمک دمک نچھاور کرتے ہوئے اور اسی طرح کی تیزی سے خود کو جلا ڈالتے ہوئے اور خدا کے نوزائیدہ امر مبارک کی بڑھتی ہوئی قوت رفتار کو اپنی باری پر مزید قوت مہیا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔۔۔۔**

وہ جانباز جن کے کارنامے اس خون آشام روحانی مقابلے کی روئیداد پر چھائے ہوئے ہیں، جس میں ایک ہی وقت میں عوام، مذہبی پیشوا، بادشاہ اور حکومت سب ملوث تھے، خود حضرت باب کے منتخب کردہ حواری، حروفِ حیّ اور ان کے حامی تھے۔ یہ اس دورِ جدید کا راہ ہموار کرنے والے لوگ تھے جنہوں نے اس قدر زیادہ سازش، جہالت، بدعنوانی، ظلم، تعصب اور بزدلی کے مقابلہ میں ایک ایسے اعلیٰ، ناقابلِ تسخیر اور حیرت انگیز جذبہ کا، ایک ایسے حیرتناک گہرے علم کا، ایسی غالب فصیح البیانی کا، ایک بیمثال ولولے والی پارسائی کا، ایک شیر کی طرح حوصلہ کا، ایک ایسی نفیٔ ذات کا جو اپنی پاکیزگی میں اصفیا کے طرح تھی، ایک چٹان کی طرح اٹل ارادے کا، ایک عظیم الشان گیرائی والے تصور کا، پیغمبر اور ان کے اماموں کے بارے میں ایک ایسے احترام کا جو اُن کے دشمنوں کی ہر تدبیر کو الٹی کر دیتا تھا، ایک ایسی قوتِ استدلال کا جو اُن کے دشمنوں کے دل میں خوف پیدا کر دیتا تھا، ایمان کا ایک ایسا معیار اور طرزِ عمل جو اُن کے ہم وطنوں کو للکارتا تھا اور اُن کی زندگیوں میں انقلاب برپا کر دیتا تھا کا مظاہرہ کیا۔'' (50)

1۔ نیچے دیٔ گئے جملوں کو مکمل کریں:

a۔ حروفِ حیّ اور ان کے ساتھی ایک ______________ مقابلے میں شامل تھے۔

b۔ اس مقابلے میں انہیں ایک ہی وقت میں ______________، ______________، ______________ اور ______________ سے مقابلہ کرنا پڑا۔

c۔ انہوں نے اس قدر زیادہ سازش، جہالت، بدعنوانی، ظلم، تعصب اور بزدلی کا مقابلہ ایسے

______________، ______________ اور ______________ جذبہ سے،

ایک ______________ علم سے،

______________ فصیح البیانی سے،

______________ پارسائی سے،

______________ حوصلہ سے،

ایک ایسی نفیٔ ذات سے ______________،

______________ اٹل ارادے سے،

______________ تصور سے،

پیغمبر اور ان کے اماموں کے بارے میں ایک ایسے احترام سے ______________،

ایک ایسی قوتِ استدلال سے جو ______________،

ایمان کے ایک ایسے معیار اور طرزِ عمل سے ______________________________

______________________________ کیا۔

2۔ اوپر دیئے گئے اقتباسات میں حضرت ولی عزیز نے جس روحانی مقابلے کا ذکر فرمایا ہے اس میں اولین دور کے ہیرو کس مقصد کے لئے شامل ہوئے تھے؟

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

3۔ کیا موجودہ دور کے بہائی جوان جو ملکوتی منصوبے کی تکمیل میں حصہ لے رہے ہیں، اپنے پیشروؤں کی طرح روحانی مقابلے میں مصروف ہیں؟

______________________________

______________________________

4۔ ان کا مقابلہ کس طرح امر اللہ کے اولین دور کے جانبازوں سے مشابہت رکھتا ہے؟ ______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

5۔ آج کے بہائی جوان کس طرح یہ یقینی بنا سکتے ہیں کہ وہ دورِ شجاعت کے اپنے بھائیوں اور بہنوں کی طرح ہی اس روحانی جنگ کو جیتنے کے قابل ہیں جس میں وہ مصروف ہیں؟ ______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

اگلے حصہ میں جانے سے قبل آپ خواہش کر سکتے ہیں کہ درج ذیل بیانات پر غور کریں جو بیت العدل اعظم کے لکھے ہوئے ایک پیغام سے لئے گئے ہیں:

**''جب ذاتِ مبارک حضرت باب نے، جو صرف ۲۵ سال کے تھے، دنیا کو اپنا انقلاب برپا کرنے والا پیغام دینے کے لئے قیام کیا تھا تو جنہوں نے آپ کی تعلیمات کو قبول کیا اور پھیلایا ان میں سے بہت سارے جوان، حتیٰ کہ خود حضرت باب سے بھی کم عمر تھے۔ ان کی بہادری کے قصے جو اپنی تمام تر خیرہ کرنے والی شدت کے ساتھ کتاب ''مطالع انوار'' میں لازوال طور پر ثبت**

ہیں جو آنے والی صدیوں میں انسانی تاریخ کے واقعات کو روشن کریں گے۔اس طرح اُس اعلیٰ مثال کا آغاز ہوا جس میں جوانوں کی ہر نسل نے، دنیا کو نیا کرنے کے لئے اُسی ملکوتی قوت محرکہ سے جذبہ حاصل کرتے ہوئے،اس کھل کر سامنے آنے والے عمل میں یعنی نوع بشر کی زندگی کی کایا پلٹنے کے تازہ ترین مرحلے میں مدد فراہم کرنے کے حاصل موقع کو استعمال کیا ہے۔ یہ ایک ایسی اعلیٰ مثال ہے جس میں حضرت باب کے زمانے سے اس وقت تک کسی قسم کی دخل اندازی نہیں ہوئی۔'' (51)

## حصہ 20:

بحرانوں اور فتوحات کے یکے بعد دیگرآنے والے دورانیوں سے گزرتے ہوئے بہائی جوان اُس راہ پر گامزن رہے ہیں جسے ان مَطالع انوار نے روشن کیا تھا اور حضرت بہاء اللہ کے پیغام کو نوع بشر تک پہنچانے کے لئے محنت کرتے ہوئے ہمیشہ بہائی سرگرمیوں میں پیش پیش رہے ہیں۔ بیت العدلِ اعظم الٰہی تحریر فرماتے ہیں:

''بہائی دور کے بالکل آغاز سے ہی جوانوں نے ظہور الٰہی کے اعلان میں ایک بنیادی کردار ادا کیا ہے۔حضرت باب نے جب اپنے مشن کا اعلان فرمایا اسوقت آپ خود ۲۵ برس کے تھے،جبکہ حروف حیّ میں سے بہت سے اس سے بھی کم سن تھے۔سرکار آقا ابھی بہت کم عمر جوان تھے جب عراق اور ترکی میں آپ کو اپنے والد محترم کی خدمت کے سلسلے میں بھاری ذمہ داریاں اٹھانی پڑ گئیں؛اورآپ کے بھائی غصن اطہر ابھی بائیس برس کے تھے جب آپ نے سجن اعظم میں اپنی جان کو خدا کے سپرد کر دیا تاکہ احبائے الٰہی کو ''حیات نو بخشی جاسکے،اور دھرتی کے سب باشندے متحد کئے جاسکیں''۔حضرت شوقی آفندی کو جب تخت ولایت قبول کرنے کی دعوت دی گئی اس وقت آپ آکسفورڈ میں ایک طالب علم تھے۔ فارسین حضرت بہاء اللہ( Knites of Baha'u'llah) میں سے بہت سارے جنہوں نے دس سالہ جہاد کبیر کے دوران لازوال شہرت حاصل کی جواں سال لوگ تھے۔پس یہ ہرگز نہ سوچا جائے کہ جوانوں کو بلوغ کے سالوں کا انتظار کرنا چاہیئے۔'' (52)

۱۹۸۴ کے ایک اور پیغام میں وہ زیادہ ماضیٔ قریب کے جانبازوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

''مثال کے طور پر گزشتہ برس شیراز میں چھ جواں سال خواتین کے ساتھ جو واقعات پیش آئے اسپر غور کریں۔ان کی عمریں اٹھارہ سے پچیس برسوں کے درمیان تھیں۔ان کی زندگیوں کو جلادوں کی گولیوں نے گل کر دیا تھا۔سب کو اپنے دین سے انکار کرنے کی ترغیب دی گئی تھی اور سب نے اپنے محبوب کا انکار کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ان بچوں اور جوانوں کے واقعات پر بھی نظر کریں جنہیں بار بار اپنے اساتذہ اور ملاؤں کی پوچھ گچھ اور بدسلوکی کا سامنا کرنا پڑا تھا اور جنہیں اپنے ایمان پر قائم رہنے کی وجہ سے اسکولوں سے نکال باہر کیا گیا تھا۔ یہ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ ان کی سماج میں جس ظالمانہ انداز میں پابندیاں لگائی گئی ہیں ان کے باوجود پورے ملک میں جوانوں نے اپنی قوتوں کو بہائی اداروں کے حوالے کر کے مثالی خدمات انجام دی ہیں ۔کوئی بھی شاندار گفتگو اُن کی روحانی لگن اور وفاداری کا اس سے بڑھ کر کوئی ثبوت پیش نہیں کرسکتی جوان کی ان بے غرض لگن سے بھرپور سرگرمیوں نے پیش کیا ہے۔حقیقتاً دنیا کے کسی اور حصہ میں بہائیوں سے اپنے ایمان کی اتنی بڑی قیمت نہیں مانگی جاتی۔ نہ ہی ایران کے بہادر بہائی جوانوں سے زیادہ،قربانی کا جام تھامنے کے لیے زیادہ مشتاق اوران سے زیادہ نورانی، بہادر لوگ

**کہیں اور پائے جا سکتے ہیں۔تو کیا آپ سے یہ توقع کرنا بے جا ہوگا کہ آپ جو اس غیر معمولی زمانے میں موجود نوجوان اور تازہ بالغ لوگ ہیں اور اپنے ایرانی ساتھیوں کی جواں مردی کی حوصلہ بخش مثالوں کے شاہد ہیں اور جنہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ آنے جانے کی آزادی حاصل ہے "ہوا کی طرح بے روک ٹوک"، بہائی عمل کے میدان میں آگے بڑھیں گے؟"** (53)

دنیا بھر میں بہادر نفوس کی زندگیوں کے نمایاں واقعات پر غور و فکر کرنے کے مواقع جوانوں کی ہر نسل کو مشن کے احساس سے سرشار کر دیں گے۔ان نمایاں شخصیات کے ساتھ ایک قریبی تعلق بچپن میں اس وقت سے قائم ہونا شروع ہو جاتا ہے جب وہ بچوں کی بہائی کلاسوں میں اور گھر پر ان کی کہانیاں سنتے ہیں،لیکن بارہ اور پندرہ سال کی عمروں کے دوران اور یقیناً پوری نوجوانی کے دور میں اس ضرورت کو پورا کرنے کی خاطر زیادہ شعوری کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔احتیاط سے منتخب کی گئی مثالیں جن میں سے کچھ زیادہ ڈرامائی اور کچھ کم ہوں گی ۔حوصلہ، مصمّم ارادہ، جذبہ وشوق اور بے غرض خدمت جیسی خوبیوں کی مثالیں پیش کر سکتی ہیں جن پر پورا اترنے کی کوشش نوجوانوں کو کرنی ہی ہوگی۔

1۔ خواہ امراللہ کے اولین دور کی تاریخ سے ہو یا ماضیٔ قریب سے چند ایسے واقعات منتخب کریں جن کے بارے میں آپ محسوس کرتے ہیں کہ جوانوں کو ان پر غور کرنا ہی چاہئے۔ ____________________

____________________

____________________

____________________

2۔ آپ نے ان واقعات کو کیوں منتخب کیا ہے اس کی وجہ بیان کریں۔ ____________________

____________________

____________________

## حصہ: 21

اوپر جن عبارات کا حوالہ دیا گیا ہے ان میں سے نمونے کے طور پر کم از کم حوالوں کا انتخاب بھی کر لیا جائے تو یہ دیکھنا ممکن ہوگا کہ امراللہ کے ابتدائی علمبرداروں اور ان شجاع نفوس کی زندگیاں، جنہوں نے ان کی پیروی کی، مقصد کے شعور کی وجہ سے ممتاز تھیں۔اس طرح یہ بھی برابر ظاہر ہے کہ ان میں سے ہر ایک ضرور اس بات کی ایک سمجھ رکھتا ہوگا کہ وہ جس تاریخی وقت میں موجود ہیں اس کی اہمیت کیا ہے۔نیز انہیں اس بات کا تصور بھی تھا کہ نوع بشر کو کس پیمانے کی تبدیلی لانے کی جانب پکارا جا رہا ہے۔مقصد کے اس احساس کا اظہار ایسی زندگی میں ہوا جو ملکوتی پیغام پھیلانے کے لیے وقف تھی اور یہ بات واضح ہے۔تاہم جب ہم بہادری کے ان کارناموں پر جو انہوں نے سرانجام دیئے اور اس قربانی پر جو ان میں سے بہت سوں نے پیش کیں غور کرتے ہیں تو ہم یقین نہیں کر سکتے کہ ان مقدس نفوس میں محض یہی خوبیاں تھیں۔جنہوں نے ان کی زندگیوں کو ممتاز کیا ایسا کیا تھا جو اُن کی زندگیوں کو خصوصیت دیتا تھا؟ ان میں وہ کون سی لگن تھی اور کیا چیز انہیں بے لوث خدمت کی اس بلندی تک لے جاتی تھی؟ کیا یہ عشقِ الٰہی نہیں تھا جو ان کے دلوں میں اس قدر روشن ہو رہا تھا؟ کیا وہ اپنے محبوب حقیقی کی خوبصورتی سے مدہوش نہیں تھے؟ کیا ہم بھی یہ امید کر سکتے ہیں کہ اگر ہم ان میں خوبصورتی اور کمال کی پرورش نہ کریں اور اپنے خالق کے ساتھ ایک قریبی رشتہ استوار کرنے میں ان کی مدد نہ کریں تو ہم جوانوں کی اگلی نسل کو روحانی تقویت حاصل

کرنے میں مددفراہم کرسکیں گے؟ آیئے ہم درج ذیل الفاظ میں گہرا غور کر کے اس یونٹ کوختم کرتے ہیں:

**''۔۔۔جب ایک حقیقی عاشق اور سچا دوست محبوب کے سامنے پہنچتا ہے تو محبوب کا درخشاں جمال اور عاشق کے دل کی آگ شعلہ بھڑکا دیتے ہیں اور تمام پردوں اور حجابوں کو جلا ڈالتے ہیں۔ہاں دل سے ظاہری وجود تک جو کچھ بھی اس کے پاس ہے سب جلا ڈالا جائے گا تا کہ دوست کے سوا کچھ بھی باقی نہ بچے۔''** (54)

**''اے دوستو! لافانی جمال کو اس خوبصورتی کی خاطر ترک نہ کرو جسے مرجانا ہے، اور اس فانی عالمِ خاکی سے دل نہ لگاؤ۔''** (55)

**''جان لے کہ حقیقی عالم وہ ہے جس نے میرے ظہور کو تسلیم کیا، اور میرے علم کے سمندر سے نوش کیا، اور مری محبت کی فضا میں پرواز کی، اور میرے سوا ہر ایک کو ترک کیا، اور میرے شاندار بیان کی سلطنت سے جو کچھ نازل کیا گیا ہے اسے مضبوطی سے تھام لیا۔ وہ یقیناً نسلِ انسانی کے لئے آنکھ کی طرح ہے، اور کُل مخلوق کے جسم کے لئے روح کی مانند۔ حمد وثنا ہو اس سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے کی جس نے اسے آگاہی بخشی، اور اس بات کا باعث بنا کہ وہ قیام کرے اور خدا کے برتر وقوی امر مبارک کی خدمت کرے۔ یقیناً ایسا شخص ملاءِ اعلیٰ سے نیز ان لوگوں سے برکت پاتا ہے جو خیمۂ عظمت میں رہتے ہیں، جنہوں نے میرے اسمِ قوی وقدیر سے مہر بند شراب پی ہے۔''** (56)

''اے خدائی فوج! جب بھی تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جس کی پوری توجہ امر اللہ کی طرف مبذول ہے، جس کا واحد مقصد یہ ہے کہ کلام الٰہی کا نفوذ ہو، جو خالص ارادے سے دن رات امر اللہ کی خدمت کر رہا ہے؛ جس کے رویے سے خود پسندی یا ذاتی اغراض کا کوئی شائبہ تک نظر نہیں آتا بلکہ وہ خدا کے عشق کے بیابان میں سرگردان پھرتا ہے اور صرف عرفانِ الٰہی کے پیالہ سے پیتا ہے، نشرِ نفحات اللہ میں منہمک ہے اور ملکوتِ الٰہی کی مقدس آیات سے منجذب ہے۔۔۔تو تم یقین سے یہ جان لو کہ اس شخص کو ملکوتی حمایت اور کمک حاصل ہوگی اور ابدی رحمت کے آسمانوں سے وہ صبح کے ستارے کی طرح ہمیشہ آب وتاب سے چمکے گا۔ لیکن اگر وہ ہویٰ وہوس اور خود پرستی کا معمولی سا شائبہ بھی دکھائے گا تو اس کی تمام کوششیں رائیگاں جائیں گی اور وہ محروم و ناامید رہ جائے گا۔'' (57)

**''یقین جان کہ مشیت ایزدی کے ہاتھ نے تجھے ملکوت الٰہی کے تخت کی طرف منجذب کیا ہے اور ملکوتی خوشخبری نے تجھ میں ایسی خوشی و مسرت بھر دی ہے، کہ تو نے جمال الٰہی پر سے پردہ اٹھا دیا اور نقاب الٹ دیا ہے، اپنی باطنی آنکھوں سے نورانی چہرے کو دیکھ لیا ہے، اور اس مقدس امر میں پاکیزگی اور تقدس کے رازوں سے آگاہ ہوا ہے!**

**اب ایک ایسے دل کے ساتھ جس سے خدا کا پیار امڈ رہا ہو، بھرپور مسرت کے ساتھ خدا سے التجا کر، اور اس اعلیٰ تحفے اور اس ہدایت کے لئے خدا کا شکر ادا کر۔ اور جان لے کہ جب اس راہ میں تیرے قدم مضبوط ہو جائیں گے تو تیرے خدا کے تحائف کے ہراول دستے یقیناً تجھے ہر طرف سے گھیر لیں گے۔''** (58)

’’اے میرے خدا! اے میرے خدا! یہ تیرا بندہ تیری طرف بڑھا ہے، تیرے پیار کے جنگل میں بیتابی سے بھٹک رہا ہے، تیری خدمت کے راستے پر چل رہا ہے، تیرے کرم کی آس لگائے ہوئے ہے، تیرے فضل کی امید کر رہا ہے، تیرے ملکوت پر بھروسہ کر رہا ہے، اور تیری بخشش کے شراب سے مست ہے۔ اے میرے خدا! اپنے لئے اس کی چاہت کی شدت میں، اپنی حمد وثنا میں اس کی ثابت قدمی میں اور تیرے لئے اس کے پیار میں اضافہ کر دے۔ بیشک تو انتہائی فیاض ہے اور ہر چیز پر چھائے ہوئے رحمت کا مالک۔ تیرے سوا کوئی خدا نہیں، تو ہی ہے معاف فرمانے والا اور رحم کرنے والا۔(59)

## حوالے:


1۔حضرت عبدالبہاء، بہائی پریئرز اینڈ ٹیبلٹس فارینگ،(ویلمیٹ: بہائی پبلشنگ ٹرسٹ،1978)نمبر38، صفحہ30

2۔حضرت عبدالبہاء، بہائی پریئرز :اے سیلکشن آف پریئرز ریویلڈ بائی بہاء اللہ، دی باب اینڈ عبدالبہاء (ویلمیٹ: بہائی پبلشنگ ٹرسٹ، 2002, 2011 پرنٹنگ) صفحہ 47--246

3۔سیلیکشن فرام دی رائٹنگز آف عبدالبہاء،نمبر225.9،صفحہ298

4۔11اپریل1985 کو بیت العدلِ اعظم کی طرف سے ایک فرد کو لکھے گئے خط سے

5۔حضرت عبدالبہاء، بہائی پریئرز،صفحہ248

6۔بیت العدلِ اعظم کے پیامِ رضوان 1982

7۔بیت العدلِ اعظم کے پیام25مئی 1975ء

8۔پیامِ بیت العدلِ اعظم 1جولائی2013ء،p.176,no.27.3

9۔بیت العدلِ اعظم کے پیام10جون1966ء p.92 , no.37.2

10۔منتخب محافل روحانی ملی کو بیت العدلِ اعظم کی طرف سے لکھے گئے خط23فروری،1995ء سے

11۔مشاورین کے براعظمی بورڈ کی کانفرنس کو لکھے گئے خط29دسمبر2015ء،no.35.39,p.226

12۔ایک محفل روحانی ملی کے نام بیت العدل اعظم کی جانب سے لکھے گئے ایک خط مؤرخہ23اپریل2013 سے

13۔ایک مؤمن کے نام بیت العدل اعظم کی جانب سے لکھے گئے ایک خط مؤرخہ19اپریل2013 سے

14۔سب محافل روحانی ملی کے نام بیت العدل اعظم کے ایک خط مؤرخہ12دسمبر2011 سے

15۔گلینئنگز،(ویلمیٹ: بہائی پبلشنگ ٹ،2005)نمبر137، پیرا4،صفحہ338

16۔ولی عزیز کی جانب سے لکھے گئے ایک خط مؤرخہ8دسمبر1923 سے(مجموعہ اقتباس ٹرسٹ وردی نس،صفحہ19)

17۔عبدالبہاء اِن لندن،صفحہ66

18۔گلینئنگز،نمبر29، پیرا ا، صفحہ78

19۔حضرت بہاءاللہ، مجموعہ اقتباسات 'ٹرسٹ وردی نیس' صفحہ5 سے حوالہ

20۔حضرت عبدالبہاء، دی سکرٹ آف ڈیواین سیویلائزیشن،صفحہ5

21۔ایضاً،صفحہ6

22۔گلینئنگز،نمبر43، پیرا 4،صفحہ105

23۔ایضاً،نمبر126، پیرا 2، صفحہ306

24۔حضرت بہاءاللہ، دی ایڈوینٹ آف ڈیوائن جسٹس میں حوالہ دیا گیا،صفحہ47

25۔گلینئنگز،نمبر60، پیرا 3، صفحہ133

26۔حضرت بہاءاللہ، دی ایڈوینٹ آف ڈیوائن جسٹس میں حوالہ دیا گیا،صفحہ34

27۔ایضاً،صفحہ35-34

28۔ٹیبلٹس آف عبدالبہآء عباس، جلد دوم،صفحہ436

29۔گلینئنگز،نمبر143، پیرا 3، صفحہ354

30۔گلینئنگز،نمبر70، پیرا 1، صفحہ154

31۔حضرت عبداالبہآء، مفاوضات (انگریزی) صفحہ 39
32۔حضرت عبدالبہآء، دی پرامُلگیشن آف یونیورسل پیس، صفحہ 618
33۔ایضاً صفحہ 405
34۔کلمات مکنونہ فارسی نمبر 6
35۔الواح وصایا حضرت عبدالبہاء
36۔کلمات مکنونہ فارسی نمبر 49
37۔سیلکشن فرام دی رائٹنگز آف عبدالبہاءَ، نمبر 10.2 صفحہ 30
38۔حروف حیّ سے حضرت باب کا خطاب، دی ڈان بریکرز (تاریخ نبیل) صفحہ 93
39۔الواح وصایا حضرت عبدالبہاء
40۔حضرت عبدالبہآء، خطابات پیرس، 1911 میں کی گئی تقریر سے
41۔دی پرامُلگیشن آف یونیورسل پیس، صفحہ 417
42۔سیلکشن فرام دی رائٹنگز آف عبدالبہآء، نمبر 105.2, صفحہ 140
43۔حضرت شوقی آفندی کی جانب سے ایک بہائی فرد کے نام لکھے گئے ایک خط مؤرخہ 17 فروری 1933 سے
44۔حضرت شوقی آفندی، میسیجز ٹو دی بہائی ورلڈ ((1957-1950 صفحہ 76
45۔حضرت شوقی آفندی، 4 مئی 1953 میں لکھے گئے ایک خط سے۔میسیجز ٹو دی بہائی ورلڈ صفحہ 155
46۔بیت العدلِ اعظم کے پیام 1 جولائی 2013ء no.27.2,p.175
47۔ایضاً
48۔دنیا بھر کے بہائیوں کے لیے بیت العدلِ اعظم کی طرف سے لکھے گئے پیام 8 فروری 2013ء no.22.4,p.147
49۔پیراگوئے میں منعقد ہونے والی یوتھ کانگریس میں شریک احباب کے نام بیت العدل اعظم کے پیام مبارک مؤرخہ 8 جنوری 2000 سے
50۔حضرت شوقی آفندی، گاڈ پاسس بائی (قرن بدیع) صفحہ 62
51۔آنے والے ۱۱۴ یوتھ کانفرنسوں کے شرکائ کے نام بیت العدل اعظم کے پیغام یکم جولائی 2013 سے
52۔ہر سر زمین میں بہائی جوانوں کے نام بیت العدل اعظم کا پیغام مؤرخہ 10 جون 1966 سے
53۔دنیا کے بہائی جوانوں کے نام بیت العدل اعظم کا پیغام مؤرخہ 3 جنوری 1984 سے
54۔دی کال آف دی ڈیوائین بیلویڈ
55 ۔کلمات مکنونہ (فارسی) نمبر 14
56۔ٹیبلٹس آف بہاءاللہ ریویلڈ آفٹر کتاب اقدس نمبر 14.4 صفحہ 8-207
57۔سیلکشن فرام دی رائٹنگز آف عبدالبہآء، نمبر 35.7
58۔ٹیبلٹس آف عبدالبہآء عباس، جلد 1 صفحہ 182
159۔عبدالبہاء، بہائی پریئرس، صفحہ 173

☆☆☆

# توقع کی ایک عمر

**مقصد**

بارہ اور چودہ سال کے درمیانی عمر کے نوجوانوں کی بے پناہ صلاحیتوں کا تجزیہ کرنا اور انہیں روحانی طور پر بااختیار ہونے کے لئے سازگار ماحول فراہم کرنے کی اہمیت کو سمجھنا

گزشتہ یونٹ میں ہم نے جوانوں کی چند خصوصیات کا تجزیہ کیا تھا جو اُن کا امتیاز کرتی ہیں۔ اس یونٹ کا مقصدنو جوانوں کی بے پناہ صلاحیتوں اوران قوتوں کا تجزیہ کرنا ہے جو،اُن کی زندگیوں کی صورتگری کرتی ہیں۔آپ یہاں جن تصورات کو جانچ رہے ہوں گے وہ عشروں کے تجربہ کے ذریعہ بتدریج مستحکم ہوتے رہے ہیں۔ جولوگ بارہ سے چودہ سال کے درمیانی عمر میں ہیں ان کی خاص ضرورتوں کو بہائی سماج بڑی مدت سے تسلیم کرتا آرہا ہے۔اس عمر کے ارکان کوتعلیم وتربیت مہیا کرنے کی اوراس کے بعد یہ معلوم کرنے کی ابتدائی کوششوں سے ہی کہ ان کی صلاحیتوں کو کیسے باہر نکالا جائے اوران کی ابھرتی ہوئی توانائیوں کیسے ایک راستہ دیا جائے یہ پروگرام بتدریج سامنے آیا یعنی نوجوانوں کو روحانی طور پر بااختیار کرنے کا پروگرام جس کا مطالعہ آپ اس کتاب میں کررہے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ آپ نے اپنی نوجوانی میں خوداس پروگرام میں شرکت کی ہو یا اپنے کسی دوست کے ساتھ اس کے لئے کام کیا ہواوراس طرح اس سے مانوس ہوں۔اب آپ جس مواد کا مطالعہ کررہے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ آپ کی اس بات میں مدد کرے کہ آپ ابتدائی طور پراپنی زندگی کے کم ازکم تین سال یا اس بھی زیادہ خدمت کے اس اچھے میدان میں دے سکیں جو آپ کو اس قابل بنائے گا کہ آپ اس قدرتوقعات سے بھرے ہوئے اس عمر کے گروپ کے چندارکان کی اس بات میں مدد کرسکیں کہ وہ اپنی زندگیوں کے اس بہت ہی نازک مرحلے سے گزر سکیں۔اثر آفرین عامل

نوجوانوں کوروحانی طور پر بااختیار کرنے کا پروگرام کے بارے میں بیت العدل اعظم لکھتے ہیں۔

**''بہائی سماج کی ثقافتی ترقی کا ایک اورمظہرنو جوانوں کوروحانی طور پر بااختیار کرنے کے پروگرام کا تیزی سے پھیلنا ہے۔اِس عمر کے جوانوں کے بارے میں پوری دنیا میں عام طور پر مسائل کا ایسا گروہ کہا جاتا ہے جو جسمانی اور جذباتی تبدیلی میں ڈوبی ہوئی اور نافرمان اور سرکش ہوتی ہے۔جبکہ بہائی سماج اُن کے لئے جوزبان استعمال کرتا ہے اوراُن کی تربیت کے لئے جوطریقے استعمال کرتا ہے وہ فیصلہ کن انداز میں اِس منفی سوچ کے بالکل برعکس مخالف سمت میں آگے بڑھ رہا ہے۔نوجوانوں میں اس کے برعکس ایثار کا جذبہ،سوچ میں عدل کا شدید احساس،کائنات کے بارے میں جاننے کے لئے بے چینی اورایک بہتر دنیا کی تعمیر میں حصہ لینے کی خواہش نظر آتی ہے۔کرّہ ارض کے تمام ممالک میں یہ نوجوان یک بعد دیگرے پروگرموں میں شرکاء کی حیثیت سے اپنے جن خیالات کا اظہار کرتے ہیں وہ اِس تصور کو درست ثابت کرتے ہیں جو اِس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ یہ پروگرام اُن کے بڑھتے ہوئے شعور کو حقیقت کی ایک ایسی تلاش میں مصروف کردیتا ہے جو اِن میں معاشرے کی تعمیری اور تخریبی قوتوں کا تجزیہ کرنے اوراُن کی فکراور عمل پر مرتّب ہونے والے اثرات کو پہچاننے میں مدد دیتا ہے،اُن کے روحانی تصوّرات کو جلا بخشتا ہے،اُن کی قوتِ اظہار کو بڑھاتا ہے اوراُن اخلاقی قدروں کو مستحکم کرتا ہے جو اُن کی پوری زندگی میں اُن کے کام آئیں گے۔ اِس عمر میں جب اُن کی بڑھتی ہوئی عقلی، روحانی اور مادّی قوتوں تک رسائی ہوجاتی ہے تو اُن کو اُن کی ضرورت کے مطابق وہ وسائل مہیّا کئے جاتے ہیں جو نیک انسان ہونے کے ناطے،اُن کو اُن کی حقیقی شناخت سے محروم کرنے والی تخریبی قوتوں کا مقابلہ کرنے اورعمومی بہبود کے کام کرنے کی خاطر درکار ہوتے ہیں۔(1)**

بیت العدلِ اعظم الٰہی کے درج بالا اقتباس میں بیان کردہ تصورات اورخیالات ہمارے اس حصّے کے مطالعہ میں توجہ کا مرکز ہے، جیسے جیسے آپ آگے بڑھیں گے وہ آپکے لیے مزید واضح ہوجائیں گے۔اب آپ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دینا پسند کریں گے۔

ا۔ عالمی رجحانات اس عمر کے گروپ کی کیا تصویر پیش کرتے ہیں جس سے نوجوانان کا تعلق ہے؟______________________

______________________________________________

۲۔ بہائی سماج اس عمر کے لوگوں میں کیا دیکھتی ہے؟

۳۔ نوجوانوں کے وسعت پاتے شعور کو حقیقت کی تلاش میں مصروف کرنے سے یہ پروگرام کس طرح اُن کو روحانی بااختیار بنانے میں مدد کرتا ہے؟

۴۔ نوجوانان ان پروگراموں سے کیا آلاتِ کار حاصل کرتے ہیں اور یہ انہیں کیا کرنے کے قابل بناتے ہیں؟

۵۔ آپ کے خیال میں 12 سے 15 سال کی عمر کے نوجوانان ایسے خاص گروپ کی نمائندگی کیوں کرتے ہیں؟

۶۔ مندرجہ بالا کی روشنی میں اور چند نوجوانان کو ذہن میں رکھتے ہوئے جن کو آپ پہلے سے جانتے ہیں، کیا آپ آج کل کے جوانان کی کچھ نمایاں خصوصیات بیان کر سکتے ہیں؟

۷۔ آپ کو خدمت کے اس میدان میں لانے کے لئے کیا چیز تحرک پیدا کرتی ہے؟

## حصہ 2:

حضرت بہاءاللہ ہمیں بتاتے ہیں کہ فرد ۱۵ برس کی عمر میں بلوغ کے آغاز تک پہنچتا ہے، جب اس پر نماز اور روزے فرض ہوجاتے ہیں۔ اس نقطۂ نظر سے، جوانی کے دور سے بالکل پہلے کی عمر ایک خاص اہمیت کی حامل ہے۔ یہی وہ چند سال ہیں جس دوران بچپن سے جوانی کے دور کے لئے تبدیلیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ یہ تیزی سے ہونے والی تبدیلیاں جسمانیذہنی، روحانی اور جذباتی ــــــ چال چلن پر بہت سے طریقوں سے اثر انداز ہوتی ہیں۔

بارہ (۱۲) برس کی عمر تک پہنچتے پہنچتے عبوری دور کی نشانیاں ظاہر ہونی شروع ہوچکی ہوتی ہیں۔ بہت سے نوجوان آئندہ تین چار برسوں کے دوران جو جسمانی نشوونما پائیں گے وہ ان کی زندگی کے کسی اور مرحلے میں ملنے والی نشوونما سے بہت زیادہ ہوگی۔ ان کا قد بڑھے گا، ان کے جسمانی پٹھے مضبوط ہوں گے اور انہیں ہارمونل تبدیلیوں (harmonal changes) کا تجربہ ہوگا۔ لڑکوں کی آواز میں بھاری پن آئے گا اور لڑکیاں جوان عورتوں کی سی جسمانی ساخت حاصل کریں گی۔ دونوں ہی بلوغ میں داخل ہوں گے اور بچے پیدا کر سکنے کی جسمانی صلاحیت حاصل کریں گے۔

اس دور میں ایک فرد کو جس طرح کی جسمانی اور جذباتی تبدیلیوں کا تجربہ ہوتا ہے وہ آپس میں مربوط ہوتی ہیں۔ اگرچہ نئی قوتوں کے ابھرنے میں ایک پُرمسرت ہیجان ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی اناڑی پن (عجیب پنا)، حساسیت اور بے چینی کے احساسات بھی ہوتے ہیں۔ یہ جذبات آدمی کے رویوں میں تضاد پیدا کرسکتے ہیں۔ آدمی بڑا شرمیلا نظر آسکتا ہے لیکن بعض حالات میں کافی ملنسار بھی؛ خود کو اکیلا چھوڑ دیئے جانے کی خواہش کے اظہار کے ساتھ ساتھ دوسروں کی توجہ پانے کی چاہت رکھتا ہوا بھی نظر آئے گا؛ بعض صورتوں میں ناقابلِ یقین حوصلہ مندی کا اظہار کرے گا اور دوسرے حالات میں ڈرپوک ہونے کا۔ اپنی قابلیتوں اور صلاحیتوں کے متعلق فکرمندی بتدریج بڑھتے ہوئے ظاہر ہوتی ہے اس کے ساتھ ساتھ اس آگاہی کا احساس بھی بڑھتا ہے کہ دنیا میں اُس کا کیا مقام ہے بالخصوص اپنے ہم عمر اور بالغ لوگوں کے ساتھ۔ وہ انداز جس سے دوسرے اس کی ظاہری شکل وصورت کو دیکھتے ہیں، اس کے خیالات پر ردِعمل دکھاتے ہیں، اس کی شخصیت کا احترام کرتے ہیں اس کے لئے خاص اہمیت اختیار کرجاتا ہے۔

مزید یہ کہ ہمارے ۱۵ سال کی عمر تک پہنچنے سے قبل کے چند سال ہوتے ہیں جن کے دوران ہمارے ذہنوں میں انفرادی اور اجتماعی زندگی کے بارے میں بنیادی تصورات تشکیل پاتے ہیں ہماری تجزیہ کی طاقت مضبوط ہوتی ہے اور ہم اُس بہت کچھ کے بارے میں سوال اُٹھانا شروع کرتے ہیں جو ہمیں اب تک کچھ سکھایا جاچکا ہوتا ہے اور ہم ان تضادات سے آگاہ ہونے لگتے ہیں جو ہمارے اردگرد ہوتے ہیں اور اُن پر توجہ نہیں دی گئی تھی۔ اب ہم پہلے کی طرح بڑوں کے قائم کردہ معیارات پر خودکار انداز میں عمل کرنے پر راضی نہیں ہوتے۔ اس عبوری دور میں آدمی ہمیشہ سوالات کے جواب کی تلاش کرتا رہتا ہے اور یہ ایسے سوالات ہوتے ہیں جو بعض اوقات بہت ہی فلسفیانہ ہوتے ہیں۔ نیا شعور تیزی کے ساتھ ترقی پاتا ہے۔

جوان سال لوگوں کو اس بات میں مدد کرنے میں کہ وہ اپنی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھاسکیں ان کے ساتھ ایسا سلوک کرنے سے احتراز

کرنا چاہیئے جو ایک طرف ان کے بچپن کو بڑھائے اور دوسری جانب بلوغت کی نقالی اپنے کئی پہلوؤں میں کرے۔ بد قسمتی سے یہ ہمارے معاشروں میں جڑیں پکڑ رہا ہے۔ حضرت بہاءاللہ فرماتے ہیں:

**کچھ عرصہ بعد وہ جوانی کے دور میں داخل ہوتا ہے جس میں اس کے گزشتہ حالات اور احتیاجات پر نئے تقاضے چھا جاتے ہیں جو اس کی حالت میں پیشرفت کے درجہ کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس کے مشاہدہ کی صلاحیت وسیع اور عمیق ہو جاتی ہے، اس کی ذہنی صلاحیت تربیت پاتی اور بیدار کی جاتی ہے، بچپن کی حدود و قیود اور اس کا ماحول اب مزید اس کی قوتوں اور کمالات کو روک نہیں سکتے۔**(2)

بچپن اور جوانی کی عمروں کے درمیان جو فرق ہے اس کے بارے میں اپنی سمجھ میں اضافہ کرنے کی خاطر درج ذیل سوالات پر غور و فکر کریں:

۱۔ مشاہدہ کی صلاحیت کے وسیع اور عمیق ہو جانے سے کیا مراد ہے؟ کیا آپ چند مثالیں دے کر اپنی رائے کی وضاحت کر سکتے ہیں؟

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

۲۔ نوجوانوں کی ذہنی صلاحیتیں کسی بچے کی صلاحیتوں سے کس طرح مختلف ہیں؟______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

۳۔ بچپن کی وہ چند حدیں کیا ہیں جو نوجوانوں کی قوتوں کو مزید پابند نہیں کر سکتیں؟______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

## حصہ 3:

۱۵ سال کی عمر تک پہنچنے سے بالکل پہلے کے سالوں کے دوران اس طرح کی تعلیم و تربیت اور پرورش ہر فرد کو حاصل کرنی چاہیئے جو جوانوں

میں ودیعت کردہ صلاحیتوں کو ابھرنے کا موقع فراہم کرے۔ ایسے تعلیم کی اہمیت خاص طور پر اس وقت واضح ہوتی ہے جب یہ مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ ۱۵ سال کی عمر تک یہ چال چلن اس فرد کے اندر پختہ ہوچکے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عبدالبہاء نے فرمایا ہے:

**بالغ ہوجانے کے بعد کسی فرد کو کچھ سکھانا یا اس کا اخلاق سدھارنا بہت زیادہ مشکل ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ تجربہ نے دکھایا ہے اس وقت اگر اس کے بعض رجحانات کو سدھارنے کی خاطر بھرپور کوشش کی جائے تو بھی اس کا نتیجہ کچھ نہیں نکلتا۔ ممکن ہے کہ شاید آج وہ کچھ بہتر ہوجائے لیکن کچھ دن گزرنے کے بعد وہ بھول جاتا ہے اور اپنی انہی عادات اور اطوار کی جانب لوٹ جاتا ہے۔**(3)

آپ ''ابتدائی بلوغت'' کی اصطلاح سے، واقف ہیں جو اکثر ۱۲ سے ۱۸ سال کے افراد کے لئے سرسری انداز میں استعمال کی جاتی ہے۔ کبھی کبھار ''ابتدائی بلوغت'' ان لوگوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جسے ہم ''نوجوانان'' کہتے ہیں۔ عام طور پر اس میں ہم زیادہ مخصوص نہیں ہوتے لیکن اس اصطلاح کو ہم نوجوانان اور ۱۲ سے ۱۵ سال کی عمر کے لوگوں سے تبدیل کر دیتے ہیں۔ بلوغت کے دور کی اس تعلیم کی اہمیت کے بارے میں سوچیں اور فیصلہ کریں کہ مندرجہ ذیل میں سے کون سے جملے درست ہیں:

_____ اگر بچپن میں مناسب تعلیم و تربیت نہ ملی ہو تو بھی ان چند سالوں کے دوران کی مناسب پرورش بچپن میں سیکھی گئی ناپسندیدہ عادتوں کو سدھارنے میں مدد کرسکتی ہے۔

_____ صرف وہی افراد جنہیں بچپن میں روحانی تربیت ملی ہو اپنی بھرپور صلاحیتوں کو ترقی دے سکتے ہیں۔

_____ آغاز شباب کے دوران مناسب توجہ اور دیکھ بھال نہ کی جائے تو کوئی فرد آسانی سے گمراہ ہوسکتا ہے، اگرچہ پورے بچپن کے دوران اس لڑکے یا لڑکی کو اخلاقی اور روحانی تعلیم کیوں نہ ملی ہو۔

_____ نوجوانی کے دوران افراد اس بات کے لئے سب سے زیادہ تیار ہوتے ہیں کہ وہ یا تو یکجہتی پیدا کرنے والی قوتوں کے ساتھ ناطہ جوڑیں یا سماجی توڑ پھوڑ کی قوتوں کے دھارے کے ساتھ ہولیں۔

## حصہ 4:

آغازِ شباب کے دوران آگاہی بڑھانے کے عمل کو دو مخالف سمتوں میں سے ایک کی طرف موڑا جاسکتا ہے۔ ان میں سے ایک رضائے الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے اور ایثارِ ذات کے ساتھ نوع بشر کی خدمت کی طرف لے جاتی ہے اور دوسری خود پرستی اور نفسانی خواہشات کی قید کی جانب۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:

**ہر مخلوق شئے کی انفرادیت حکمت الٰہیہ پر مبنی ہے کیونکہ خدا کی تخلیق میں کوئی خامی نہیں۔ تاہم، شخصیت میں دوام کا کوئی عنصر موجود نہیں ہے۔ انسان میں ایک حد تک تبدیل ہوسکنے کی خوبی موجود ہے جسے کسی بھی سمت موڑا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ قابلِ ستائش خوبیاں اپناتا ہے تو یہ آدمی کی انفرادیت کو تقویت پہنچاتی ہیں اور اس کی مخفی قوتوں کو سامنے لاتی ہیں؛ لیکن اگر وہ خامیاں اپناتا ہے تو اس کی انفرادیت کا حسن اور اس کی سادگی اُس کے پاس سے جاتی رہے گی اور اس کی خداداد خصوصیات نفس کے بدبودار ماحول میں مرجھا جائیں گی۔**(4)

ہم ایک ایسے زمانے میں موجود ہیں جب ایک جارح مادی ثقافت سماج کی ہر سطح میں غالب ہوتی چلی آ رہی ہے۔اپنی ذات کے بارے میں ضرورت سے زیادہ حدتک بڑھی ہوئی فکرمندی جو ہر چیز پر چھائی ہوئی اس ثقافت کی تاروپود میں پروئی ہوئی ہے، اس وقت ہمارے سامنے متعدد للکاریں پیش کرتی ہے جب ہم نوجوانوں کی صلاحیتوں کو ترقی دینے میں ان کی مدد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ نوجوانوں کی صلاحیتوں کو ظاہر کرنے کے لئے کی گئی انتہائی پُرخلوص کوششیں بھی ایک ایسے معیار کے منفی اثرات سے متاثر ہوسکتی ہیں جو بنیادی طور پر انفرادیت پرور ہے۔مسئلہ بڑا پیچیدہ ہے۔موجودہ دنیاوی نظام ایسا ہے جس نے ایک بہت بڑی تعداد سے یہ استقلال بھی چھین لیا ہے جو بامقصد زندگی گزارنے کے لیے درکار ہوتا ہے؛ پس خوداعتمادی ایک ایسا موضوع ہے جس پر گفتگو ضروری ہے۔ یہ لوگوں کے اعلیٰ مقصد کو اور کسی شخص کے نیک تمناؤں کے جائز حصول کے فکر کو بھی دھندلا دیتا ہے۔ یہ نظام عوام الناس کو روح کی زندگی سے ہی بیگانہ کر دیتا ہے؛ اس لئے اپنی حقیقی قوتوں اور صلاحیتوں کو پہچاننے پر توجہ دینا جواز رکھتا ہے۔تاہم ضروری نہیں کہ ایسے پروگرام جو خودی پر زور دیتے ہیں وہ اس صورتحال کا علاج بھی ہوں۔ ہوتا اکثر یہ ہے کہ اپنے آپ کو سمجھنے اپنے بارے علم حاصل کرنے اور انا کی تسکین کرنے کے نام پر ایسے پروگرام فرد کے اندر رومانوی احساس پیدا کر دیتے ہیں اور اُس کی انا کو پُرجوش بنا دیتے ہیں۔ ہمارے لئے للکار یہ ہے کہ جوانوں میں حقیقی روحانی میلانات کو پروان چڑھایا جائے تاکہ ان کے کومل دل جمال اعظم کی کشش سے جھومیں اور انسانیت کی بے غرض خدمت کے اعلیٰ آئیڈیل کی طرف متوجہ ہوں۔لازم ہے کہ ہم ان کی زندگیوں کے اس تعمیری مرحلے میں اہلیتوں اور قابلیتوں کی ترقی کے کام کو اس طرح سے آگے بڑھائیں کہ نفسِ امارہ غلبہ نہ پا سکے۔اس للکار کی نوعیت کو معلوم کرنے کے سلسلے میں آپ سے کہا جا رہا ہے کہ آئندہ چند حصوں میں آثار مقدسہ سے چند حوالوں کا مطالعہ کریں اور ان پر غور وفکر کریں۔ یہ اقتباسات نفس کا حوالہ دیتے ہیں۔فی الحال آپ اپنے گروپ کے ساتھ فقرے ''نفس امارہ غلبہ پالے'' کے مطلب پر گفتگو کرنا سودمند پائیں گے۔کوئی فرد کس طرح یہ یقینی بنا سکتا ہے کہ کہیں خدمت وہ میدان نہ بن جائے جہاں نفس کو اولیت مل جاتی ہو؟

## حصہ 5:

نیچے اقتباسات کا پہلا سیٹ ہماری انفرادیت کے ان پہلوؤں سے متعلق ہے جو خدا کو مقبول ہیں اور جنہیں پروان چڑھانا چاہیئے۔

**''اے میرے بندو! اگر تم یہ سمجھ سکتے کہ میں نے اپنے جود وفضل کے کتنے عجائب تمہارے نفوس میں ودیعت کر دیئے ہیں تو تم فی الحقیقت تمام اشیاء سے منقطع ہو جاتے اور اپنے نفس کی معرفت حاصل کرتے۔ یہ وہ معرفت ہے جو میری ہستی کی معرفت پانے کے مماثل ہے۔اس طرح تم اپنے آپ کو میرے سوا سب سے آزاد پاؤ گے اور تم اپنی ظاہری اور باطنی آنکھ سے میرے اسمِ ابہاء کی مانند روشن وعیاں کرو گے۔میری محبت وشفقت وعنایت کے سمندر اپنے اندر مواج دیکھو گے۔''**(5)

**''تیری عظمت وجلال سے وہ تمام تعریف وتوصیف بہت بعید ہے جس سے فانی انسان تیرا ذکر کرے یا تیرے ساتھ نسبت دے یا اُس حمد وثناء جس سے وہ تیری توصیف وتمجید کرے۔! تو نے اپنے بندوں پر اپنی عظمت وجلال بیان کرنے کا جو فرض عائد کیا ہے وہ ان پر تیرے فضل کی ایک علامت ہے تاکہ وہ اس طرح قابل بن سکیں کہ اُس مقام تک بلند ہوسکیں جو تو نے ان کے وجود کے اندر ودیعت کیا ہے یعنی اپنے نفوس کے عرفان کا مقام۔''**(6)

**''طرازِ اوّل اور تجلّی اوّل جس نے آسمانِ اُمّ الکتاب کے افق کو اپنی روشنی کا جلوہ دکھایا ہے یہ ہے کہ انسان اپنے نفس اور اپنی**

بلندی یا پستی، عزت یا ذلت اور محتاجی یا تونگری کے اسباب کو پہچانے۔'' (7)

''اے فرزندِ روح! میں نے تجھے غنی بنایا ہے، مُحتاج کیوں بنتا ہے۔ میں نے تجھے معزز بنایا ہے، ذلیل کیوں ہوتا ہے۔ میں نے تجھے اپنے جوہرِ علم سے ظاہر کیا ہے، میرے سوا اوروں سے کیوں علم طلب کرتا ہے؟ میں نے تجھے اپنی محبت کی مٹی سے گوندھا ہے، میرے سوا کسی اور سے کیوں دل لگاتا ہے؟ تو اپنی طرف دیکھے تو مجھے اپنے اندر قائم، قادر، مقتدر اور قیوم پائے گا۔'' (8)

درج ذیل جملوں کو مندرجہ بالا اقتباسات کو سامنے رکھ کر مکمل کریں:

الف۔ جب ہم یہ سمجھیں گے کہ خدا نے ہماری روحوں کو اپنے جود و فضل کے کتنے عجائب ہمارے نفوس میں ودیعت کر دیئے ہیں تو ہم ____ اور اپنے ____ کر لیں گے۔ ہم خود کو ____ ____ پائیں گے۔

ب۔ ہم خود کو ____ پاتے، اور ____ اپنی باطنی اور ظاہری آنکھ سے، ____

ج۔ ہم پر خدا عظمت و جلال بیان کرنے کا جو فرض عائد کیا گیا ہے وہ اُس کے فضل کی ایک علامت ہے تاکہ ہم اس طرح قابل بن سکیں ____

____

د۔ ہمیں خود اپنی ذات کو جاننا چاہیئے اور اس چیز کو پہچاننا چاہیئے جو ہمیں ____ یا ____، ____ یا ____، ____ یا ____ کے طرف لیجاتی ہے۔

ہ۔ ہمیں ____ اور ____ بنایا گیا ہے۔ ہمیں خدا نے اپنے جوہر ____ سے ظاہر کیا ہے، اور اپنی ____ کی مٹی سے اس نے ہمیں ____ ہے۔ وہ ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم اپنی طرف دیکھیں تاکہ ہم اسے ____ پاسکیں۔

اوپر دیئے گئے سب اقتباسات ہمارے حقیقی نفس کے حوالے سے ہیں اور اس کی نوعیت کو سمجھنے کی اہمیت بیان کرتے ہیں۔ بے شک ہمیں سمجھنا چاہیئے کہ اپنی ذات کی رفعت کے بارے میں ہمارا علم ہمیں تکبر (self-aggrandizement) کی طرف نہیں بلکہ خدا اور اس کے بندوں کے سامنے انکساری اختیار کرنے کی جانب لے جائے گا۔ اپنے حقیقی نفس کا عرفان درحقیقت ہماری اس بات میں مدد کرتا ہے کہ ہم انا کے خلاف لڑ سکیں۔ اپنے گروپ میں گفتگو کریں کہ ایسا کیسے ہوتا ہے۔

## حصہ 6:

اقتباسات کا دوسرا سیٹ اپنی ذات میں ہی مشغول رہنے کے عواقب کے بارے میں تحریروں پر مشتمل ہے:

''ہر ناقص نفس خود پرست ہوتا ہے اور صرف اپنے فائدے کا ہی سوچتا ہے۔''(9)

''لیکن اگر وہ ہوا و ہوس اور خود پرستی کا معمولی سا شائبہ بھی دکھائے گا، تو اس کی کوششیں رائیگاں جائیں گی اور وہ محروم و نا امید جائے گا۔''(10)

''بالخصوص تم اپنی ذات کو دھوکہ دینے سے نجات چاہتے ہو۔ یہ صفت جو کہ تکبر ہے دنیا میں بہت سارے اہم لوگوں کی تباہی کا باعث ہے۔ اگر آدمی تمام قابل ستائش خوبیوں کا مالک ہو لیکن انا پرست ہو، تو دوسری تمام خوبیاں اور اچھی صفات ختم ہو جائیں گی اور آگے چل کر وہ بدترین نقائص بن جائیں گی۔''(11)

''خود اپنی ذات کے لئے ہی مشغول رہنے سے، یہاں اور وہاں دونوں ہی جہانوں میں تمہیں جو کچھ ملے گا وہ مایوسی ہے۔ تعصب سے، احمقوں اور کم عقلوں پر اعتماد کرنے سے تم صرف حقارت اور مصیبت کی فصل کاٹ سکو گے۔''(12)

''آج دنیا کے تمام لوگ اپنے ہی ذاتی فائدے کے لئے مشغول اور اپنی مادی مفادات کے لئے انتہائی کوشاں نظر آتے ہیں۔ وہ اپنی ذات کی پرستش میں لگے ہوئے ہیں نہ کہ ملکوتی حقیقت کے اور نہ ہی عالمِ انسانی کے۔''(13)

''یہ امتحانات، جیسا کہ تم نے تحریر کیا ہے دل کے آئینے سے انا کے دھبوں کو مٹاتے ہیں تاکہ شمسِ حقیقت اس پر اپنی کرنیں ڈال سکے؛ کیونکہ انا سے بڑھ کر رکاوٹ بننے والا کوئی اور پردہ نہیں، اور خواہ یہ پردہ کتنا ہی باریک کیوں نہ ہو آخر کار یہ آدمی کو پوری طرح ڈھانپ لے گا اور دائمی فیض سے اس کے حصے سے اسے محروم کر دے گا۔''(14)

''دیکھو آفتاب کس طرح سے کُل مخلوق پر چمکتا ہے، لیکن صرف وہی سطحیں جو پاک اور شفاف ہیں اس کی شان اور روشنی کو منعکس کر سکتی ہیں۔ تاریک ہو گئے نفس کا حقیقت کی شاندار چمک دمک کے اظہار میں کوئی حصہ نہیں ہوتا؛ نفس کی زمین، اس روشنی سے فائدہ اٹھانے کے قابل نہ ہونے کی وجہ سے کچھ پیدا نہیں کرتی۔''(15)

''کس قدر پست ہے وہ نفس جو اس تاریکی میں مزے اُٹھاتا ہے یعنی اپنے آپ میں مگن رہنے، نفس و ہوا کا قیدی بننے، اس مادی دنیا کے کیچڑ میں لوٹ پوٹ ہونے میں۔''(16)

''خودغرضی''، ''خود پسندی''، ''خود پرستی''، ''ذاتی مفادات کے لئے مشغول رہنا''، اور ''نفس و ہوا کا قیدی ہونا''، دراصل ہماری انفرادیت کے منفی پہلوؤں کا ماحول پیدا کرتا ہے۔ اوپر دیئے گئے اقتباسات کی روشنی میں دو تین جملے لکھیں جو یہ بیان کرتے ہوں کہ خود میں مصروف رہنا کس طرح روحانی نشوونما کو روکتا ہے:

## حصہ 7:

اقتباسات کا تیسرا سیٹ آثار مقدسہ میں پائی جانے والی ایسی ہدایات کی نشاندہی کرتا ہے جو یہ سمجھاتی ہیں کہ نفسِ امارہ پر کیسے قابو پایا جا سکتا ہے:

''اس زمانے میں ملکوتِ ابہیٰ کی تائیدات ان کے ساتھ ہیں جو اپنا انکار کر دیتے ہیں، اپنی آراء کو بھول جاتے ہیں، شخصیتوں سے جان چھڑا لیتے ہیں اور دوسروں کی فلاح و بہبود کا سوچتے ہیں۔ جس کسی نے بھی خود کو کھو دیا اس نے کائنات اور اس کے باشندوں کو پا لیا۔ جو کوئی بھی خود اپنے آپ میں مصروف ہے وہ غفلت اور مایوسی کے صحرا میں بھٹک رہا ہے۔ خود پر قابو پانے کی ''شاہ کلید'' خود کو بھول جانا ہے۔ زندگی کے محل کی شاہراہ انقطاع کے میدان سے ہو کر گزرتی ہے۔'' (17)

''اس نے ہم میں اشیا کی حقیقت میں داخل ہونے کی صلاحیت ودیعت کی ہے، لیکن ہمیں خود فراموش ہونا ہی ہوگا، ہمیں پاکیزہ جذبہ اور پاکیزہ ارادہ اپنانا ہی ہوگا اور جب تک اس انسانی دنیا میں ہیں دل و جان لگا کر دائمی جلال حاصل کرنے کی تگ و دو کرنی ہی ہوگی۔'' (18)

''پس لازم ہے کہ نفسِ شیطانی کے پردوں کو عشق کی آگ میں جھونک دیا جائے، تا کہ روح پاکیزہ اور صاف ہو سکے اور اس طرح وہ اُس ہستی کے مقام کو سمجھ سکے کہ اگر وہ نہ ہوتی تو دنیا کو پیدا ہی نہ کیا جاتا۔'' (19)

''اپنے بارے میں تمام خیالات کو ترک کر دو، اور صرف رضائے الٰہی کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنے کی جد و جہد کرو۔ صرف اسی طرح ہم خدا کی بادشاہت کے شہری بنیں گے، اور ابدی زندگی پائیں گے۔'' (20)

''تم انا سے مکمل بیزاری کے لئے جو کچھ کر سکتے ہو وہ سب کرو اور خود کو اس پُرنور چہرے سے وابستہ کر لو۔ اور ایک بار جب تم عبودیت کی ایسی بلندیوں تک پہنچ جاؤ تو اپنے سائے تلے تمام مخلوقات کو مجتمع پاؤ گے۔ یہی بیحد فضل ہے ۔ یہی سلطنتِ اعظم ہے۔ یہی ایسی زندگی ہے جس کی انتہا نہیں۔ اس کے علاوہ ہر شے آخر کار خسرانِ مبین اور عذابِ عظیم ہے۔'' (21)

''اس لئے، اے دوست، خود کو تیاگ دے تا کہ تو اُس بے مثال کو پا سکے، اس فانی دھرتی سے گزر جا، تا کہ تو آسمانی نشیمن میں ایک گھر تلاش کر سکے۔ اگر تو آتشِ وجود کو روشن کرنا چاہتا ہے اور عشق کی راہ کے لائق ہونا چاہتا ہے تو نیستی اختیار کر۔'' (22)

''آئیں ہم اپنے بارے میں سب تفکرات سے نظر ہٹالیں، زمین کی سب چیزوں سے آنکھیں بند کرلیں، نہ تو اپنے دکھوں کا ذکر کریں اور نہ ہی ظلم کی شکایت کریں۔ بلکہ آئیں ہم خود کو فراموش کرلیں، اور آسمانی رحمت کی شراب پیتے ہوئے اپنی مسرت کا اعلان کریں اور جمالِ ابہیٰ میں فنا ہو جائیں۔'' (23)

**''اے اہل عالم! اپنے نفس کی ترغیبات کی پیروی نہ کرو کیونکہ وہ اصرار کے ساتھ بدی اور فحاشی کی دعوت دیتا ہے۔ بلکہ تم تمام مخلوق کے خالق کی پیروی کرو جو تمہیں نیکی عیاں کرنے اور خوفِ خدا ظاہر کرنے کا حکم دیتا ہے۔''** (24)

اوپر بیان کی گئی عبارات میں موجود رویے بہت سے موجودہ معاشروں کی مروج خصوصیات کے بالکل برعکس ہیں مثلاً خود پرستی، اور ذاتی تسکین کا غلبہ۔ ان عبارات سے چند ایسے رویوں کی شناخت کریں جو ہمیں اپنے نفس کے بارے میں اپنانا چاہیے۔ آپ کی مدد کے لئے دو مثالیں دی جارہی ہیں:

ہمیں خود کو تیاگ دینا، اپنے سب خیالات کو بھلا دینا، شخصیات سے جان چھڑا لینا اور دوسروں کی فلاح و بہبود کے لئے سوچنا سیکھنا چاہیئے۔

ہمیں اپنے نفس کا انکار کرنا سیکھنا چاہیئے۔

ہمیں خودفراموشی سیکھنا چاہیئے۔

ہمیں ______________________________

______________________________ سیکھنا چاہیئے۔

ہمیں ______________________________

______________________________ سیکھنا چاہیئے۔

ہمیں ______________________________

______________________________ سیکھنا چاہیئے۔

ہمیں ______________________________

______________________________ سیکھنا چاہیئے۔

ہمیں ______________________________________________________________________

______________________________________________________________ سیکھنا چاہیئے۔

ہمیں ______________________________________________________________________

______________________________________________________________ سیکھنا چاہیئے۔

اپنے گروپ میں گفتگو کریں کہ آپ نے جن رویوں کی شناخت کی ہے وہ کس طرح ایک نیک شخص کی ترقی میں مدد کرتے ہیں اور خدمت کے کاموں کو قوت سے مزیّن کرتے ہیں۔

## حصہ: 8

آخر میں حضرت عبدالبہاء کے درج ذیل کلمات ہمیں یاددہانی کراتے ہیں کہ نفس کی قربانی اور سماج کی کایا پلٹ کے لئے اپنا حصہ ادا کرنے کی اہلیت کے درمیان ایک ایسا رشتہ ہے جو کہ باہمی ہے۔

**''لوگوں کی اکثریت نفس و ہویٰ اور دنیاوی خواہشات میں مشغول ہے، اس پست دنیا کے سمندر میں غرق اور عالم فطرت کی اسیر ہے، بجز ان نفوس کے جنہیں اس مادی دنیا کی زنجیروں اور بیڑیوں سے آزادی دلائی گئی ہے اور تیزی سے اڑتے ہوئے پرندوں کی طرح، اس ملکوتِ لامکان میں محوِ پرواز ہیں۔ وہ بیدار اور چوکنے ہیں، وہ عالمِ فطرت کے پردوں سے دوری اختیار کرتے ہیں، ان کی اعلیٰ ترین خواہش اس بات پر مرکوز ہے کہ انسانوں کے درمیان سے جہد بقا نہ رہے، روحانیت اور عامِ بالا کا عشق جلوہ نما ہو، قوموں کے درمیان انتہائی مہر و مروت ہو، ادیان کے مابین ایک پُرمحبت اور قریبی تعلق قائم ہو اور ایثارِ ذات کی مثال پر عمل کیا جائے۔ تب عالم انسانی ملکوتِ الٰہیٰ میں تبدیل ہوجائے گی۔''** (25)

**''اے خدائی فوج! آج اس دنیا میں ہر قوم خود اپنے ہی صحرا میں بھٹک رہی ہے، اپنے ہویٰ وہوس کی پکار کے مطابق اِدھر اُدھر پھر رہی ہے، اپنے وہموں اور گمانوں کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ دھرتی پر موجود تمام جم غفیر میں سے صرف اسمِ اعظم کی یہ جماعت ہی انسانی منصوبوں سے پاک وصاف ہے اور کسی ذاتی غرض کی ترویج کا مقصد نہیں رکھتی۔ ان سب کے درمیان تنہا اس جماعت نے خالص نیت کے ساتھ، تعلیماتِ الٰہیہ کی پیروی کرتے ہوئے قیام کیا ہے اور صرف ایک مقصد کے حصول کے لئے محنت وسعی کررہی ہے کہ روئے زمین کو بہشتِ بریں بنادے اس جہانِ ناسوت کو ملکوت کا ایک آئینہ بنادے، اس دنیا کو ایک اور دنیا میں تبدیل کردے اور نوعِ بشر کے لئے نیکی کی راہ اور ایک نئی طرز زندگی اپنانے کا موجب بنے۔''** (26)

اے خدا کے پیارو! اس دورِ بہائی میں خدا کا امر خالص روحانیت ہے۔ امر اللہ کا تعلق مادی دنیا سے نہیں ہے، یہ نہ تو تنازعات کے لئے آیا ہے اور نہ جنگ کے لئے، نہ شرارت وشرمندگی کے اعمال کے لئے۔ یہ نہ ہی دوسرے

ادیان کے ساتھ جھگڑنے کے لئے ہے اور نہ ہی اقوام کے ساتھ تصادم کے لئے۔ اس کی واحد فوج محبت اللہ ہے، اس کی واحد خوشی عرفانِ الٰہی کی شراب ہے اور اس کی تنہا جنگ حقیقت کی وضاحت ہے۔ اس کا واحد جہاد نفسِ امّارہ اور انسانی دل کی بدطینت خواہشات کے خلاف ہے۔ اس کی فتح اطاعت گزاری اور تسلیم و رضا میں ہے اور ایثار و قربانی اس کی دائمی عظمت ہے۔(27)

اوپر دی گئی عبارات ان لوگوں کی چند امتیازی صفات بیان کرتی ہیں جنہیں حضرت عبدالبہاء ''خدائی فوج'' کے سپاہی تصور کرتے ہیں، اور جنہیں آپ ''خدا کے پیارے'' کہہ کر خطاب کرتے ہیں، اور جنہیں ''اس مادی دنیا کی زنجیروں اور بیڑیوں سے آزادی دلائی گئی ہے۔'' نیچے دیئے گئے جملوں کو مکمل کرتے ہوئے آپ ان امتیازات پر غور و فکر کریں۔

الف۔ سب لوگ ___________ اور ___________ میں مشغول ہیں، اس ___________ سمندر میں غرق اور ___________ کے اسیر ہیں۔

ب۔ بجز ان نفوس کے جنہیں اس مادی دنیا کی زنجیروں اور بیڑیوں سے آزادی دلائی گئی ہے اور، تیزی سے اڑتے ہوئے پرندوں کی طرح، اس ملکوت لامکان میں محوِ پرواز ہیں ___________ ہیں، وہ ___________ سے دوری اختیار کرتے ہیں، ان کی اعلیٰ ترین خواہش اس بات پر مرکوز ہے کہ ___________، ___________ اور ___________، قوموں کے درمیان ___________ ہو، دینوں کے مابین ___________ ہو اور ___________ پر عمل کیا جائے۔

ج۔ آج اس دنیا میں ہر قوم ___________ ہے، ___________ چل رہی ہے، اپنے ___________ لگی ہوئی ہے۔

د۔ صرف اسمِ اعظم کی یہ جماعت ہی ___________ ہے اور کسی ذاتی غرض کی ___________ نہیں ہے۔

ان سب کے درمیان تنہا اس جماعت نے ___________ کے ساتھ، ___________ کی پیروی کرتے ہوئے قیام کیا ہے اور صرف

________ کے لئے محنت وسعی کر رہی ہے کہ ________ بنادے اس ________ کو ________

بنادے، ________ کو ________ میں تبدیل کردے اور نوعِ بشر کے لئے ________ کا موجب۔

ہ۔ خدا کا امر ________ روحانیت ہے۔ امر اللہ کا تعلق ________ سے نہیں ہے۔

اس کی واحد فوج ________ ہے، اس کی واحد خوشی ________ ہے، اس کی تنہا

جنگ ________ ہے، اس کا واحد جہاد ________ اور

________ کے خلاف ہے۔ اس کی فتح ________ اور

________ میں ہے، اور ایثار وقربانی ________ ہے۔

## حصہ 9:

آپ حضرت بہاء اللہ کی تحریر کردہ مناجات میں سے درجِ ذیل اقتباسات حفظ کرنا پسند کریں گے:

**''اے میرے خدا! ان کے دل میں، اس کے روبرو اپنی بیچارگی کا احساس جگا جو تیری ذات کا مظہر ہے، اور انہیں تیرے غنا اور ثروت کی گوناں گوں نشانیوں کے سامنے خود اپنی فطری غربت کی شناخت کرنا سکھا، تا کہ وہ تیرے امر کے گرد اکٹھے ہو سکیں، اور تیری رحمت کے دامن کو تھامے رہیں، اور تیرے ارادے کی خوشنودی کی رسی کو پکڑے رہیں۔''** (28)

**''پس اے میرے خدا! اپنے بندوں کو نفس اور خواہشات کی پوشاک سے آزاد کردے یا اپنے لوگوں کو اس قابل بنا کہ ان کی نظریں اسی بلندیوں تک اٹھائی جاسکیں کہ وہ اس بات کی تمیز کرسکیں کہ ان کی خواہشات میں تیری ابدی شان کی نسائم سے پیدا ہونے والی ہلچل کے سوا اور کچھ نہ ہو، اور وہ اپنے وجود میں خود تیرے وجود رحمٰن کی شناخت کرسکیں، تا کہ یہ دھرتی اور اس پر موجود ہر شئے کو ہر اس شئے سے پاک کیا جاسکے جو تیری نہیں، یا جو چیز تیرے سوا کسی اور چیز کو ظاہر کرتی ہے۔''** (29)

## حصہ 10:

جیسے جیسے نوجوانوں کی تربیت میں ان کی مدد کرنے کے سلسلے میں آپ کی دلچسپی بڑھتی جائے گی، آپ بہت سارے نظریات سے متعارف ہوتے جائیں گے جو آغاز شباب کو بیان کرتے ہیں۔ ایک لفظ جسکا آپ کو بار بار سامنا کرنا ہوگا وہ ہے بحران (crisis)۔ مثلاً فرد کی شناخت، ادراک، جذبات، والدین کے ساتھ تعلقات، مقتدروں کے ساتھ باہمی عمل وغیرہ وغیرہ سے متعلق بحران۔ آپ کے لئے ان نظریات کا تنقیدی جائزہ لینا ضروری ہوگا تا کہ کہیں آپ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ کسی نہ کسی بحران کا ہونا ہر نوجوان کے لئے ایک ضروری صورتحال ہے۔ کیا درحقیقت یہ ضروری ہے کہ ہر بالغ ہوتا ہوا فرد کسی نہ کسی طرح کے بحران سے گزرے؟ کیا تاریخ کے تمام ادوار میں نوجوان اس طرح کے بحرانوں میں مبتلا رہے ہیں، اور آج

بھی کیا ہر معاشرے اور ثقافت میں انہیں اس سے گزرنا پڑتا ہے؟

ان سوالوں کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہوئے، آپ کے لئے آگاہ رہنا ضروری ہوگا کہ جواں سال لوگوں کے بارے میں کئے گئے اکثر و بیشتر رائج مطالعے ایسے حدودِ کار کے اندر کئے جاتے ہیں جو فرد کی خودی پر، آسودگی پر، جسمانی ساخت کی تبدیلیوں پر، جنسی آگاہی پر، اور مادی کامیابیوں پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ اکثر مطالعات انسانی روح کی خداداد خصوصیات کو نظر انداز کرتے ہوئے بہت زیادہ توجہ طبقاتی، نسلی اور جنسی شناخت پر مرکوز کرتے ہیں۔ ان مطالعات سے آپ جو بصیرت حاصل کریں گے ان میں سے چند یقیناً آپ کی اس بات میں مدد کریں گے کہ آپ ان نوجوانوں کے گروپ کو سمجھ سکیں جن کی مدد آپ کرنے کی امید کرتے ہیں۔ لیکن آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ آپ ان افراد کی روحانی شناخت کو اجاگر کرنے میں اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو ''ایک ہمیشہ ترقی پذیر تہذیب وتمدن کو پیشرفت'' دیں گے اور ''اتحاد کے معمار'' اور ''انصاف کے علمبردار'' بنیں گے۔ آپ کا مقصد یہ نہیں کہ یہ جواں سال لوگ کسی طرح ایک ایسے بکھرتے ہوئے معاشرے کے مسلمات کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے کے قابل ہو جائیں جس کے مادہ پرستانہ نقطہ ہائے نظر روحانی احساسات کو برباد کر دیتے ہیں۔

نوجوانوں کے گروپوں کے اینی میٹر کی حیثیت سے کام کرنے کی اپنی کوششوں میں آپ کے لئے یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہوگا کہ جواں سال لوگوں کو دوسرے جس انداز میں دیکھتے ہیں اس کا ان پر بہت گہرا اثر ہوتا ہے۔ پس عام طور پر معاشرے میں آغازِ بلوغت کی جو تاریک تصویر موجود ہے وہ ایسے حالات پیدا کرنے میں بڑی مدد دیتی ہیں جو ایک نا قابل قبول سماجی حقیقت کے ابھرنے کے لئے سازگار ہوں۔ مثال کے طور پر سیگمنڈ فرائڈ (Sigmund Freud) کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے آغاز شباب کو ایک عارضی ذہنی بیماری قرار دیا ہے، اور اینا فرائڈ نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ آغازِ شباب کے دوران ذہنی یا جذباتی بگاڑ سے بچا رہنا بذات خود ایک ذہنی بگاڑ ہے۔ یقیناً کئی ایسے ماہرین تعلیم بھی ہیں جنہوں نے آغاز شباب کا ذکر مثبت انداز میں کیا ہے، لیکن ان کے خیالات اس موضوع گفتگو پر حاوی نہیں ہیں۔ والدین اور استاد دونوں ہی کے ذہنوں میں ان کا جو ایک جیسا تصور قائم ہے وہ بغاوت، نامعقولیت اور غیر سنجیدگی کا ہے۔ ہم سوال کر سکتے ہیں کہ ایک ایسا معاشرہ جس کی رگوں میں نوجوانوں کے بارے میں اس طرح کے تصورات گردش کرتے ہوں نوجوانوں کی اس قسم کے جوان بننے میں کیونکر مدد فراہم کر سکتا ہے جس کا ذکر اس کتاب کے یونٹ نمبر ایک میں کیا گیا ہے؟

## حصہ 11:

مندرجہ بالا بحث کے پیشِ نظر ہم آپ کو تجویز کرنا چاہیں گے کہ آپ مندرجہ ذیل موقف اختیار کریں: جب بھی نوجوانوں کا کوئی گروپ ناپسندیدہ رویہ اختیار کرتا ہے اس سے بڑھ کر جو قدرتی طور پر بحران اور فتح کے یکے بعد دیگرے مراحل سے پیدا ہوتا ہے اور معمول کی نشوونما کے عمل کی خصوصیت ہوتا ہے، اس کی وجوہات کو سماجی ماحول میں تلاش کیا جانا چاہیئے، شاید ان واضح تضادات میں جو نوجوان بیدار ذہن بالغوں کی زندگیوں میں دریافت کرتے ہیں۔ جن پر پہلے غیر مشروط طور پر بھروسہ کیا جا سکتا تھا یا بالغ افراد کی ایسے فرد کی دانشمندی کو پہچاننے میں ناکامی پر جو بچپن کی عادات کو ترک کرنے کے لیے کر رہا ہو۔

یہ موقف یقیناً یہ نہیں کہتا کہ نوجوانوں کے رویے میں جذباتیت یا بغاوت بالکل ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ کہا یہ جا رہا ہے کہ اکثر و بیشتر سماجی ماحول اور بالغوں کا سلوک اس عمر میں نظر آنے والے بہت سارے منفی انداز کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ آپ کی یہ خواہش ہوسکتی ہے کہ اس دعوے کے مطالب کو دریافت

کرنے کی خاطر اپنے گروپ میں درج ذیل بیانات کی صحت پر گفتگو کریں اور چند دوسرے بیانات بھی تیار کریں جو اس خیال کی مزید تشریح کر سکیں۔

☆ نوجوان ان بالغوں کے خلاف بغاوت کرتے ہیں جو انہیں ایسے معیارات کی پیروی کرنے کو کہیں جن کی وہ خود پیروی نہ کرتے ہوں۔

☆ وہ ایسی ہدایات کے باغی نظر آتے ہیں جس کا اظہار اخلاقی لہجے میں ہوتا ہے۔

☆ وہ اس وقت غیر سنجیدہ ہو جاتے ہیں جب دنیا انہیں محض سطحی سرگرمیوں کے علاوہ کچھ نہیں دیتی یعنی ایسی سرگرمیاں جوان کی ذہانت سے متعلق صلاحیتوں کی ترقی کو روکتی ہیں۔

☆ وہ اس وقت نظم و ضبط کی توہین کا مظاہرہ کرتے ہیں جب بالغ افراد ان پر سخت قواعد و ضوابط نافذ کرتے ہیں، خاص کر اگر بچپن میں انہیں بے روک آزادی ملی ہو۔

☆ وہ اس وقت جذباتی نظر آتے ہیں جب ان کے آس پاس کے بالغ افراد کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اُن کی کس طرح مدد کریں کہ وہ اپنے فیصلوں کے نتائج کے بارے میں غور کر سکیں۔

☆ جب انہیں سماج کی بے لوث خدمت کرنے کی اہمیت کی بجائے خود انکی اپنی ذات کی اہمیت کے بارے میں سکھایا جاتا ہے تو وہ مغرور ہو جاتے ہیں۔

☆ اشتہارات جب مستقل طور پر انہیں ترغیب دیتے ہیں کہ وہ اپنی جسمانی خواہشات کی تسکین کریں تو وہ اپنے آپ میں مگن (self indulgent) ہو جاتے ہیں۔

## حصہ 12:

بیت العدل اعظم ایک ''بے لگام چھوٹ دینے والے معاشرے'' (permissive society) کی ''لا پروائی اور بدچلنی'' اور اس ضرورت کے بارے میں بات کرتے ہیں کہ جوانوں کو اس کے اثر کے خلاف اپنی حفاظت کرنی چاہیئے:

**''۔۔۔جب یہ مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ بہائی خاص کر بہائی جوان اس بے لگام چھوٹ دینے والے معاشرے کی لاپروائی اور بدچلنی کے خلاف ڈٹ کر کھڑے ہیں، کہ چال چلن کے وہ اعلیٰ معیارات جنہیں سر بلند رکھنے کی سعی کرتے ہیں ان کی جڑیں روحانی اصولوں میں مضبوط گڑی ہیں، انہیں اعتماد، عزت نفس اور حقیقی خوشی دے رہی ہیں تو اس سے امراللہ کو بہت زیادہ فائدہ حاصل ہو گا اور دوسری طرف امراللہ کو عظیم نقصان پہنچے گا اگر پیرو کار اس طوفان کی لپیٹ میں آجائیں گے۔''** (30)

درج ذیل بیان میں ولی عزیز ہمیں اس طرح کے معاشرے اور یہ جس طرح ہم پر اثر انداز ہوتا ہے کے بارے میں ایک گہری بصیرت پیش کرتے ہیں۔

''درحقیقت سماج میں آج جو برائیاں بے لگام ہیں اُن کی سب سے بڑی وجہ روحانیت کی کمی ہے۔ ہمارے زمانے کی مادیت پرست تمدن نے نوعِ بشر کی صلاحیتوں اور دلچسپیوں پر اِس حد تک قبضہ جمالیا ہے کہ اب عام طور پر لوگ اپنی روزمرہ کے مادی وجود کی قوتوں اور حالات سے بڑھ کر سوچنے کی ضرورت کو محسوس ہی نہیں کرتے۔ ایسی چیزوں کی کافی مانگ ہی موجود نہیں جنہیں ہم روحانی کہہ سکیں تاکہ انہیں ہماری جسمانی وجود کی ضرورتوں اور احتیاجات سے الگ کر کے دیکھا جا سکے۔ (31)

اخلاقی زوال کی کئی علامات ہیں جن کی نشاندہی ولی عزیز کرتے ہیں جب وہ آج کے معاشرے میں کام کرنے والی تخریبی قوتوں کو بیان کرتے ہیں۔ آپ اپنے مراسلات میں جن حالات کو نمایاں کرتے ہیں ان میں یہ بھی شامل ہیں: شادی کے بارے میں غیر ذمہ دارانہ رویہ اور اس کے نتیجے میں طلاق کا بڑھتا ہوا سیلاب، خاندان کی یکجہتی کا کمزور پڑنا اور والدین کی گرفت میں نمایاں اور روز افزوں کمزوری کا آنا، بے حقیقت دنیاوی اشیا، دولت اور عیش و عشرت کے لئے سرگرم بھاگ دوڑ، عیاشی کی طرف مائل مصروفیات میں مبتلا ہو جانا؛ فن و موسیقی کی پستی؛ لٹریچر اور صحافت کے معیار میں بگاڑ؛ نسلی دشمنی اور وطن پرستانہ تکبر۔ اگرچہ ان بیماریوں کے اثرات سے کوئی بھی محفوظ نہیں لیکن یہ نوجوانوں کو ایک مخصوص انداز میں متاثر کرتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب والدین میں طلاق ہوتی ہے تو چھوٹے بچے گہرا صدمہ محسوس کرتے ہیں اور وہ ایک متحد گھرانے کی حفاظت اور تحفظ کی آرزو کرتے ہیں۔ لیکن جب والدین کا رشتہ ٹوٹتا ہے تو نوجوانوں کے طور پر فرد ایک احساس قصور، غصہ، شرمندگی، اور بے عزتی کے جذبات سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ اس کے لئے اپنے والدین کو ذمہ دار سمجھتے ہیں لیکن خود کو بھی اس خاندانی بدقسمتی کے لئے قصوروار ٹھہرانے سے باز نہیں رکھ سکتے۔ ان کے ذہنوں میں شادی بیاہ اور گھرانے کی زندگی کے بارے میں شکوک کے بیج بو دیے جاتے ہیں، اور جب وہ اپنے اردگرد معاشرے میں طلاق کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو دیکھتے ہیں تو ان کی مایوسی کو اور بھی تقویت ملتی ہے۔

ا۔ اوپر جن سماجی حالات کی شناخت کی گئی ہے ان میں سے بعض حقیقت کے متعلق نوجوانوں کی سوچ کو کس طرح متاثر کر سکتے ہیں اس بارے میں غور فکر کرنا آپ سودمند پا سکتے ہے مثلاً وہ اپنے بارے میں جس انداز میں سوچتے ہیں، زندگی کے بارے میں انکے نظریات، انکے احساسات اور جذبات، ان کی یہ اہلیت کہ وہ درست اور غلط میں فرق کر سکیں، دوسروں کے بارے میں ان کا رویہ، اور معاشرے کے اداروں پر ان کا اعتماد۔ مختلف مذکورہ حالات جن کو نیچے بیان کیا گیا ہے۔ اس بارے میں اپنے خیالات نیچے خالی جگہ میں تحریر کریں:

الف۔ ایک بے لگام چھوٹ دینے والے معاشرے کی لاپروائی اور بدچلنی: ______

ب۔ خاندان کی یکجہتی کا کمزور پڑنا اور والدین کی گرفت میں بتدریج اور روز افزوں کمزوری کا آنا: ______

ج۔ بے حقیقت دنیاوی اشیا، دولت اور عیش و عشرت کے لئے سرگرم بھاگ دوڑ، عیش و عشرت میں مگن ہونا:

د۔فن وموسیقی کی پستی، ادب اور صحافت کے معیاروں کا بگاڑ کا آنا:___________________________

ہ۔ نسلی دشمنی اور وطن پرستانہ تکبر:

۲۔ جب آپ نوجوانوں کی زندگیوں پر ان حالات کے اثرات پر غور کرتے ہیں تو آپ کے دل و دماغ میں کیسے جذبات پیدا ہوتے ہیں؟ ایسے اثرات سے آگاہی ان کی جبلی صلاحیتوں کو ترقی دینے میں مدد کرنے کے سلسلے میں کس طرح آپ کی مدد کرتی ہے؟

## حصہ:13

انتشار پذیر دنیا کے منفی عناصر کی طرف توجہ دلانا کسی طرح بھی ان مثبت قوتوں سے انکار نہیں جو آج کے معاشرے میں کام کر رہی ہیں۔ کرنا یہ چاہیے کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ نوجوان مناسب سماجی قوتوں سے متاثر ہو رہے ہیں، اور ایک ایسا ماحول پیدا کیا جائے جس میں ان کی روحانی قوتوں کی پرورش کی جا سکے۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ انہیں سماج کے نقصاندہ عناصر سے بالکل الگ تھلگ کر دینے کی کوئی بھی کوشش بیکار ہے، انہیں اس قابل بنانے کی بھرپور کوشش کی جانی چاہیے کہ اس بات کا اندازہ لگا سکیں اور تجزیہ کر سکیں کہ ان کا ماحول ان کی سوچ اور احساسات کو کس طرح متاثر کرتا ہے۔ اس طرح کے تجزیہ کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ مختلف قسم کے پراپیگنڈوں پر خاص توجہ دیں، کیونکہ بیشتر معاشروں میں روز افزوں طور پر پروپیگنڈا ہی ہے جو نوجوانوں کے اقدار، رویہ اور نظریات کی تشکیل کر رہا ہے۔ اشتہار بازی کے بعض پہلوؤں کا مختصر سا جائزہ اس نکتہ کو واضح کرنے کے لئے کافی ہوگا۔

پراپیگنڈے کے پیچھے جو مادی قوتیں کارفرما ہوتی ہیں وہ حقیقت کو توڑ مروڑ دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر اشتہارات میں جو کامل لیکن ناقابل حصول خوبصورتی کی تصویریں دکھائی جاتی ہیں وہ نوجوانوں پر ایک ایسے وقت میں جب ان میں خود آگاہی کی سطح پہلے ہی بڑھی ہوئی ہوتی ہے عمل کرتی

ہے۔ایک سے زیادہ پیغامات میں لڑکیوں کا بنیادی کام مردوں کو متوجہ کرنا دکھایا جاتا ہے۔ بہت سی ثقافتوں میں مردانگی کو خالصتاً جسمانی قوت کے پیرائے میں بیان کرنے کا جو رجحان موجود ہے اسے بھی اشتہارات میں بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔ جو کچھ بھی کمزوری سمجھی جائے اسے بیدردی سے مسترد کر دیا جاتا ہے اور جارحانہ سلوک کی تشہیر کی جاتی ہے۔ دلچسپ بات تو یہ ہے کہ ایک خاص قسم کی کرختگی کو پسندیدہ بنا دیا جاتا ہے کہ لڑکیاں اسے اختیار کریں۔

اس بات میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ جواں سال لوگوں کے لئے جو اشتہارات پیش کئے جاتے ہیں ان کا بنیادی مقصد ایک عالمی ثقافت پیدا کرنا ہے جس کے ساتھ خود کو جوڑنے کی وہ آرزو کر سکیں۔اس ثقافت میں وہ ایک مشترکہ زبان بولنا سیکھیں گے، ایک ہی طرح سے سلوک کریں گے، اور سب سے بڑھ کر، مصنوعات کی ایک کبھی ختم نہ ہونے والا سلسلہ استعمال کریں گے۔مصنوعات سے بھی زیادہ فیصلہ کُن بات، یقیناً، نوجوانوں کو ایک ایسے نظامِ اقدار کی راہ پر گامزن کر دیا جاتا ہے جو ان کے لئے چیزوں کے استعمال کا ایک سلسلہ تشکیل دیتا ہے۔ یہ بات نوٹ کرنا دلچسپی سے خالی نہیں کہ خود اصطلاح ''ٹین ایجر'' (teenager) کو اس لئے خلق کیا گیا تھا کہ معاشرہ کے جس طبقے کی یہ عمر نمائندگی کرتی ہے اس میں موجود امکانات سے بھرپور مارکیٹ کا فائدہ اٹھایا جائے۔

اشتہارات جس طرح کی ثقافت پیدا کر رہے ہیں وہ بیدار ہوتی ہوئی خواہشات کے بھرپور استحصال کی خاطر جنسیت (sexuality) کو ٹین ایج شبابِ زندگی (teenage life) کا محور قرار دیتی ہے۔شربتوں جیسی مصنوعات کو، جنکا جنسیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، رومانوی تعلقات کے تصوراتی ماحول پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ذاتی کم مائیگی کے احساسات اور جسمانی بو، خراب جلد یا فیشن سے الگ لباس کی وجہ سے مسترد ہو جانے کے خوف کو پروان چڑھایا جاتا ہے تاکہ کاسمیٹک کی ایسی مصنوعات اور نت نئے اسٹائل کو متعارف کرایا جاسکے جو جنسی کشش اور حجاب سے آزادی کی ضمانت دیں۔حتیٰ کہ آٹو موبائیلز تک کے لئے ''ہاٹ''، ''ہینڈسم''، ''استعمال میں شہد جیسا'' جیسی اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں جن سب میں جنسی کشش ہوتی ہے۔گزشتہ دہائیوں کے دوران جوں جوں اخلاقی معیارات میں گراوٹ آتی گئی اشتہارات میں اخلاقی طور پر قابل اعتراض مواد کا بھی اضافہ ہوتا چلا گیا۔ بتدریج آپ دیکھ سکیں گے کہ چیزوں کا استعمال بڑھانے کی خاطر بذات خود انہیں جنسی افعال کی شکلیں دی جا رہی ہیں۔

نوجوانوں کے لیے عالمی منڈی (global teen market) میں برانڈ (brand) کا کردار خاص طور پر قابل ذکر ہے۔اس منڈی کے امکانات سے کس طرح فائدہ اٹھایا جائے اس بارے میں کئے گئے جائزے بتاتے ہیں کہ برانڈ کی علامت (brand icon) کی پرستش بے لگام صارفیت کا ایک قوی عنصر ہے۔ بظاہر برانڈ نوجوانی کی غیر یقینی دنیا میں ایک سہارا (anchor) فراہم کرتا ہے اور اسے عالمی ثقافت کے لئے ایک پاسپورٹ تصور کیا جاسکتا ہے۔ بے شک یہ جائزے جس قسم کی ثقافت کو رواج دیتے ہیں وہ قوموں میں بڑھتی ہوئی غربت سے بے نیاز ہے؛ یہ فراوانی کی ان تصاویر کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتی ہے جس سے نوع بشر کا محض ایک چھوٹا سا حصہ مستفیض ہو رہا ہے تاکہ ہر پس منظر کے کم عمر لوگ یقین کر لیں کہ اشیائے صرف بے انتہا خوشی کے چشمے ہیں۔

نوجوانوں کے لیے منڈی کے بعض جائزوں میں جواں سال لوگوں کو مزاج کے مختلف درجوں میں بانٹا گیا ہے جو انہیں مختلف قسم کی مصنوعات خریدنے کے قابل بناتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک مطالعے میں انہیں چھ گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے: ''راضی'' (resigned) جو یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی تقدیر لکھ دی گئی ہے اور وہ کم سے کم کوشش کر کے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں؛ ''ہیجان پرست'' (thrils-and-chils) جو خوشیوں کے دلدادہ ہوتے ہیں، جن کے ذہن سماجی یا سیاسی دباؤ سے آزاد ہوتے ہیں اور انہیں آسانی کے ساتھ برانڈ کی علامات سے پُر کیا جاسکتا ہے؛ ''جوتے کس کر

تیار‘‘(bootstrapers)، جو بنیادی طور پر اس سے پہلے کے گروپ کی طرح ہی ہوتے ہیں لیکن اس فرق کے ساتھ کہ ان میں سخت محنت کرنے کی خواہش اور تیاری موجود ہوتی ہے اور وہ چیزوں اور خدمات کو مقابلے میں خود کو قائم رکھنے اور آگے بڑھنے کے ذرائع سمجھتے ہیں؛ ’’خاموشی سے حاصل کرنے والے‘‘(quite achievers) جو سمجھوتہ کرنے والے ہوتے ہیں، سیاسی یا سماجی بغاوت کرنے سے بچتے ہیں، اپنے گھرانوں کے ساتھ نزدیکی سے جڑے رہتے ہیں اور ایسے خریدار ہوتے ہیں جن کے لئے مال کی کوالٹی اور افادیتیں اہم ہوتی ہیں؛ ’’علمبردار‘‘(upholders) جو بنیادی طور پر تعلیمی رجحان نہیں رکھتے اور جن کے ذہنوں میں سیاسی یا معاشی مسائل سے زیادہ کھیلوں کے اعداد وشمار اور ٹیموں اور کھلاڑیوں کے نام سمائے ہوتے ہیں؛ اور آخر میں ’’دنیا کے نجات دہندے‘‘(world savers) جو دنیا میں ایک مثبت تبدیلی لانا چاہتے ہیں اور جن کی اہمیت اس بات میں ہے کہ وہ بازار میں چیزیں متعارف کروانے والوں(marketer) کو یہ موقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ سماجی مقاصد کو اشیائے صرف میں تبدیل کردیں تا کہ انہیں بیچا جا سکے۔ ایسا دکھائی دیتا ہے کہ برانڈ سازی اور اصرافیت کی گرفت سے کوئی چیز بھی نہیں بچ پائی۔

ایسا لگتا ہے کہ تمام چیزیں برانڈنگ اور صارفیت میں شامل ہوسکتی ہیں۔ خاص طور پر سوشل میڈیا کے تیزی سے بدلتے ہوئے میدان میں، انسان کی زندگی کا ہر پہلو اصراف کے لئے مواد بن سکتا ہے۔ بظاہر ”حصّہ دینے‘‘ ، ”دوستی“ اور ”نیٹ ورک“ کے ذریعے دنیا کو ایک بہتر جگہ بنانے کے لئے بنائے گئے پلیٹ فارم درحقیقت اشتہارات کی حیران کن صفوں کے لئے ایک راستے کے طور پر کام کرتے ہیں، ان کی رسائی کو بڑھاتے ہیں اور ان کی کارکردگی کو گہری دیتے ہیں۔ یہاں پیش کردہ مختصر تجزیہ کا مقصد اپنی جگہ اشتہارات کی مذمت کرنا نہیں ہے۔ اس کا مقصد پروپیگنڈے کی تنقیدی، تجارتی، سیاسی، نسلی، ثقافتی تجزیہ کرنے کے لیے آپ کی صلاحیت کو بڑھانا ہے تا کہ آپ نوجوانوں کو ان کے خیالات اور طرزِ عمل پر اس کے اثرات کی نشاندہی میں مدد کر سکتے ہیں۔ درج ذیل مشقیں اس پیچیدہ مسئلے پر مزید غور کرنے میں آپ کی مدد کرسکتی ہیں۔

ا۔ اشتہارات ایسی زبان اور خیالی خاکے استعمال کرتے ہیں جو ایک عام پروڈکٹ کو خوشی اور جوش وخروش کے ذریعے میں تبدیل کردے۔ ایسے علامات استعمال کی جاتی ہیں جو اشیا اور واقعات کو ان کی حقیقی اہمیت سے بہت زیادہ وقعت دے دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر کوئی شربت محض پیاس بجھانے کی ایک چیز کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اسے خوشی اور کامرانی کی ایک علامت بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ فیشن اور خوش لباسی کی علامت ملبوسات اور کاسمیٹکس کو دلفریب بنا دیتی ہیں۔ جوانی کی جوش وخروش کی علامتیں کینڈیز فروخت کرتی ہیں۔ مہم جوئی اور کھلاڑی ہونے کی علامات تمباکو اور شراب فروشی میں مدد فراہم کرتی ہیں۔ کیا آپ کچھ خاص اشتہارات کے بارے میں سوچ سکتے ہیں کہ وہ کسی چیز کو کچھ کا کچھ ثابت کرنے کی خاطر کیا زبان اور تصویریں استعمال کرتے ہیں؟

۲۔ کسی بھی خاص چیز کے خریدنے کی ترغیب دینے کے لئے جس خوشی کا تصور دیا جاتا ہے ضروری ہے کہ اس کے قائم رہنے کی مدت بہت کم ہو

ورنہ ہمارے پاس جو چیز ہے ہم اس سے مطمئن رہیں گے۔اس لئے اشتہارات کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہم میں بار بار خواہشات پیدا کرتے رہیں اور اس بات کی ضمانت فراہم کریں کہ جو چیز ہمارے پاس ہے ہم اس سے پوری طرح مطمئن اور آسودہ نہ ہوں۔ یہ ہدف کیسے حاصل کیا جاتا ہے؟

۳۔ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ سماجی مقاصد تک کو اشیائے صرف میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔کیا آپ اس کی چند مثالیں دے سکتے ہیں؟

۴۔ میڈیا کے موجودہ ماحول میں بدقسمتی سے اعلیٰ آرزوؤں کو تجارتی مقصد کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔وہ الفاظ اور جملے جو ہمارے اندر نیک جذبات کو ابھارتے ہیں مصنوعات کی تشہیر کے لئے استعمال کیے جا رہے ہیں اور انسانیت کے روحانی ورثے کے مختلف پہلوؤں کو خریدی جانے والی اشیاء کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔کیا آپ کچھ مثالیں دے سکتے ہیں؟

۵۔ ان سوشل میڈیا پلیٹ فارم کے بارے میں سوچیں جن کے ساتھ آپ کے علاقے کے نوجوان مشغول ہیں۔اس طرح کے پلیٹ فارم پر ان کی

شرکت ان کی اُس دوستی کی نوعیت جو وہ قائم کرتے ہیں، اپنے بارے میں ان کے نظریے، اوران کی امیدوں پر کیسے اثر انداز ہوتی ہے۔ اس روشنی میں درج ذیل بیان کی صداقت پر غور کریں: سوشل میڈیا میں ان کی شمولیت سے نوجوان لاشعوری طور پر خود کو مصنوعات کے طور پر سمجھنے اور پیش کرنے لگتے ہیں۔

## حصہ 14:

یہاں یہ خبردار کر دیا جانا ضروری ہے۔ جواں سال لوگوں پر موجودہ معاشرے کے بعض اثرات اگرچہ نقصاندہ ہوسکتے ہیں لیکن آپ کی کوششوں کے دوران ان پر بہت زیادہ زور دینا ایک غلطی ہوگی۔ یہ بہت ہی آسان ہے کہ ہم نوجوانوں کو نازک وجود سمجھنے کی عادت اپنا لیں اور یہ سوچنے لگیں کہ انہیں مستقل طور پر ماحول کی برائیوں سے بچاتے رہنا ہی ہوگا۔ اس طرح کا کوئی انداز ہرگز انہیں روحانی خودمختاری کی جانب نہیں لے جائے گا۔ آپ کی کوششوں کو اس بات پر مرکوز ہونا ہوگا کہ معاشرتی کایا پلٹ کے پُرعزم کارکنوں کی حیثیت سے کام کرنے کی خاطر انکی صلاحیتوں کو ابھارا جائے اور ایک بہتر معاشرے کی تعمیر میں ایک کردار ادا کرنے کے لئے ان کی مدد حاصل کی جائے۔ خلفشار میں مبتلا موجودہ دنیا میں بھی ہر ثقافت میں ایسے نوجوانوں کی متعدد مثالیں موجود ہیں جو اس ماحول کے، جس میں وہ زندگی بسر کر رہے ہیں، انتہائی خراب حالات سے بلند ہوکر اور بڑی ثابت قدمی سے ایسی خوبیوں کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں جیسے خدمت کا شوق، سیکھنے کی شدید خواہش، انصاف کا ایک پختہ احساس، اور بے لوثی کی ایک قوی رغبت۔

کئی ماہرینِ تعلیم ہیں جنہوں نے ان باطنی، ذہنی اور روحانی قوتوں میں سے چند کا ذکر کیا ہے جو خود کو آغاز شباب کے عبوری دور کے دوران ظاہر ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر چند ایک نے اُس دلچسپی کی کمی ظاہر کی ہے جو نوجوان ایسے تھیوری ٹیکل (theoritical) مسائل میں لیتے ہیں جن کا روزمرہ کے حقائق سے تعلق نہیں ہوتا۔ ایک اور مفکر نے اس کردار پر زور دیا ہے جو نوجوان معاشرتی کایا پلٹ کی خاطر ادا کرسکتے ہیں اور نوجوانوں کی ہر نسل کو ''ارتقا کے عمل کا احیاء کرنے والا'' قرار دیا ہے جو ''وہ اُس قوت کی طرف توجہ دلاتا ہے جو کایا پلٹ کرتی ہیں اور اِس بات پر زور دیتا ہے کہ ادراک کے مختلف طریقوں سے استفادہ کیا جائے نیز اس زوردار طریقہ سے بھی جو نوجوان کسی کام میں استعمال کرتے ہیں۔ اِس زوردار طریقہ بشمول وجود کی سالمیت کے علاوہ کوئی چیز بھی انسانی معاشرے کو ایک زندہ، بڑھتا پھیلتا، حقیقتاً محبت کرنے والا، خوشی سے بھرپور اور مالا مال نہیں بنا سکتا بجائے اِس کے کہ وہ ایک سرد، مشینی اور خالی نظریاتی تصور ہو'' وہ مزید کہتا ہے ''یہ طلسمی کایا پلٹ ہے اور یہ ہی شباب کی قوت اور طاقت ہے۔

یہ چند حوالے اور گزشتہ کئی حصوں میں پیش کردہ تجزیے اس بات کی طرف نشاندہی کرتے ہیں کہ نوجوانی کے بارے میں کوئی تصور وضع کرنے

میں آپ کو کس قدر محتاط رہنا ہوگا۔ اگر چہ یقیناً آئندہ برسوں میں آپ اس موضوع پر نظریات کا تنقیدی جائزہ لیتے رہیں گے لیکن انسانی زندگی کے اس فیصلہ کُن دور کی اہمیت کے بارے میں آپ کی اپنی سمجھ بڑی حد تک آثار مقدسہ کے ایسے حوالوں کے ذریعہ تشکیل پائے گی جس کے حوالے اس موجودہ اور سابقہ یونٹ میں پیش کئے گئے ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ آپ کے یقینی خیالات کو نوجوانوں کے گروپوں کے ساتھ آپ کے اپنے ذاتی تجربات سے بہت تائید ملے گی۔

## حصہ:15

روحی انسٹی ٹیوٹ نوجوانوں کے گروپس میں مطالعہ کے لئے جو مواد تیار کیا ہے وہ بڑی حد تک بنیادی سلسلے کی دوسری کتابوں کی طرح سرسری نظر سے دیکھنے پر انتہائی سادہ ہونے کا مغالطہ ہوتا ہے، بالخصوص پہلی چند مشقیں۔ آسان بیشتر وہ زبان ہے جو مشقوں میں استعمال کی گئی ہے۔ تاہم اس میں جو تصورات پیش کئے جا رہے ہیں وہ پیچیدہ بھی ہیں اور گہرے بھی۔ پورے مواد میں پیش کردہ خیالات کسی طرح بھی بچگانہ نہیں بلکہ بہت سے نوجوانوں کے لئے جو اِن کا مطالعہ کریں گے یہ للکارنے والے ثابت ہوں گے۔ اس بات کو یقینی بنانے کی خاطر کہ آپ کو گفتگو کی اس سطح میں کوئی دشواری نہ ہو، ہم آپ کے سامنے اس حصے اور اس کے بعد آنے والے دو حصوں میں متعدد نوجوانوں کے چند خیالات کا ایک مجموعہ پیش کر رہے ہیں۔ یہ حوالے ان جوان سال لوگوں کے بیانات سے ہیں جو خود کسی نہ کسی صورت میں تشدد سے متاثر ہوئے ہیں۔ ایسے نوجوانوں کے متشددانہ رویہ کی اتنی کثیر عکاسی میڈیا میں پیش کی جاتی ہے کہ ہمارے لیے یہ مناسب ہوجاتا ہے کہ اُن کے نقصان اور امید کی اُن کہانیوں میں سے چند ایک کو سنیں جو کبھی بیان نہیں کی گئیں۔

حوالوں کا پہلا سلسلہ ایک تیرہ سالہ لڑکے کے بیان سے لیا گیا ہے۔ چلیں اسے ہم پیٹر (Peter) کہہ کر پکارتے ہیں تا کہ اس کی حقیقی شناخت پردے میں رہے۔ پیٹر اس وقت سے تشدد اور جنگ سے متاثر ہوتا رہا ہے جب وہ ابھی آٹھ سال کا بچہ تھا۔ تیرہ برس کی عمر میں اس نے اسکولوں اور نوجوانوں کی تنظیموں میں امن کی ترویج شروع کی، اور اس کے تمام عواقب کو برداشت کرنا شروع کیا جس میں اس کے اپنے بعض ہم عمروں کا بے رحم مذاق بھی شامل تھا:

''ان میں سے کسی بات کی مجھے کوئی پریشانی نہیں تھی۔ میرا خاندان یقین رکھتا تھا کہ سماج کا خیال رکھنا اور اس کی مدد کے لئے جو کچھ ہم سے بن پڑے اس کا کرنا اہمیت رکھتا ہے۔ جب کہ میں صرف تیرہ برس کا تھا میں دیکھتا تھا کہ ہمیں جو سب سے بڑے مسائل درپیش ہیں وہ تشدد اور جنگ ہے۔ کسی بھی چیز سے زیادہ امن کی ضرورت تھی۔ یقیناً ایک بچے کے لئے امن قائم کرنے کی کوشش کرنا ایک مشکل کام تھا لیکن کسی کام میں کامیابی کے حصول کا واحد راستہ کوشش کرنا ہی تو ہے۔۔۔''

''میرے وطن میں اتنے برسوں سے اتنے سارے جھوٹ بولے گئے ہیں کہ لوگ نہیں جانتے کہ اب کس بات پر یا کس شخص پر مزید یقین کیا جائے۔ وہ اخباروں، ریڈیو یا ٹیلیویژن، سیاست دانوں، ہتھیار بند گروپوں، کسی پر بھی تو ہمیشہ یقین نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ بچوں کی زبانی تشدد کے بارے میں سنتے ہیں اور یہ سنتے ہیں کہ یہ ہمیں کس طرح متاثر کرتا ہے اور کس طرح سے ہم امن چاہتے ہیں، تو کسی نہ کسی طرح وہ جان جاتے ہیں کہ وہ سچ سن رہے ہیں۔۔۔''

''کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ غریبوں کے لئے لڑ رہے ہیں، لیکن جنگ میں تو ہر کسی سے زیادہ غریبوں کو ہی تکلیف پہنچتی ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ کچھ لوگ انتقام کی خاطر بھی لڑ رہے ہیں، یا پھر اقتدار کے لئے، یا اس لئے کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کے پاس اور کوئی راہ

ہے،ہی نہیں۔بعض جواں سال لوگ مسلح گروہوں میں اس لئےشمولیت اختیار کر لیتے ہیں کہ ان کا خاندان غریب ہےاور اس سے نکلنے کی کوئی راہ انہیں سُجھائی نہیں دیتی۔''

پیٹراور اس کے خانوادے کوسول تنازعہ کے دوران دھمکیاں دی گئیں اور انہیں اپنا شہر چھوڑ کر جانا پڑ گیا۔اس کے والد اپنے دفتر اور اس فارم کے درمیان آیا جایا کرتے تھے جہاں انہوں نے رہائش اختیار کر لی تھی،لیکن یہ نسبتاً سکون بھی برقرار نہ رکھا جا سکا۔امن کے عمل کے لئےان کی سرگرم تائید کا نتیجہ آخر کار ان کے قتل کی صورت میں نکلا۔

''میں نے سوچا تھا کہ بھرپور تنازعہ کے درمیان رہنے کی وجہ سے مجھے معلوم ہے کہ جنگ کیسی چیز ہے۔رات کے وقت اکثر سڑک پر لڑائی ہوتی تھی۔میں اکثر بندوق کی آواز سن کر جاگ پڑتا تھا۔جب میں صبح اسکول جاتا تو راستے میں اس کے شواہد دیکھتا —— فٹ پاتھ پر خون کے دھبے اور گولیوں سے چھلنی عمارتیں۔اور میں نے مردہ گھر میں جو میرے والد کے دفتر سے دور نہیں تھا اس کے شکار دیکھے تھے۔''

''میں نے اس بارے میں بڑے اعتماد سے تقریریں کی تھیں،گویا کہ میں جانتا تھا کہ جنگ کیا چیز ہے —— لیکن جب میرے ابو قتل ہوئے تو میں لرز کر رہ گیا تھا۔محض غم کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے کہ تب جا کر میری سمجھ میں یہ بات آئی تھی کہ جنگ کیا چیز ہے۔میں جان چکا تھا کہ وہ احساس کیسا ہوتا ہے جب آدمی لڑنا چاہتا ہے۔مجھے احساس ہوا کہ خواہ آپ امن کی کتنی ہی خواہش کیوں نہ رکھتے ہوں جب جنگ آپ کی ذات پر حملہ کرتی ہے تو آپ بھی تشدد کی جانب ایک قدم اٹھا ہی لیتے ہیں۔یہ وہی دام ہے جس نے میرے وطن کے بہت سے جواں سال لوگوں کو پھنسا رکھا ہے۔۔۔''

''اس کے بعد سے کوئی چیز بھی ویسی نہیں رہی تھی۔گھر ایک کھوکھلے مردار گھونگے کی طرح محسوس ہوتا تھا۔وہ سڑکیں جو اس قدر مانوس تھیں سب اجنبی لگنے لگی تھیں۔کسی چیز میں اور کہیں بھی تحفظ کا احساس نہیں ہوتا تھا۔میں نے سوچا کہ امن کے لئے میں نے اب تک جو کچھ بھی کیا ہے وہ سب رائیگاں گیا ہے کیوں کہ اس نے میرے ابو کو نہیں بچایا۔وہ خوفناک تشدد جس نے میرے شہر کو گھیر رکھا تھا اس نے آخر کار میرے خانوادے کے دل پر حملہ کیا تھا اور میں اسے روکنے میں ناکام رہا تھا۔میں نے خود کو قصوروار ٹھہرایا۔میں نے خود سے سوال کیا،'آخر میں نے کیا کیا ہے کہ میرے ابو کو اس پُرتشدد انداز میں مرنا پڑا؟''

گھرانے کو مزید دھمکیاں ملتی رہیں۔پیٹر نے اپنے پیاروں کی حفاظت کے لئے ایک پستول خرید لیا۔ایک شام جب ابھی اس کے والد کو قتل ہوئے دس دن ہی گزرے تھے پیٹر کے خانوادے کے تمام افراد اپنے گھر کی بالائی منزل پر ایک کمرے میں جمع تھے۔جوں ہی پیٹر نچلی منزل میں واقع باورچی خانے میں داخل ہوا باغ میں ایک شخص بیٹھا نظر آیا جس کے ہاتھ میں ایک بندوق تھی اور وہ دوسری منزل کی کھڑکیوں کی جانب دیکھ رہا تھا:

''مجھے معلوم تھا کہ میں اپنا پستول لاکر اس شخص کو ہلاک کر سکتا ہوں۔۔۔اس طرح میں اپنے ابو کی موت کا انتقام لے لیتا۔میں اپنے خانوادے کا تحفظ کر رہا ہوتا۔اور۔۔۔کوئی بھی مجھے اس شخص پر گولی چلانے پر موردالزام نہ ٹھہراتا۔۔۔تاہم اگرچہ یہ سب باتیں درست تھیں میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔میرے والد کی خواہش تھی کہ میں امن کے لئے کام کروں۔میں اب تشدد کرنے والا کیسے بن سکتا تھا؟میرے پاس اپنے والد کے لئے احترام اور پیار کا مظاہرہ کرنے کا ایک یہی راستہ،اور اپنی فیملی کو محفوظ رکھنے کا ایک یہی وسیلہ تھا

کہ میں امن قائم کرنے کی کوشش کروں۔ اسے مار دینے سے نہ تو میرے لئے، نہ میری فیملی کے لئے اور نہ ہی میرے وطن کے لئے امن ممکن تھا۔ درحقیقت اسے قتل کر کے میں تو سب کچھ کھو بیٹھتا۔ اس طرح تو میں کسی طرح بھی اس سے بہتر نہ ہوتا۔''

پیٹر خاموشی کے ساتھ گھس بیٹھئے پر نظر رکھے رہا جو کچھ دیر بعد بغیر کسی ظاہری وجہ کے واپس مڑا اور وہاں سے چلا گیا۔ پیٹر نے اپنے پستول سے جان چھڑا لی اور فیصلہ کر لیا کہ اب وہ کبھی بھی کوئی اسلحہ حاصل نہیں کرے گا۔

اگلی کہانی پڑھنے سے پہلے آپ یہ خواہش کر سکتے ہیں کہ پیٹر کی نمایاں خصوصیات میں سے چند کی شناخت کریں اور گہرے موضوعات پر غور و فکر کرنے کے سلسلے میں اس کی صلاحیت پر چند الفاظ بیان کریں۔

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

## حصہ: 16

میری (Mary) ایک فرضی نام ہے۔ وہ ایک ایسے معاشرے میں پلی بڑھی تھی جس میں تنازع کا ایک مستقل خوف موجود رہتا تھا۔ اسے معلوم کیا کہ دوستوں کے گروپ سے متفق نہ ہونے کی کیا قیمت ادا کرنی پڑتی ہے:

''اس وقت میں گیارہ برس کی تھی اور مجھے خود اپنے کیئے کی وجہ سے ''چپ'' کی سزا ملی تھی۔ ہوا یہ تھا کہ میں نے ایک تکرار میں کسی بھی فریق کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ میرے دوستوں کے ایک گروپ نے ہماری کلاس کی ایک لڑکی پر چوری کا الزام لگایا تھا اور اس سے ایک بہت بڑا تنازعہ کھڑا ہو گیا تھا۔ اب ضروری تھا کہ آپ کسی نہ کسی کی طرفداری کریں یعنی یا تو آپ اس لڑکی کا ساتھ دیں یا پھر اس کے مخالفوں کا۔ میرے دوستوں میں سے ہر ایک کا خیال تھا کہ میں ان کا ساتھ دوں گی۔ لیکن اس بات کی کوئی شہادت موجود نہیں تھی کہ وہ لڑکی واقعی چور ہے اور میرے لئے یقین سے کچھ کہنا مشکل تھا۔ میں اپنے دوستوں کے خلاف جانا بھی نہیں چاہتی تھی اس لئے میں خاموش رہی اور کچھ نہ کہا۔ ہر ایک غصہ سے آگ بگولہ ہو رہا تھا اور پورے ایک سال تک کسی نے مجھ سے بات چیت نہیں کی۔''

میری (Mary) کی ایک لڑکے سے دوستی تھی۔ حتیٰ کہ دوسری لڑکیاں اس سلسلے میں میری (Mary) کو چھیڑتی رہتی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود اس کے دل میں اس لڑکے کے بارے میں گداز احساسات جنم لے چکے تھے۔ وہ دونوں دور تک اکٹھے پیدل چلا کرتے اور اپنے مستقبل کے بارے میں بات چیت کیا کرتے تھے۔ لیکن ایک دن میری (Mary) نے اسے ایک پستول صاف کرتے دیکھ لیا۔ اس سے پہلے میری (Mary) کو یہ نہیں معلوم تھا کہ اس کے پاس کوئی پستول بھی ہے۔

’’جب میں اندر آئی تو وہ مجھے دیکھ کر ایسے مسکرایا گویا وہ کوئی ایسا کام کر رہا ہو جو معمول کے مطابق ہو۔ میں نے ہمیشہ تشدد سے نفرت کی ہے، اسلحہ سے نفرت کی ہے، اور جنگ سے نفرت کی ہے۔ اس نے ایسا بہانہ تراشنا شروع کر دیا جیسے اس جیسے لوگ کیا کرتے ہیں۔ لیکن میں نے اسے صاف صاف کہہ دیا کہ اب ہمارے درمیان کچھ بھی باقی نہیں بچا۔ میں نے اس سے کہا تھا، ’’میں اپنے لئے یا اپنے بچوں کے لئے ایسی زندگی نہیں چاہتی۔‘‘ میں اتنی کم عمر تھی کہ اب یہ ایک مذاق محسوس ہوتا ہے۔ لیکن اس وقت تو میں نے یہ محسوس کیا تھا جیسے میری دنیا ٹوٹ کر دو حصوں میں بٹ رہی ہو۔‘‘

اس واقعہ کے بعد میری (Marry) کے گریڈ میں کمی آنے لگی اور اس کی والدہ کو اس کی فکر لاحق ہو گئی۔ پھر اس نے ایک ٹیچر سے گفتگو کی:

’’جناب۔۔۔ نے پوچھا کہ آیا میں ان سے چیزوں کے بارے میں بات کرنا پسند کروں گی‘‘ ہم ایک چھوٹے سے کیفے میں گئے اور تھوڑی سی کڑک کافی کی گھونٹ نگلتے ہوئے میں نے اپنے دوست کی پوری کہانی اگل دی، پستول، میرے دوستوں کی خاموشی، لڑکیوں کا ستانا، میری شرمندگی، اور دل کا ٹوٹنا۔ انہوں نے میرا مذاق نہیں اڑایا، یا مجھے یہ احساس نہیں دلایا کہ میں ابھی بچی اور سنجیدہ نہیں ہوں۔ انہوں نے مجھ سے ایک بالغ جیسا سلوک کیا۔

’’تمہیں سمجھنا ہی ہوگا‘‘ انہوں نے کہا، ’’کہ تمہارا اپنا مستقبل تمہارے ہی ہاتھوں میں ہے۔ تمہارا مستقبل صرف تمہارا ہے، یہ نہ تو تمہارے والدین کا ہے، اور خاص کر نہ ہی اس لڑکے کا۔ یہ تمہارا ہے اور تم اسے جیسا چاہو بنا سکتی ہو۔‘‘

چودہ سال کی عمر میں میری (Marry) اپنے اسکول کی طالبعلم لیڈر ہو چکی تھی جو اپنے ہم عمروں میں امن کی ترویج کیا کرتی تھی۔ یہ وہ چند خیالات ہیں جو ان دنوں اس کی ذہن میں گھومتے رہتے تھے:

’’ہم جانتے تھے کہ غربت کا خاتمہ جنگ کو روکنے میں مدد فراہم کر سکتا ہے لیکن اس سلسلے میں ہم کچھ بھی تو نہیں کر سکتے تھے۔ ہم جانتے تھے کہ بے روزگاری کو کم کرنے سے بھی مدد مل سکتی ہے لیکن ہم اس بارے میں بھی کچھ نہیں کر سکتے۔ ہم گولیوں اور خنجروں کو روک نہیں سکتے۔ ہم تشدد کو روک نہیں سکتے۔ لیکن ہمیں یقین تھا کہ ہم خود اپنی صفوں میں امن قائم کر سکتے ہیں۔۔۔‘‘

’’میں جانتی تھی کہ امن کے لیے کام کرنا خطرناک ہو سکتا ہے اور میں ہر اس چیز کے بارے میں حساس تھی جو معمول سے ہٹ کر ہو۔ بعض اوقات تو محض اس خوف سے کہ کہیں کوئی برا واقعہ پیش نہ آ جائے، خاص کر کہیں میرے خاندان کے ساتھ ایسا نہ ہو، میں رو پڑتی اور محسوس کرتی گویا میں فرار ہو رہی ہوں۔ تاہم دوسرے بچے مجھ پر انحصار کرتے تھے، اور ایک طرح سے میں محسوس کرتی تھی گویا وہ میرے بچے ہیں جو ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے مجھ پر انحصار کر رہے ہیں۔ اب خواہ میں کتنی ہی خوفزدہ کیوں نہ ہوں، میں واپس نہیں مڑ سکتی تھی۔ میں صرف محتاط رہ سکتی تھی اور محفوظ رہنے کی کوشش کر سکتی تھی۔‘‘

میری (Marry) کی بعض نمایاں خوبیاں کیا ہیں؟

## حصہ 17:

یہاں تین دوسرے جوان سال لوگوں کے بیانات سے حوالے دیئے جا رہے ہیں جن میں سے ہر ایک شریفانہ خیالات اور گداز ترین جذبات کا اظہار کرتا ہے۔ پہلا ایک سولہ سالہ لڑکی کے لفظوں میں ہے۔ جب وہ بارہ سال کی تھی اس کا ایک قریب ترین دوست ایک گینگ کے جھگڑے میں پھنس گیا تھا اور اسے چاقو مار مار کر قتل کر دیا گیا تھا۔ وہ اپنے دوست کو کبھی نہیں بھولی اور فیصلہ کر لیا کہ وہ امن کی ترویج کے لئے کام کرے گی۔ بعد میں اس نے تشدد سے متاثر ہونے والے بچوں کی مدد شروع کی:

''چھوٹے چھوٹے بچے مثلاً آٹھ نو سالہ بچے تک کسی نہ کسی گینگ میں شامل ہو جاتے کیونکہ وہ خیال کرتے تھے کہ اس میں مزہ ملتا ہے یا اس لئے کہ ان کے خیال میں یہ گینگ انہیں راستے میں تحفظ دلائیں گے۔ بیشتر صورتوں میں وہ محض گھریلو تشدد سے بچ کر نکل رہے ہوتے تھے، لیکن سڑک پر تو انہیں اس سے بھی بڑھ کر بدترین تشدد کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔''

''مجھے ایک بس پکڑ کر اسکول جانا پڑتا ہے۔۔۔ لیکن زیادہ تر بس ڈرائیوروں کو معلوم ہے کہ میں کون سا کام کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ وہ مجھ سے اتنا ہی کرایہ لیتے ہیں جو میں دے سکتی ہوں اور اکثر مجھے مفت سفر کرنے دیتے ہیں۔۔۔ کی طرف جانے والی سڑک ایک چڑھائی ہے جو ایک خطرناک ڈھلوان چٹانوں کے کناروں پر بنی ہوئی جھونپڑیوں کے قریب سے گزرتی ہے۔ پہاڑیاں دور تک پھیلی ہوئی ہیں جہاں سے پتھر تعمیراتی کاموں میں استعمال کے لئے لے جائے جا چکے ہیں۔ اس طرح کا کام سخت محنت طلب، کمر توڑ اور کم آمدنی دینے والا ہوتا ہے لیکن اپنے گھروں سے بے گھر کئے جانے والے گھرانوں کے بہت سارے بچے یہاں کام کرتے ہیں۔ ان کے والدین ایسی سخت غربت کا شکار ہو چکے ہیں کہ بچوں کو تعلیم چھوڑ کر پیسے کمانے کی خاطر ہر قسم کا کام کرنا پڑ رہا ہے۔

سڑک سے ہٹ کر میں دور تک ٹخنے ٹخنے چکنے کیچڑ پر چلنے کے بعد پیدل گزرنے والی ایک عارضی پلیا کو پار کرتی ہوں۔ یہ پلیا ایک بدبودار اور آلودہ ندی پر سے گزرتی ہے۔ اسکول ایک ٹن کی چھت کے نیچے کوئی نصف درجن بوسیدہ کمروں پر مشتمل ایک جگہ تھی۔ لکڑی کے بنے ہوئے ڈیسک پُرانے اور ٹوٹے ہوئے ہیں۔ کلاس روموں کے پچھواڑے کچرا پڑا ہے۔ بجلی بھی نہیں ہے۔ ان کمروں میں سے صرف ایک میں ایک روشندان کے علاوہ اور کوئی کھڑکی نہیں ہے۔ فرش کچے ہیں۔ چھت پر بارش برسنے سے اس قدر شور ہوتا ہے کہ اپنی بات سنانے کی خاطر ہر ایک کو چیخنا پڑتا ہے اور ہر جگہ سے پانی ٹپکتا ہے۔ کلاس روم کی ایک دیوار بچوں کی بنائی گئی تصویروں سے سجی ہوئی ہے۔ یہ تصویریں خوبصورت مکانوں کی ہیں جو ان کے اپنے اردگرد کے مکانوں کے بالکل برعکس ہیں۔ شائد یہ ان گھروں کی تصویریں ہیں جو کبھی ان کے ہوا کرتے تھے یا جن کے بارے میں وہ سوچتے تھے کہ مستقبل میں وہ ایسا ہی گھر بنائیں گے۔۔۔''

والدین میں سے اکثر کے چہروں پر سوگواری کے آثار چھائے رہتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں سے گفتگو کے دوران درشت لہجہ استعمال کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں۔ لیکن ورکشاپ کے دوران کبھی ان میں تبدیلی آنی شروع ہو جاتی ہے۔ ان میں سے بعض کا خیال ہے کہ بچوں کو سدھارنے

کے لئے انہیں مارنا پیٹنا ضروری ہے، لیکن اس کے بعد انہیں یہ احساس ہوتا ہے کہ مارنے پیٹنے سے بچے ان سے دور بھی جا سکتے ہیں حتیٰ کہ آوارہ بن سکتے ہیں۔''

اگلے پیراگراف ایک ایسی جواں سال لڑکی کے الفاظ ہیں جو گیارہ برس کی عمر میں گھر سے بھا گی تھی، منشیات کی عادی ہوگئی تھی، اور جسے ایک دوست کی مسلسل اور ثابت قدم مدد کی وجہ سے نجات ملی تھی، اور آخر کار نو جوانوں کی ایک تحریک کا حصہ بنی تھی جو امن کے لئے کام کرتی تھی۔ جب اسے کہا گیا کہ ایک اسکول میں بچوں کے سامنے اپنے تجربات بیان کرے تو اس نے جو خیالات پیش کئے تھے وہ یہ ہیں:

''ہماری زندگی فی الحقیقت کیسی تھی اسے بیان کرنا بہت ہی دشوار ہے۔ میں یہ تسلیم کرنے سے خوفزدہ تھی کہ آپ امن کے لئے خواہ کتنی ہی کوشش کیوں نہ کر رہے ہوں، آپ کو دوبارہ تشدد کی طرف کھینچا جا سکتا ہے۔۔۔ میں ہمیشہ ہی اس طرح کی زندگی سے فرار حاصل کرنے کی خواہش رکھتی تھی۔ اسے تسلیم کرنا مشکل ہے لیکن ابھی اس لمحہ بھی میں ایک بار پھر امن کی تحریک سے دور ہٹ رہی ہوں۔ میں خود سے جھوٹ بولتی رہی ہوں ان کے سامنے ایسی بنتی رہی ہوں جیسے کہ سب کچھ ٹھیک ہے۔ یہ سچ نہیں۔ کبھی کبھی میں بپھر جاتی ہوں۔ گھر پر ہر رات جھگڑے ہوتے ہیں۔ اگر وہ مجھ پر نہ بھی برس رہے ہوں تو میری ماں اور سوتیلا باپ آپس میں ایک دوسرے پر چیخ رہے ہوتے ہیں۔ میں اسے برداشت نہیں کر سکتی، پس میں سڑک پر فرار حاصل کرتی ہوں اور وہاں پر ایسی بہت سی چیزیں ہیں جو ایک نو جوان کو نقصان پہنچا سکتی ہیں۔۔۔ میں ایک ہی وقت میں دو راستوں پر چلتی ہوں اور اب بھی خواہش رکھتی ہوں کہ کاش میں ہمیشہ امن کی راہ پر چل سکوں۔ میں سوچتی ہوں کہ میری جدوجہد اور جس طرح میں بچ نکلی ہوں کسی قابل ہوگی۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ اگر زیادہ تعداد میں ہمارے بزرگ ہم سے تعاون کرنے پر، ہم نے جو کچھ سیکھا ہے اسے سننے پر، اور ہمارے ساتھ مل کر کام کرنے پر آمادہ ہوں تو جواں سال لوگ امن کے لئے مدد کرنے کی راہ میں اس سے بھی بڑھ کر کام کریں گے۔ اگر ہمارے گھر میں امن ہو تو یہ ایک بہت بڑی شروعات ہے۔

آخری حصہ ایک پندرہ سالہ لڑکے کے بیانات سے ہے جس کا بھائی ایک انقلابی گروہ کے ہاتھوں اغوا ہو گیا تھا۔ کچھ عرصے بعد اس کے گھر والوں کو اس کی خبر ملی تھی جبکہ وہ اب بھی اسیر تھا اور یہ جان کر خوش تھا کہ وہ اس سے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔

''میں نے اسے نظمیں لکھ کر بھیجیں تا کہ اس کا اعتماد بحال رہے اور وہ پُرامید رہے۔ میں نے اسے بتایا کہ میں اس کی نصیحت پر عمل کر رہا ہوں اور محنت سے پڑھائی کر رہا ہوں۔ جب مجھے اس کا جواب ملا تو مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اس نے لکھا تھا، 'تم اسکول میں اس قدر بہتر جا رہے ہو یہ سن کر میں بہت خوش ہوں۔۔۔ مجھ سے وہیں چوک ہوگئی تھی۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے اپنی پڑھائی سے بھرپور استفادہ نہیں کیا، مثال کے طور پر۔۔۔ مجھے پڑھنا پسند نہیں تھا، تاہم یہاں میں نے مختلف قسموں کی کوئی تیس سے زیادہ کتابیں پڑھ لی ہیں اور ابھی مزید پڑھنی ہیں۔ حتیٰ کہ میں ڈکشنری لے کر اس میں نامانوس مشکل الفاظ کے معنی بھی تلاش کرتا ہوں۔۔۔ میں پہلے خود اپنے تئیں ایسا ہرگز نہ کرتا۔۔۔''

''اگر چہ ایسا لگتا ہے کہ وہ محفوظ ہے، لیکن تب بھی میں پریشان ہوں۔ اگر میں ان لوگوں سے بات کر سکتا جنہوں نے میرے بھائی کو قید کر رکھا ہے، تو میں ان سے کہتا کہ رحم کریں اور انہوں نے جس قسم کے دکھ دئے ہیں اسے سمجھیں۔''

''میں سوچتا ہوں کہ اگر ہمیں امن حاصل کرنا ہے تو اس کے لئے بنیادی بات معافی و درگزر ہے۔ معافی کے بغیر جنگ ختم نہیں ہو سکتی۔ یہ بات خاص کر ہمارے جیسے لوگوں کے لئے جو متاثر ہوئے ہیں بہت اہم ہے کہ ہم معاف کر دیں۔''

''میرے خیال میں یہی وہ چیز ہے جس کے لئے میں کام کر رہا ہوں۔ میں معافی و درگزر کے لئے کام کرتا ہوں۔''

اپنے گروپ میں گفتگو کریں کہ اس حصے میں جن جوانوں کی بات کی گئی ہے ان کی بعض صفات کیا ہیں، اپنے خیالات میں سے چند یہاں لکھیں۔

## حصہ 18:

اور آخر میں آغاز شباب کی فطرت کو معلوم کرنے کا کوئی عمل روح اللہ کی زندگی کا، خواہ یہ کتنا مختصر کیوں نہ ہو، نظرانداز نہیں کر سکتا۔ روح اللہ اس امرِ مبارک کے ایک جواں سال ہیرو تھے جنہوں نے بارہ برس کی عمر میں ہنسی خوشی جامِ شہادت نوش کیا۔ سات برس کی چھوٹی سی عمر میں روح اللہ کو اپنے والد، ایادی امر اللہ جناب ورقا، اور بڑے بھائی کے ساتھ ارض اقدس کی زیارت کی اجازت مرحمت ہوئی تھی۔ روح اللہ ان مقدس اطراف میں روحانی طور پر پلتے بڑھتے رہے اور حضرت بہاء اللہ کی موجودگی کے آفتاب کی روشنی میں تر و تازگی حاصل کرتے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک روز حضرت بہاء اللہ نے روح اللہ سے دریافت کیا، 'تم نے آج کیا کام کیا ہے؟'

اس نے جواب دیا، 'میں جناب۔۔۔ (ایک معلم) سے درس لیتا رہا ہوں۔'

حضرت بہاء اللہ نے پوچھا، 'تم کون سا موضوع سیکھ رہے تھے؟'

'آمد ثانی کے بارے میں۔' روح اللہ نے کہا۔

'کیا تم تشریح کرو گے کہ اس سے تم کیا سمجھتے ہو؟' حضرت بہاء اللہ نے سوال کیا۔

اس نے جواب دیا، 'آمد ثانی سے مراد ہے حقائق و صفات کی آمد ثانی۔'

حضرت بہاء اللہ نے اس سے مزید سوالات کرتے ہوئے فرمایا، 'یہ تو بالکل تمہارے معلم کے الفاظ ہیں۔ مجھے اپنے الفاظ میں اس موضوع کے بارے میں خود اپنی سمجھ بتاؤ۔'

'یہ کسی پودے سے اس سال پھول توڑنے جیسا ہی ہے،' روح اللہ نے جواب دیا۔ 'اگلے برس کا پھول بھی بالکل اس جیسا ہی ہوگا، لیکن یہ وہی تو نہیں ہے۔'

جمال مبارک نے اس ذہانت آمیز جواب پر اس بچے کی تعریف کی۔ آپ اکثر روح اللہ کو جنابِ مبلغ کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

کئی اور واقعات بھی ہیں جو روح اللہ کی اعلیٰ صفات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ یقیناً یہ درست ہے کہ وہ کوئی معمولی بچہ نہیں تھے۔ یہ یقیناً ایک حقیقت ہے کہ قربانی کی اُس بلندی تک پہنچنا جس پر وہ بارہ سال کی نوعمری میں پہنچے تھے وہ کوئی عام نوعمر تو جوان نہیں تھے۔ امر اللہ کے لیے تقدیس حاصل کرنے اور محبوبِ مقدس کے راستے پر قربان ہونے کے لیے لازم نہیں ہے کہ اسے شہادت سے منسلک کیا جائے۔ تاہم کتنے شوق اور بے حدو حساب خوشی کے ساتھ روح اللہ قربانی کے راز کو اُس مشہور نظم میں بیان کرتا ہے جس کا کچھ حصہ درجِ ذیل ہے:

خدائی عنایت کے جام سے مجھے پینے کو دے

اور مجھے گناہ اور بے بسی سے نجات دے

اگرچہ میرے گناہ فی الواقعہ بہت بڑے ہیں

لیکن میرے مالک کی رحمت تو اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

خوش آمدید! اے ضیافتِ الہیٰ کے ساقی، خوش آمدید!

قریب آ اور میری روح کو ترو تازہ کر دے

اور مجھے اپنے محبوب مقدس کی راہ میں شہادت کے لائق بنا

اگرچہ آپ کے گروپ کے نوجوان جسے آپ جلد ہی منظم کرنے والے ہیں، روح اللہ جیسی زندگی نہیں گزار رہے ہوں گے۔ تاہم اس حصہ میں یا سابقہ چند حصّوں میں جو پیراگراف نقل کئے گئے ہیں اُس شرافتِ نفسی کی نشاندہی کرتے ہیں جو ایک انسان بہت چھوٹی عمر میں ظاہر کر سکتا ہے۔ ہمارے ذہن میں اُس بیان کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جو اِس حصہ کے شروع میں درج ہے کہ بلوغت کے دوران بڑھتی ہوئی آگاہی کو دو میں سے ایک مقصد کی طرف موڑا جا سکتا ہے ــــــ مشیتِ الہیہ کی اطاعت اور انسانیت کی خدمت میں قربانی کی طرف یا نفس و ہوا کی غلامی اور قید کی طرف۔ اس کے بعد اگلے کئی حصّوں میں ہماری گفتگو ہمیں آغازِ شباب کی فطرت، نوجوانوں کی صلاحیتوں، اور ان کی زندگیوں پر ماحول کے اثرات معلوم کرنے کی جانب لے گئی۔ یہ ایک اچھا موقع ہو سکتا ہے جب آپ کچھ رُک کر چند پیراگراف اس بارے میں تحریر کریں کہ آپ کن چیزوں کو نوجوانوں کی باطنی صفات تصور کرتے ہیں اور ان کی روحانی اور ذہنی ترقی کے لئے آپ کے خیال میں کیا کیا جانا چاہیئے۔

## حصہ 19:

اس یونٹ کے بیشتر حصے میں یہ معلوم کرنے کے بعد کہ آغاز شباب کے امکانات کیا ہیں اب ہمیں ''نوجوانوں کو روحانی طور پر بااختیار کرنے کے پروگرام'' میں آپ کی شرکت کے بارے میں چند الفاظ کہنا ضروری ہیں۔ نوجوانوں کی شدید ترین خواہشوں میں سے ایک اپنے ہم عمروں کے ایک گروہ سے وابستہ رہنا ہوتا ہے۔ نوجوانوں کو مشورہ کے لئے اپنے دوستوں سے رجوع کر کے بڑی طمانیت محسوس ہوتی ہے جو انہیں سمجھتے اور ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ پس یہ ایک صحیح ضرورت کا فطری جواب ہے کہ اس پروگرام کو جو ایک جونیئر یوتھ گروپ (نوجوانوں کا گروپ) کے لیے منظم کیا گیا ہے۔ اس گروپ کے ارکان آپس میں باقاعدگی سے ملتے ہیں اور عمل کرنے اور سیکھنے کے لیے ان کی منظم رہنمائی کی جاتی ہے۔ ان جلسات کا ماحول اگرچہ خوشگوار، دوستانہ اور قربت والا ہوگا لیکن غیر سنجیدہ ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔ اسے اُن صفات اور رویوں میں مدد دینا چاہیئے بلکہ اُن کو اِن میں اضافہ کرنا چاہیئے جن کی امر اللہ اور انسانیت کی خدمت کی زندگی کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ ایسی صورتِ حال میں گروپ کے ارکان ملامت اور تضحیک کی خوف سے آزادرہ کر اپنے خیالات کا اظہار کرسکیں گے اور ان سوالوں کے جواب تلاش کریں گے جو ان کی ذہنوں میں ابھرتے رہتے ہیں۔ وہ وہاں سننا، بولنا، غور و فکر کرنا، تجزیہ کرنا، فیصلے کرنا اور اپنے فیصلوں پر عمل کرنا سیکھیں گے۔

ہر گروپ میں ایک ایسے نسبتاً بڑے فرد کا ہونا ضروری ہے جو نوجوانوں کو حقیقی دوست کے طور پر اُن کی صلاحیتوں کو ترقی دینے میں ان کی مدد کرسکتا ہو۔ وہ لوگ جو اس طرح کے وظائف انجام دیتے ہیں، جونیئر یوتھ گروپ کے ''اینی میٹر'' کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ ان کی موجودگی ہر گروپ کے ارکان کی اس بات میں مدد کرتی ہے کہ وہ پُرامید رہیں اور اس بات پر یقین رکھیں کہ جو بکھرتا ہوا معاشرہ انہیں گھیرے ہوئے ہے وہ ان کے منفی اثرات سے خود کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ اگرچہ اس حیثیت سے خدمت انجام دینا کسی خاص عمر کا کوئی مخصوص استحقاق نہیں لیکن جوان تر لوگ جو سترہ سال یا اُس سے زیادہ عمر کے ہوں بہترین اینی میٹر بن سکتے ہیں کیونکہ ان کے لئے یہ زیادہ آسان ہوتا ہے کہ نوجوانوں سے بچوں جیسا نہیں بلکہ برابری کا سلوک کریں، ان کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ سوالات پوچھ سکیں، اپنے شکوک کا اظہار کرسکیں، اور حقیقت کی تلاش میں مصروف ہوسکیں۔ نیچے دی گئی عبارات

میں حضرت عبدالبہاء اپنی اس امید کا اظہار فرماتے ہیں کہ نوجوان نفوس کو اس طرح پروان چڑھایا جائے گا۔

> **''عبدالبہاء کی یہ امید ہے کہ عرفان کے مدرسے میں ان جواں سال نفوس کی نگہداشت اس کے ہاتھوں ہوگی جو انہیں محبت کرنا سکھائے۔ کاش وہ سب روح کی مکمل رسائیوں تک، مخفی اسرار کو خوب سمجھ سکیں؛ اس قدر خوب کہ ان میں سے ہر ایک ملکوت ابہیٰ میں بلبل کی طرح گویائی سے مزین ہو کر مملکتِ آسمانی کے راز بیان کرے، اور ایک عاشقِ طالب کی مانند اپنے درد و حاجت کا اظہار کر سکے اور محبوب کے ساتھ راز و نیاز کرے۔''** (32)

جونیئر یوتھ گروپ کوئی بچوں کی کلاس نہیں ہے۔ ہاں اس میں ایک اسٹڈی سرکل کے کچھ عناصر پائے جاتے ہیں لیکن اس کا بنیادی کام اپنے ارکان کے لئے امدادِ باہمی کا ماحول فراہم کرنا ہے، ایک ایسا ماحول جو روحانی سوجھ بوجھ اور سوچ اور رویوں کے ایسے انداز کی تشکیل کر سکے جو بہائی نوجوانوں کی حیثیت سے ان کی شناخت بن سکے۔ انسٹی ٹیوٹ کے مختلف کورسوں کے شریک کے طور پر اور خدمت کے جن اعمال کا وہ تقاضہ کرتے ہیں ان کے ذریعے، آپ کو ان دونوں خدمات یعنی بچوں کی کلاسوں اور اسٹڈی سرکلوں کا براہ راست تجربہ حاصل ہے۔ اپنے گروپ میں اس بات پر گفتگو کریں کہ درج ذیل باتوں کے حوالے سے آپ بچوں کی کلاسوں، جونیئر یوتھ گروپ اور اسٹڈی سرکلوں میں سے ہر ایک کے درمیان کیا کیا یکسانیت اور فرق کی توقع رکھتے ہیں:

- ☆ سرگرمی کی نوعیت
- ☆ شرکاء کے درمیان تعلقات
- ☆ جلسات کی فضا
- ☆ معلم، اینی میٹر، یا وہ جو کسی گروپ کے لئے ٹیوٹر کے طور پر کام کر رہا ہے اس کا کردار

## حصہ 20:

جب آپ خود کو جونیئر یوتھ کے گروپوں کے لئے وقف کریں گے تو جلد ہی آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ کی کاوشوں کی کارکردگی کا دارومدار بڑی حد تک ان تعلقات کے معیار پر ہے جو آپ نوجوانوں کے گروپ کے ارکان کے ساتھ قائم کرتے ہیں۔ یقیناً آپ اس بات کے لئے تیار ہوں گے کہ ان کی باتیں سنیں، ان کو نصیحت کریں، اور بوقتِ ضرورت ان کی دلجوئی کریں۔ ان کی دیانت پر آپ کے مضبوط یقین اور انکے لئے آپ کا احترام اور حقیقی پیار آپ اور گروپ کے درمیان ایک خاص تعلق قائم کریگا۔ آپ کو ان کی فلاح اور ترقی کے لئے اپنی فکرمندی دکھانی ہوگی لیکن ایسا اس طرح کرنا ہوگا کہ اس میں آپ کی پدرانہ شفقت، ذاتی پارسائی، یا با اختیار کنٹرول کا کم سے کم شائبہ بھی دکھائی نہ دے کیونکہ یہ وہ رویے ہیں جن کے ہوتے ہوئے نوجوانوں کے پنپنے کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ اور آپ کو ان کے دلوں اور دماغوں میں حقیقی ایمان کی بنیاد استوار کرنے اور ان میں ایک روشن مستقبل کی امید جاگزیں کرنے کے ہر موقع کو استعمال میں لانا چاہیئے۔

> **سب سے پہلے تو ایک دوسرے کے لئے اپنی زندگیوں کو قربان کرنے، اپنی ذاتی فلاح پر عمومی فلاح کو ترجیح دینے کے لئے تیار رہیں۔ ایسے تعلقات پیدا کریں جنہیں کوئی چیز بھی ہلا نہ سکے؛ ایک ایسی محفل قائم کریں جسے کچھ بھی توڑ نہ سکے؛ ایک ایسا ذہن**

**بنائیں جو ایسی ثروت حاصل کرنے سے کبھی نہیں رکتا جسے کچھ بھی خراب نہ کر سکے۔ اگر پیار موجود نہ ہوتا، تو حقیقت میں سے کیا باقی بچتا؟ یہ عشقِ الہیٰ کی آگ ہی تو ہے جو آدمی کو جانور سے ممتاز کرتی ہے۔ اس اعلیٰ تر قوت کو تقویت پہنچائیں جس کے ذریعہ اس دنیا میں سب ترقی حاصل ہوتی ہے۔**(33)

اِس پر گفتگو کریں کہ کس طرح درج ذیل میں سے ہر رویہ کسی گروپ کے ارکان کو بے اختیار بنا دیتا ہے اور اگر کسی اینی میٹر نے نوجوانوں کی روحانی اور اخلاقی صلاحیتوں کو ترقی دینے میں مدد دینا ہے تو اسے ان رجحانات کو کیسے خیالات، احساسات اور سلوک سے تبدیل کر دینا چاہیئے:

پدریت (Paternalism) ____________________

____________________

____________________

____________________

____________________

____________________

ذاتی پارسائی (self righteousness) ____________________

____________________

____________________

____________________

____________________

____________________

حاکمانہ کنٹرول (authoritarian control) ____________________

____________________

____________________

____________________

____________________

## حصہ: 21

نوجوانوں کے کسی گروپ کے ارکان سے آپ کے تعلقات اس بات سے بہت متاثر ہونگے کہ آپ ان کے سامنے کیسی مثال قائم کرتے ہیں۔ کسی جواں سال فرد کی زندگی میں مثال کا اثر اس قدر زیادہ ہے کہ اس میں مبالغہ آرائی نہیں ہوسکتی۔ پس اپنے دلوں کو پاکیزہ بنانے کے لئے ہماری اپنی کوششوں کو اس سلسلے میں کافی وقعت حاصل ہوتی ہے۔ ''مکمل مادہ پرستی''، ''دنیاوی چیزوں سے لگاؤ جس نے لوگوں کی روحوں پر پردہ ڈال دیا ہے

ہے؛ خوف اور بے چینیاں جواُن کے ذہنوں کو بھٹکاتی ہیں؛ تفریحیں اور عیاشیاں جن میں اُن کا وقت گزرتا ہے؛ تعصّبات اور دشمنیاں جوان کے نقطہ نظر کوتاریک کرتی ہیں اور مردہ دلی اور سُستی جواُن کے روحانی اہلیتوں کو مفلوج کرتی ہیں'' سب ''اُن سنگین رکاوٹوں میں سے'' ہیں جن کے بارے میں ولی عزیز فرماتے ہیں کہ وہ ''ہراُس مجاہد کے راستے میں کھڑی ہیں جو حضرت بہاءاللہ کی خدمت میں قیام کرے گا۔'' آپ ہمیں مزید یاد دلاتے ہیں کہ ایسی قوتوں کی مزاحمت کرنے کی ہماری اہلیت کا دارومدار بڑی حد تک اُس درجہ پر ہوگا جس تک ہم خود ''ان آلائشوں سے پاک ہوں گے، ان معمولی ادنیٰ مصروفیات اور ضرررِساں پریشانیوں'' سے بچیں گے ''اِن تعصّبات اور دشمنیوں'' سے آزاد ہوں گے ''نفس پرستی سے خالی'' ہوں گے اور ''خدا کی شفا اور قائم رکھنے والی قوت سے بھرپور ہوں گے''۔

نوجوانوں کی روحانی بااختیاری میں آپ کی کوششوں کے لئے ولی عزیز کی نصیحتوں کے کچھ مضمرات کیا ہیں؟

## حصہ 22:

نوجوانوں کے سچے دوست اوران کے دانا مشیر کے طور پر یہ بات آپ کے لیے لازم ہوگی کہ آپ خوشی کے اوقات اور مشکلات کے ادوار کے دوران ان کے ساتھ رہیں گے۔ اگرانہیں کمال کے اعلیٰ سے اعلیٰ تر درجات کو حاصل کرتے رہنا ہے تو انہیں ہمیشہ حوصلہ افزائی کی ضرورت رہے گی۔ جس حد تک کہ آپ ان کی کامیابیوں پر توجہ رکھیں گے نہ کہ ان کی کوتاہیوں اور غلطیوں پر، اسی حد تک آپ ان کی مدد کرسکیں گے۔ آپ ان کا حوصلہ بڑھائیں گے لیکن یقیناً ایسے طریقہ سے نہیں جواُن کی انا کو بڑھاتا ہو۔ آپ کامیابیوں پر توجہ مرکوز کریں گے لیکن اِس سے نہیں ڈریں گے کہ اُنہیں نصیحت دیں جب وہ ایسے حالات میں ہوں جواُن کی اخلاقی سالمیت کو ٹھیس پہنچائے۔

گروپ کے ساتھ دوستی کی نوعیت کے بارے میں غور کرنے کے لیے حضرت ولی عزیز کی جانب سے لکھے جانے والے خط کے درج ذیل اقتباس کا مطالعہ کریں۔ اگرچہ اس میں اُس تعلق کو بیان کیا ہے جو امر کے اداروں اور فرد کے درمیان ہوتا ہے۔ یہی جونیئر یوتھ گروپ کے اینی میٹر کی کوششوں پر بھی صادق آتا ہے۔

> **بیشتر مومنین امراللہ میں نئے ہیں اور اگر وہ غلطیاں کرتے ہیں تو یہ بات آدھی اہمیت کی حامل بھی نہیں کہ ان کے جذبے کو ہمیشہ یہ کہہ کر کچل دیا جائے کہ یہ کرو اور یہ مت کرو!** (34)

آپس میں گفتگو کریں کہ جب کسی جوان شخص کو بار بار اس کی کسی غلطی کی یاددہانی کرائی جاتی ہے اور ہمیشہ یہ کرنے اور وہ نہ کرنے کو کہا

جاتا رہتا ہے تو اس سے اُس کے جذبات کیوں مجروح ہوتے ہیں۔ اپنے چند خیالات یہاں تحریر کریں:

حوصلہ افزائی سے مراد بلا امتیاز تعریف کرنا نہیں ہے؛ ضروری ہے کہ یہ خلوص پر مبنی اور دکھاوے سے پاک ہو، ورنہ یا تو یہ غرور کی طرف لے جائے گا یا عدم اعتماد کی جانب۔ نیچے چند مثالیں دی جا رہی ہیں کہ حضرت عبدالبہاء کس طرح امراللہ کی خدمت کے لئے مؤمنین کا حوصلہ بڑھاتے تھے:

**''یقینا میں خدا تعالیٰ کا شُکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے تمہیں اپنے عظیم انگورستان میں امراللہ کی خدمت کرنے کی تائید سے نوازا۔''** (35)

**''یقینا میں خدا تعالیٰ کی حمد وثنا کرتا ہوں کہ اس نے تمہیں لوگوں کے درمیان اپنے نام کی منادی کے لئے پسند فرمایا، تمہیں جمال ابہیٰ کی جانب مجذب کیا، اور تمہیں امراللہ کو فتح دینے کے لئے تقویت پہنچائی۔''** (36)

**''یقیناً خدا نے تجھے گناہوں سے اُس وقت پاک کر دیا جب اُس نے تجھے اپنی رحمت کے سمندر میں غوطہ دیا تجھے امر کے جام سے ایمان کی پاکیزہ شراب پینے کو دی۔ مرحبا! مرحبا! تو نے تمنا کی کہ اپنی مرضی کو خدا کی رضا کے مطیع کر دے اور چاہا کہ خدا کے لیے تیرے عشق میں اضافہ ہو، اُس کے لیے تیرے عرفان میں وسعت آئے اور اُس کے راستے میں ثابت قدم رہے۔''** (37)

''اے میرے روحانی پیارو! خدا کی حمد ہو کہ تم نے پردوں کو ہٹا دیا ہے اور دلبرِ مہربان کو پہچان لیا ہے اور اس مکان کو چھوڑ کر ملکوت لامکان کی جانب لپکے ہو۔ تم نے عالم الٰہی میں اپنے خیمے گاڑ دیئے ہیں اور اس کی شان بیان کرنے کی خاطر جو اپنے تئیں قائم ہے تم نے مدھر آوازیں بلند کی ہیں اور ایسے نغمات گائے ہیں جو دل کے پار اتر چکے ہیں۔ آفرین! ہزار بار آفرین! کہ تم نے نورِ مبین کو آشکار ہوتے ہوئے دیکھا ہے اور اپنے بیدار نفوس میں تم نے یہ پکار بلند کی ہے ''مبارک ہو مالک جو احسن الخالقین ہے!۔'' (38)

"اے مخلصین، اے منجذبین، اے جو اس طرح کھچے چلے آئے ہو جو گویا مقناطیسی کشش کے زیرِ اثر ہوں، تم جنہوں نے امراللہ کی خدمت کے لئے، کلام اللہ کی سربلندی کے لئے اور خدا کی نفحات شیریں کو دور دراز تک بکھیرنے کی خاطر قیام کیا ہے! میں نے تمہارا شاندار خط پڑھا ہے، جس کی طرز خوبصورت، الفاظ فصیح اور معانی گہرے ہیں اور میں خدا کی حمد وثنا بجالاتا ہوں اور اس کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے تمہاری مدد کی اور تمہیں اپنے پھیلے ہوئے انگورستان میں اپنی خدمت کے قابل بنایا۔" (39)

**"تیرا خط پھولوں کے معطر گلدستے کی طرح تھا اور اس گلدستے سے ایمان اور اطمینان کی خوشبو پائی گئی۔ مرحبا! مرحبا! کہ تو نے نظر نہ آنے والی بادشاہت کی طرف رخ کیا ہے۔ بہت خوب! بہت خوب! کہ تو خدائے عزیز کے جمال کی طرف متوجہ ہو مرحبا! مرحبا! تو کتنا خوش نصیب ہے کہ تو نے اعلیٰ ترین عطیہ پالیا ہے۔"** (40)

حضرت عبدالبہاء جس طرح مؤمنین کی تعریف کیا کرتے تھے اس کی روشنی میں آپ اس بارے میں چند جملے تحریر کریں کہ آپ جس گروپ کے ارکان کو پروان چڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں ان کی حوصلہ افزائی کس طرح کریں گے۔

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

## حصہ :23

آخر میں، یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ نوجوانوں کے کسی گروپ کے ساتھ اپنائیت بھری دوستی کے گہرے بندھن استوار کرنے میں اور ان کے لئے حوصلہ افزائی کا ایک ذریعہ بننے میں آپ کی کامیابی کا انحصار بڑی حد تک اس بات پر ہے کہ آپ میں پُرمسرت ماحول پیدا کرنے کی کتنی اہلیت موجود ہے۔

**"خوشی ہمیں پر و بال عطا کرتی ہے! خوشی کے اوقات میں ہماری قوت زیادہ مضبوط، ہمارا ذہن تیز تر، اور ہمارا فہم زیادہ کھلا ہوتا ہے۔ ہم دنیا کا سامنا کرنے اور اپنے حلقۂ افادیت کا تعین کرنے کے زیادہ بہتر طور پر اہل نظر آتے ہیں۔"** (41)

گروپ کے لئے ایک پُرمسرت ماحول پیدا کرنے کی خاطر آپ کے لئے خوشی محسوس کرنا ضروری ہے۔ ایک نوجوانوں کے گروپ کے

بارے میں سوچیں جس کے ساتھ آپ کام کر رہے ہیں یا کریں گے۔ ان کے بارے میں آپ کے ذہن میں کونسے ایسے خیالات ہیں جو خوشی کا باعث بنتے ہیں؟

آپ جن جلسات کو منظم کرتے ہیں انکے ماحول کو اس طرح سے مزید پُرمسرت بنانے کے لئے آپ کیا اقدام کر سکتے ہیں کہ اس سے وہ غیر سنجیدہ بھی نہ ہو جائیں؟

چلیں ہم اس یونٹ کو بیت العدل اعظم کی طرف سے لکھے گئے ایک خط کے درج ذیل حصے کو پڑھنے کے ساتھ اختتام تک پہنچاتے ہیں:

**''ایک گزرتے ہوئے جذبات کے برعکس، وہ باطنی خوشی جسے ہر فرد تلاش کرتا ہے بیرونی اثرات کی محتاج نہیں؛ یہ یقین اور شعوری علم سے پیدا ہوتی ہے، ایک پاکیزہ دل کے ذریعے پروان چڑھائی جاتی ہے، جو یہ فرق کرنے کے قابل ہوتا ہے کہ کون سی چیز دوام رکھتی ہے اور کیا معمولی ہے۔''** (42)

ان خیالات کو ذہن میں رکھتے ہوئے حضرت عبدالبہاء کے درج ذیل الفاظ پر فکر و تدبر کریں:

**''انسان کا عظیم ترین عطیہ عمومی محبت ہے یعنی وہ مقناطیس جو زندگی کو ابدی کر دیتا ہے۔ یہ حقائق کو مجذب کرتا ہے اور زندگی کو لامتناہی خوشی سے بھر دیتا ہے۔ اگر یہ محبت آدمی کے دل میں سرایت کر جائے تو اس میں کائنات کی تمام قوتیں سما جائیں گی، کیونکہ یہ ایک خدائی قوت ہے جو اسے ایک خدائی مقام تک لے جاتی ہے اور جب تک وہ اس سے منور نہ ہو کوئی ترقی نہیں کر سکتا۔ اپنے دلوں کو کشش کے عظیم تر مراکز بنانے کی خاطر اور نئی مثالیں اور نئے تعلقات پیدا کرنے کے لئے حقیقت کی قوتِ محبت بڑھانے کی سعی کرو۔''** (43)

☆☆☆

# حوالے


1۔ بیت العدل اعظم کے پیام مبارک رضوان 2010 سے

2۔ دی پروملگیشن آف یونیورسل پیس (ولمیٹ: بہائی پبلشنگ ٹرسٹ، 2012) صفحہ 617

3۔ سیلیکشن فرام کی رائٹنگز آف عبدالبہاء (ولمیٹ: بہائی پبلشنگ ٹرسٹ، 2009) نمبر 7۔111، صفحہ 192

4۔ عبدالبہاء آن ڈیوائن فلاسفی (بوسٹن: دی ٹیوڈو پریس 1918) صفحہ 32-131

5۔ گلیپنگز فرام دی رائٹنگز آف بہاءاللہ (ولمیٹ: بہائی پبلشنگ ٹرسٹ، 1983، 2017) نمبر 153، پیرا 6، صفحہ 370

6۔ ایضاً، نمبر 1، پیرا 5 ، صفحہ 3

7۔ ٹیبلٹس آف بہاءاللہ ریویلڈ آفٹر کتاب اقدس (ولمیٹ: بہائی پبلشنگ ٹرسٹ، 2005) نمبر 4.7، صفحہ 35-34

8۔ حضرت بہاءاللہ، کلمات مکنونہ (عربی)، نمبر 13

9۔ سلیکشنس فرام کی رائٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 34.2 صفحہ 100

10۔ ایضاً، نمبر 35.7، صفحہ 104

11۔ ٹیبلٹس آف عبدالبہاء عباس، جلد اول، صفحہ 136

12۔ حضرت عبدالبہاء، سیکریٹ آف ڈیوائن سیویلائزیشن، (2007,2017)، پیرا 186 ، صفحہ 136

13۔ سلیکشنس فرام کی رائٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 68.3، صفحہ 48 -- 147

14۔ ایضاً، نمبر 155.4، صفحہ 253

15۔ دی پروملگیشن آف یونیورسل پیس، پیرا 3، صفحہ 205

16۔ ایضاً، پیرا 4، صفحہ 258

17۔ حضرت عبدالبہاء، بہائی اسکرپچرس، (نیویارک: بہائی پبلشنگ کمیٹی، 1828) نمبر 992، صفحہ 548

18۔ دی پروملگیشن آف یونیورسل پیس، پیرا 6، صفحہ 261

19۔ دی کال آف ڈیوائن بیلویڈ: سلیکٹیڈ میسٹیکل ورکس آف بہآءاللہ (حیفا: بہائی ولڈ سینٹر، 2018)، نمبر 2.22، صفحہ 21

20۔ خطابات پیرس، 1911 میں کی گئی حضرت عبدالبہاء کی تقریر سے، نمبر 15.12، صفحہ 53

21۔ سلیکشنس فرام کی رائٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 36.5، صفحہ 111

22۔ دی کال آف ڈیوائن بیلویڈ: سلیکٹیڈ میسٹیکل ورکس آف بہآءاللہ (حیفا: بہائی ولڈ سینٹر، 2018)، نمبر 2.22، صفحہ 21

23۔ سلیکشنس فرام کی رائٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 195.5، صفحہ 327

24۔ حضرت بہاءاللہ، کتاب اقدس (انگریزی)، صفحہ 43-42

25۔ سلیکشنس فرام کی رائٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 223.1، صفحہ 89--388

26۔ ایضاً، نمبر 35.4، صفحہ 102

27۔ ایضاً، نمبر 206.9، صفحہ 268

28۔ پریئرس اینڈ میڈیٹیشنز بائی بہاءاللہ، نمبر 36، پیرا 4، صفحہ 47

29 ایضاً، نمبر 184، پیرا 2، صفحہ 324

30۔ ایک فرد بہائی کے نام بیت العدل اعظم کی جانب سے لکھے گئے خط مورخہ 23 نومبر 1983 سے

31۔ ایک فرد بہائی کے نام حضرت شوقیؒ فندی کی جانب سے لکھے گئے خط مورخہ 8 دسمبر 1935 سے

32۔ سلیکشنس فرام کی رائٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 107.1، صفحہ 141
33۔ عبدالبہاء آن ڈیوائن فلاسفی، صفحہ 112
34۔ ایک محفل روحانی ملی کے نام حضرت شوقیؔ فندی کے خط مورخہ 30 دسمبر 1957 سے
35۔ ٹیبلٹس آف عبدالبہاء عباس، جلد اول، صفحہ 11
36۔ ایضاً، جلد اول، صفحہ 18
37۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 67-266
38۔ سلیکشنس فرام کی رائٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 236، صفحہ 332
39۔ ایضاً، نمبر 199.1، صفحہ 252
40۔ ٹیبلٹس آف عبدالبہاء عباس، جلد 3، صفحہ 530
41۔ خطابات پیرس، 22 نومبر، 1911، نمبر 35.2 صفحہ 135
42۔ بیت العدل اعظم کی جانب سے مومنین کے ایک چھوٹے سے گروپ کو لکھا گیا خط مورخہ 19 اپریل 2013 سے
43۔ عبدالبہاء آن ڈیوائن فلاسفی، صفحہ 12-111

☆☆☆☆☆

# اینی میٹر کے طور پر خدمت کرنا

**مقصد:**
ان تصورات پر فکر و تدبر کرنا جو نوجوانوں کو روحانی طور پر
با اختیار کرنے کے پروگرام کی صورتگری کرتے ہیں۔

## حصہ 1:

اس کتاب کے دوسرے یونٹ میں ہم نے کسی جواں سال شخص کی زندگی میں عنفوان جوانی کے دوران سماجی ماحول کی اہمیت پر گفتگو کی تھی۔اسی وجہ سے نوجوانوں کو روحانی طور پر بااختیار بنانے کے پروگرام کو نوجوانوں کے گروپ (Junior Youth Group) کے تصور کے گرد منظم کیا گیا ہے۔ہم نے کہا ہے کہ جونیئر یوتھ گروپ کوئی بچوں کی کلاس نہیں ہے۔ یہ اسٹڈی سرکل کے کچھ عناصر رکھتا ہے،لیکن اس کا بنیادی مقصد اپنے ارکان کے لئے باہمی مدد کا ایک ماحول فراہم کرنا ہے،ایک ایسا ماحول جس میں وہ ایسی روحانی سوجھ بوجھ نیز سوچ اور رویوں کے ایسے انداز کو ترقی دے سکیں جو پوری زندگی کے دوران ان کی خصوصیت بنے گا۔

ایک جونیئر یوتھ گروپ ہفتے میں کم ازکم ایک بار باقاعدگی سے ملتا ہے اور تین سالوں کے عرصے کے دوران کئی سالانہ کیمپس میں شرکت کرتا ہے جو وقت ارکان ایک گروہ کے طور پر ساتھ گزارتے ہیں وہ ان موادوں کے مطالعہ پر مرکوز ہوتا ہے جو خاص کر ۱۲ سے ۱۵ سال کے لوگوں کے لئے تیار کئے گئے ۔نوجوان خدمت کے پروجیکٹس پر مشورت کرتے ، ان کی منصوبہ سازی کرتے اور انہیں انجام دیتے ہیں ،مختلف کھیل کھیلتے ہیں،اور ثقافتی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں مثلاً ڈرامہ اورفنون جوان کے اردگرد کے ماحول کے مطابق ہوں۔کیمپس میں جن میں سے ہرایک کئی دنوں تک جاری رہتا ہے، وہ ایک انفرادی گروہ کی حیثیت سے مسلسل گہرے مطالعے میں مشغول ہوتے ہیں اور اپنے محلوں یا گاؤں میں پروگرام سے گزرنے والے دوسرے گروپس کے ساتھ اجتماعی جلسوں اور سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔اس یونٹ میں ہم روحانی بااختیاری کے پروگرام کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیں گے جن سے آپ کو آگاہ ہونا چاہئے۔

## حصہ 2:

آیئے پہلے ہم گروپ کی رکنیت پر غور کرتے ہیں۔ جب کسی سماج کے نوجوان اس پروگرام میں دلچسپی لیتے ہیں تو عموماً دس تا پندرہ ارکان کا ایک گروپ تشکیل دینا ممکن ہوتا ہے۔جبکہ اکثر کی عمر بارہ اور تیرہ سال کے دائرے میں ہوگی لیکن ان میں سے کچھ بارہ سال سے کم عمر والے اور دوسرے چودہ سال کے بھی ہوسکتے ہیں۔تجربہ بتاتا ہے کہ یہ پروگرام زیادہ مؤثر اس وقت ثابت ہوتا ہے جب اس کے ارکان،خواہ ان کی عمر کتنی بھی ہو، پورے تین سال اکٹھے رہتے ہیں اور اسے ایک گروپ کی حیثیت میں مکمل کرتے ہیں۔اس موقع پر جو چاہیں وہ تعلیمی عمل کے اگلے مرحلے میں جاسکتے ہیں اور انسٹی ٹیوٹ کورسوں کے بنیادی سلسلے کا مطالعہ کرتے ہوئے اور یہ خدمت کے ان راستوں پر چل سکتے ہیں جو وہ ان کے لئے کھولتا ہے۔

بعض جگہوں پر جو نوجوان گروپ میں شامل ہونگے وہ بہائی بچوں کی کلاسوں میں شرکت کر چکے ہونگے ،لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بہت سی صورتوں میں جن جواں سال لوگوں کا سامنا اس پروگرام سے ہوگا وہ امر سے کوئی سابقہ تعلق نہیں رکھتے ہوں گے۔پس عمر کے فرق کے علاوہ پس منظر اور تجربہ کے حوالے سے بھی کچھ فرق اکثر موجود ہوگا۔کوئی بھی گروپ کبھی بھی یکساں نہیں ہوتا اور اپنی میٹرز کو ثابت قدمی سے نوجوانوں کی مختلف دلچسپیوں کا لحاظ رکھنے کے للکار کا سامنا ہوتا ہے۔اس سلسلے میں بہت زیادہ لچک اور تخلیقی ذہن کی ضرورت ہے اور ہر بار جب آپ اور آپ کا گروپ ملتے ہیں آپ کو اس للکار کے لئے تیار رہنا ہی ہوگا۔مثال کے طور پر، آپ درج ذیل صورتحال سے کیسے نمٹیں گے؟

☆ آپ جس جونیئر یوتھ گروپ کی مدد کررہے ہیں اس کے بعض ارکان کو زیر مطالعہ مواد کو سمجھنے میں دشواری پیش آرہی ہے۔

☆ جب آپ گروپ کے کم سن ارکان کے ساتھ الگ کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں گھبراہٹ محسوس ہوتی ہے۔

☆ گروپ کے زیادہ عمر والے ایک یا دو ارکان بعض سرگرمیوں کو زیادہ للکار کرنے والی نہیں پاتے۔

☆ گروپ کے بعض ارکان کسی خاص سرگرمی میں حصہ لینے سے انکار کر دیتے ہیں۔

☆ گروپ کے چند ارکان مواد کو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ تیزی سے پڑھ لینے کی صلاحیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

☆ گروپ میں موجود لڑکیاں اور لڑکے بعض سرگرمیوں میں اکٹھے شرکت کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔

☆ بعض ارکان کے پاس کافی ذرائع نہیں ہیں کہ وہ مثال کے طور پر تفریح پر جانے کے لئے رقم دے سکیں۔

☆ ایک یا دو ارکان جلسات میں باقاعدگی سے شرکت نہیں کر پاتے۔

☆ کوئی ایک رکن جلسات کے دوران نامناسب مذاق کرتا ہے۔

☆ گروپ کے چند ارکان جلسات میں اپنے چھوٹے بھائی بہنوں کو بھی ساتھ لے آتے ہیں۔

☆ ایک یا دو ارکان گروپ کی گفتگو میں شرکت نہیں کرتے۔

اپنے گروپ میں ان اور اسی طرح کے دیگر صورتحالوں پر گفتگو کریں۔ بیشک، جوں جوں آپ خدمت کے میدان میں تجربہ حاصل کریں گے، آپ اپنے ساتھی اینی میٹروں کے ساتھ جلسات فکر و تدبر میں کئی بار اس طرح کے للکار دیکھیں گے اور آپ کو تازہ بصیرتیں حاصل ہوں گی۔

اس پروگرام کے محور میں جن کتابوں کا مطالعہ ہے جن میں سے کچھ کا آپ نے کتاب ۲ میں دی گئی تجویز پر عمل کرتے ہوئے مطالعہ کیا ہوگا، انہیں زبان اور تحقیق کئے جانے والے تصورات دونوں لحاظ سے مشکل کے درجات کے مطابق سرسری ترتیب دی گئی ہے۔ انہیں دو اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلی قسم میں جو کتابیں شامل ہیں ان میں موضوعات کو بہائی تناظر میں پیش کیا گیا ہے لیکن مذہبی فرامین کے انداز میں نہیں۔ اس لحاظ سے وہ ''بہائی انسپائرڈ'' ہیں۔ وہ اس پرگرام کا ایک بڑا حصہ تشکیل دیتی ہیں۔ دوسری قسم میں، جو تعداد میں کم تر ہیں، ایسی کتابیں شامل ہیں جو واضح طور پر بہائی تعلیمات پیش کرتی ہیں۔ ہم ان تعلیمات کا اگلے حصہ میں تجزیہ کریں گے اور یہاں بہائی انسپائرڈ کتابوں کی نوعیت پر توجہ مرکوز کریں گے۔

عام طور پر اس طرح کے تعلیمی مواد اس یقین کے ساتھ بنائے جاتے ہیں کہ حضرت بہاء اللہ کی وحی کے سمندر میں حکمت کے بے شمار موتی موجود ہیں جنہیں دلچسپی رکھنے والے افراد کو پیش کرنا چاہئے، حتیٰ کہ تب بھی جب وہ حضرت بہاء اللہ کے مقام کو نہ پہچانتے ہوں۔ آپ اس تصور سے بخوبی آگاہ ہیں کیونکہ آپ نے کتاب 2 کے دوسرے یونٹ حوصلہ افزاء گفتگو' میں حضرت عبدالبہاء کی تقریروں اور الواح مبارکہ پر مبنی عبارات کا مطالعہ کیا تھا تا کہ خود میں یہ اہلیت پیدا کر سکیں کہ روحانی علم اور ان سے حاصل ہونے والی بصیرت کو اپنی روزمرہ کی گفتگو میں شامل کر سکیں۔

جیسا کہ آپ خود اپنے تجربے سے جانتے ہیں کہ، اس یونٹ میں سیکھے گئے تصورات پر دوسرے کے ساتھ گفتگو میں کچھ موقعوں پر آپ ان کی دوسروں کے سامنے فطری طور پر اپنی بصیرت کے ذریعہ کا ذکر کر سکتے ہیں اگرچہ بعض اوقات آپ یہ سوچ سکتے ہیں کہ ایسا نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ ان میں سے کوئی سا بھی فیصلہ آپ حالات کے تقاضے کے مطابق کرتے یہی اصول بہائی تعلیمات مواد کے معاملہ میں بھی لاگو ہوتا ہے۔ اس بارے میں بیت العدل اعظم کی جانب سے لکھے گئے ایک خط میں توجہ دلائی گئی ہے:

> **ایک اصول جو بہائی سماجی و معاشی ترقی کی رہنمائی کرتا ہے، یہ ہے کہ دوستوں کو چاہئے کہ وہ حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات فراخدلی سے اور غیر مشروط طور پر نوع بشر کو دیں تا کہ ہر جگہ کے لوگ انہیں ضروری سماجی مسائل میں استعمال کر سکیں اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں، مادی و روحانی ہر دو طرح سے، بہتر بنا سکیں۔ خدا کے کلام تک رسائی کو حضرت بہاء اللہ کے اس دور کے لئے ایک مظہر ظہور الٰہی کے طور پر تسلیم کرنے سے مشروط نہیں کرنا چاہئے۔ مزید برآں، یہ بات نامناسب نہیں ہوگی کہ جب حالات کا تقاضہ ہو تو آپ کی تعلیمات کی بنیاد پر بنائے گئے ایک تعلیمی پروگرام کے پیچھے بصیرت کا جو منبع ہے اسے واضح طور پر بیان نہ کیا جائے۔ اس روشنی میں، کئی طریقے ہیں جن پر دوست ایسے تعلیمی مواد کی تخلیق کرتے وقت غور کر سکتے ہیں جو امر اللہ کی تعلیمات اور اصولوں سے فائدہ اٹھاتے ہوں۔''** (1)

بیت العدل اعظم کی جانب سے لکھا گیا ایک اور خط کہتا ہے:

> **''ہمیں کہا گیا ہے کہ آپ کو آگاہ کریں کہ اگر ایسا نہ کرنے میں کوئی حکمت نظر آئے تو بہائی انسپائرڈ مواد میں بہائی مقدس تحریروں سے کوئی اقتباس استعمال کرتے ہوئے اس کے مصنف کا حوالہ دینے کی کوئی لازمی شرط نہیں۔''** (2)

چنانچہ، جبکہ بہائی ''انسپائرڈ'' مواد حضرت بہاء اللہ کی وحی کے براہ راست اثر کے تحت تیار کئے جاتے ہیں، مواد کے ہر سیٹ کی نوعیت اور اس کا مطلوبہ استعمال یہ تعین کرتا ہے کہ امر اللہ کا ذکر کس حد تک واضح طور پر کیا جانا چاہئے۔ بعض میں آثار مقدسہ سے اقتباسات کا شامل کیا جانا بالکل مناسب ہوتا ہے۔ جبکہ دوسروں میں بہائی تعلیمات کی تشریح بغیر کسی اقتباس کے کی جا سکتی ہے۔ دونوں میں سے کسی صورت میں بھی اصل ماخذ کا حوالہ دیا

جا سکتا ہے اور نہیں بھی۔ تاہم یہ سمجھنا اہم ہے کہ جہاں امر اللہ کا واضح ذکر نہیں کیا گیا وہاں بھی سیکھنے اور سکھانے کے سیاق وسباق یہ واضح کر دیتے ہیں کہ مواد حقیقت میں تعلیمات مقدسہ سے متاثر ہیں۔

یہاں ہم جن بہائی انسپائرڈ موادوں پر غور کر رہے ہیں وہ کلام الٰہیٰ کی قوت سے وسیع طور سے استفادہ کرتے ہیں۔ ایسا کرتے ہوئے وہ دونوں طریقوں کا استعمال کرتے ہیں یعنی آثار مقدسہ سے براہ راست حوالہ دینا اور امر اللہ کی تعلیمات کو فکری، اخلاقی اور روحانی تصورات کی پیش کشوں میں پرونا۔ متن بذات خود کوئی حوالہ نہیں دیتے اور یہ اینی میٹر پر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ وہ گروپ کے حالات اور اس کے رجحان اور دلچسپی کی روشنی میں فیصلہ کرے کہ آیا اقتباسات کا حوالہ دینا مناسب ہوگا۔ اگر حوالہ دینا ہے تو کس مرحلے پر ایسا کرنا ہے۔ نیچے کتاب ''تائید کے جھونکے'' کے ایک سبق سے حوالے دیئے جا رہے ہیں۔ یہ وہ پہلی کتاب ہے جس کا کوئی جونیئر یوتھ گروپ مطالعہ کرتا ہے۔ اسے پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ اسے کس لحاظ سے ایک بہائی انسپائرڈ مواد کو سمجھا جا سکتا ہے۔

---

گاڈون کا ایک ہم جماعت اور بہت ہی قریبی دوست ہے جس کا نام چشمبا ہے۔ وہ اکثر گاڈون اور اس کے گھر والوں سے ملنے آتا ہے اور آج کی رات وہ کھانے کے لئے رُک رہا ہے۔ وہ ادھر ادھر کے موضوعات پر بات چیت کرتے ہیں۔ موسوٗندا تائید کے موضوع کو چھیڑنے کے لئے بے چین ہوتی ہے۔ کچھ لمحات کے لئے خاموشی ہوتی ہے تو اسے اس کا موقع مل جاتا ہے۔ ''روز اور میں تائید کے بارے میں باتیں کرتے رہے ہیں'' مُوسوندا کہتی ہے۔

''لو، اب میری ننھی سی بہن بولے گی۔'' گاڈون کھنکارتا ہوا کہتا ہے۔ لیکن اسے حیرت ہوتی ہے کہ چشمبا دلچسپی لیتا دکھائی دیتا ہے۔

''تمہارے نزدیک اس لفظ کے کیا معنیٰ کیا ہو سکتے ہیں؟'' وہ مُوسوندا سے پوچھتا ہے۔

مُوسوندا کچھ حیران سی ہو جاتی ہے اور وہ اس امید سے روز کی طرف دیکھتی ہے کہ شاید وہ اس کا جواب دینا چاہے۔

''تائید۔۔۔ یعنی ہمارے کاموں میں خدا ہماری مدد کرتا ہے'' روز کہتی ہے۔

چشمبا چُپ کسی سوچ میں گم ہو جاتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں دکھ نظر آتا ہے۔ چند لمحوں بعد وہ آہستگی سے بولنا شروع کرتا ہے، ''چند مہینے پہلے میرے ابّو کی نوکری چھوٹ گئی۔ وہ ایک ایماندار شخص ہیں اور سب یہ بات جانتے ہیں۔ اٹھارہ سال سے وہ ایک کمپنی میں چوکیدار کی ملازمت کرتے تھے۔ اب اچانک ہی انہیں بلا وجہ نوکری سے برخواست کر دیا گیا ہے۔ لیکن ہم سب کو اس کی وجہ معلوم ہے۔ اگر وہ انہیں دو سال مزید رکھتے تو وہ ریٹائر ہو جاتے اور کمپنی کو ان کی پینشن ادا کرنی پڑتی۔ ہمارے پاس کوئی بڑی بچت نہیں ہے۔ اگر چہ میرا بڑا بھائی بھی ہماری مدد کرتا ہے مگر مجھے لگتا ہے کہ میں اگلے سال پڑھائی جاری نہیں رکھ پاؤں گا کیونکہ میں اپنے رہنے اور کھانے کے اخراجات ادا نہیں کر سکتا۔ مجھے اسکول واقعی پسند ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ خدا میری مدد کیوں نہیں کرتا۔''

سب جناب مولینگا کی طرف دیکھتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ اس سوال کا جواب دینگے۔

جناب مولینگا مسکراتے ہوئے کہتے ہیں، ''جب ہم کوشش کرتے ہیں تو خدا ہماری مدد ضرور کرتا ہے لیکن اس سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ

زندگی بہت آسان ہے۔تمہاری زندگی مشکلات سے بھری ہوئی ہوگی اور بدقسمتی تو یہ ہے کہ ان میں سے اکثر مشکلات ناانصافی کی وجہ سے ہونگی۔مگر تمہیں سخت محنت کرنی ہوگی اور اگر کچھ عرصہ کے لئے چیزیں تمہاری توقع کے خلاف بھی کیوں نہ جارہی ہوں تو بھی تمہیں خدا کی تائید پر یقین رکھنا ہوگا۔تم اگر ناانصافی کو دور کرنے کی کوشش کروگے تو اس میں خدا تمہاری خصوصی مدد کریگا۔'' پھر وہ چشمبا کی طرف دیکھ کر کہتے ہیں '' تمہارا گھرانہ متحد اور محنتی ہے۔میرا دل کہتا ہے کہ تمہارے حالات بدلیں گے۔تم اپنی پڑھائی ضرور مکمل کروگے۔میری بات کا یقین کرو۔''

---

حصہ ۲۰ اور ۲۱ میں ہم کتاب '' تائید کے جھونکے'' پر کچھ تفصیلی نظر ڈالیں گے لیکن اب تک کے لئے آپ اپنے گروپ میں درج ذیل سوالوں پر گفتگو کرنا پسند کرسکتے ہیں:

۱۔ اوپر کی بات چیت میں جس بنیادی روحانی تصور پر تبادلۂ خیال کیا گیا ہے وہ کیا ہے؟

۲۔ کیا اس تصور کو اس طرح سے پیش کیا گیا ہے کہ وہ نوجوانوں کی سمجھ میں آسکے؟

۳۔ اس کتاب کے یونٹ 2 میں ہم نے '' خود'' یا '' انا'' پر ضرورت سے زیادہ زور دینے کے خطرات پر گفتگو کی تھی۔جس کی تعلیمی عمل کوشش کرنے اور خدا کی تائیدات منجذب کرنے کی اہمیت پر زور دیتا ہے وہ کس طرح سے اس (تعلیمی عمل) سے مختلف ہے جو اپنی ذات کے احساس، اپنی پہچان، اور اپنے احترام کے خیال کے گرد منظم کیا جاتا ہے جس پر اُس یونٹ میں گفتگو کی گئی ہے؟

۴۔ کیا تمام نوجوان خواہ ان کا تعلق کسی بھی پس منظر سے ہو بہائی گھرانوں سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں سمیت یہاں زیرغور بہائی تصور سے متاثر مواد کے مطالعے سے فائدہ اٹھاتے ہیں ؟ کیوں؟

## حصہ 4:

دوسری قسم میں جو کتابیں ہیں وہ بہائی بچوں کی کلاسوں میں حاصل کی جانے والی روحانی تعلیم کو جاری رکھنے کے لئے مواد فراہم کرتی ہیں۔وہ کتابیں بنیادی بہائی عقائد کے سلسلے میں بالکل واضح ہیں اور ان طریقوں پر بحث کرتی ہیں جن کے ذریعہ سماجی زندگی کے حوالہ سے ان عقائد کو عملی جامہ پہنایا جاسکتا ہے۔حضرت بہاءاللہ کو اس دور کے لئے مظہرِ ظہورالٰہی تسلیم کرنا، نوعِ بشر کے لئے آپ کے مقصد کی شناخت پر کامل اعتماد، آپ کے قوانین کی اطاعت کے ذریعے حاصل ہونے والی لامحدود آزادی اور خوشی کی یقین دہانی اور اس کے میثاق کی طاقت پر یقین ۔ یہ ان یقینی باتوں میں سے ہیں جو کتابوں میں تصورات کو بیان کرنے کے طریقے سے آگاہ کرتے ہیں۔

اس قسم کے مواد کے بارے میں سوچتے ہوئے آپ حضرت شوقی آفندی کی جانب سے لکھے گئے درج ذیل اقتباس کو مددگار پائیں گے:

**''... جدید جوانوں کو جن خطرات کا سامنا ہے وہ سنگین تر ہوتے جارہے ہیں، اور فوری حل کے متقاضی ہیں۔لیکن، جیسا کہ تجربہ واضح طور پر یہ دکھاتا ہے کہ اس حقیقتاً افسوسناک اور پریشان کن صورتحال کا حل روایتی اور ملائیت والے دین میں نہیں ملے گا۔کلیسا کے کٹر عقائد کو ہمیشہ کے لئے رد کیا جاچکا ہے۔جو چیز جوانوں کو قابو میں لاسکتی اور اس دور کی یکسر بے ڈھنگی مادیت پرستی**

کی کھائیوں (pitfalls) سے بچا سکتی ہے وہ ایک حقیقی، تعمیری اور زندہ دین کی قوت ہے جیسا کہ وہ دین جسے حضرت بہاء اللہ نے دنیا کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ دین، ماضی کی طرح اب بھی دنیا کی واحد امید ہے، لیکن اس طرح کا دین نہیں جس کا ہمارے مذہبی ملا یا پادری تبلیغ کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ حقیقی دین سے جدا ہو کر اخلاقیات اپنا اثر کھو بیٹھتے ہیں اور آدمی کی انفرادی اور سماجی زندگی میں رہنمائی فراہم کرنے میں بے بس ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب حقیقی دین، حقیقی اخلاقیات کے ساتھ ملتا ہے تو اخلاقی ترقی ایک ممکن چیز بن جاتی ہے نہ کہ خالی ایک اعلیٰ مقصد۔'' (3)

اوپر دیا گیا اقتباس یہ واضح کرتا ہے کہ روایتی ادیان کے گھٹتے ہوئے اثر کے برعکس ایک زندہ دین کی قوت جوانوں کو اُس ''بے ڈھنگی مادیت پرستی کی کھائیوں'' سے بچا سکتی ہے جو آجکل معاشرے میں روز بروز اتنی چھائے جا رہی ہے۔ ضروری ہے کہ یہ قوت اُس مواد سے منعکس ہو جن کا جواں سال لوگ مطالعہ کرتے ہیں اور اُس انداز سے جھلکنا چاہئے جس سے انہیں اپنی روحانی صلاحیتیں بڑھانے میں مدد دی جا رہی ہے۔ اس خیال پر مزید غور کرنے کی خاطر آیئے ہم کتاب ''روحِ ایمانی'' کے ایک حصہ پر نظر ڈالتے ہیں۔ یہ کتاب اس قسم کی کتابوں میں سے ایک ہے جس کا ہم یہاں تجزیہ کر رہے ہیں۔

کتاب ''روحِ ایمانی'' ایسے موضوعات پر گفتگو کرتی ہے جو فلسفیانہ نوعیت کے ہیں کیونکہ عمر کے اس حصّہ میں موجود جواں سال لوگ ہمیشہ وجود اور زندگی کے بارے میں بنیادی سوالات سے الجھے رہتے ہیں۔ اگر زندگی میں آگے چل کر الجھن سے حتی کہ ایمان کے نقصان سے بچنا ہے تو ان سوالوں کا مناسب جواب دیا جانا بہت ضروری ہے۔ یہ بہائی تعلیمات ہیں جن میں بہت سارے حیران کن ایسے سوالات کے جواب ملتے ہیں جو انسانی ذہن کو پریشان کرتے ہیں مثلاً انسان کی حقیقی فطرت، نیکی اور بدی، اختیار اور تقدیر، ارتقا اور انسانی روح کا ظہور، انسانی عقل اور روحِ ایمان۔ یہ کتاب ان بصیرتوں سے استفادہ کرتی ہے جو مقدس آثار سے حاصل کی گئی ہے، خاص کر کتاب ''مفاوضات'' میں حضرت عبدالبہاء کی مؤثر تشریحات سے استفادہ کیا گیا ہے تاکہ ان تصورات پر روشنی ڈالی جائے۔ یہ نوجوانوں کے ایک گروپ میں ہونے والی گفتگو کے ذریعہ، جو وہ ہفتہ وار جلسے میں کرتے ہیں، تصورات کو ترقی دیتی ہے۔ نیچے دیا گیا حصہ ایک سبق سے لیا گیا جس میں نوجوان اپنے اینی میٹر نطالیہ پٹروونا کے ساتھ تقدیر کے موضوع پر بات چیت کر رہے ہیں:

---

''آیئے دیکھتے ہیں کہ اب تک ہم نے کیا سمجھا ہے'' نطالیہ پٹروونا کہتی ہے۔ ''ہمیں اختیار ہے کہ نیک کام کریں یا بد۔ نیک زندگی بسر کرنے کے لئے ہمیں اپنے اس اختیار کا استعمال کرنا ہوگا۔ لیکن اختیار ہونے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہر چیز ہمارے بس میں ہے۔ ایسی چیزیں بھی ہیں جو ہمارے ساتھ واقع ہوتی ہیں اور جن پر ہمارا بہت کم اختیار ہوتا ہے۔ اب میں آپ سے ایک اور خیال کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہوں۔ آپ لفظ 'تقدیر' سے کیا سمجھتے ہیں؟

''میں سمجھتا ہوں کہ تقدیر کوئی ایسی چیز ہے جسے ہم کسی حال میں بھی تبدیل نہیں کر سکتے''، ایگور کہتا ہے۔

''یہ درست لگتا ہے۔ کیا کوئی اس کی چند مثالیں دے سکتا ہے؟'' نطالیہ پوچھتی ہے۔

''ہم اپنے والدین کا انتخاب خود نہیں کرتے''، نادیہ کہتی ہے۔

''ہم اپنی جائے پیدائش بھی خود پسند نہیں کر سکتے۔'' اینٹن (Anton) کہتا ہے۔

''میرے والدین ہمیشہ کہتے ہیں کہ میری تقدیر میں ایک عظیم پیانونواز بننا لکھا ہے،'' وادِک (Vadik) کہتا ہے۔

''لیکن ضروری نہیں کہ تم ایسا ہی کرو۔ تم کچھ اور بھی تو بننا پسند کر سکتے ہو۔'' مرینا (Marina) کہتی ہے۔

''یہ درست ہے۔ تقدیر کوئی اتنی سادہ سی چیز نہیں ہے،'' نطالیہ کہتی ہے۔ ''ایک بڑی اچھی تمثیل ہے جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ تقدیر کیسے عمل کرتی ہے۔ کیا آپ میں سے کسی نے دیکھا ہے کہ قالین کیسے بُنی جاتی ہے؟''

ہر ایک کا چہرہ سپاٹ نظر آ رہا تھا، پس نطالیہ نے اپنی بات جاری رکھی: ''ایک فریم ہوتا ہے۔ اس فریم پر ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک سوت کے دھاگے خوب کھینچ کر ایک دوسرے کے متوازی تان دیئے جاتے ہیں۔ اب قالین باف مختلف رنگوں کے دھاگوں سے ان تنے ہوئے دھاگوں کے درمیان بُنائی کرتا ہے اور نقش و نگار ابھارتا ہے۔ اوائل تاریخ کے مؤمنین میں سے ایک نے حضرت عبدالبہاء کو کہتے ہوئے سنا تھا کہ ہم قالین بافوں کی طرح ہیں۔ ہمیں فریم اور تانے دے دیئے گئے ہیں۔ اور ہمیں وہ سوت بھی دی گئی ہے جس سے ہمیں بُنائی کرنی ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ سوت وہ مختلف صلاحیتیں اور قوتیں ہیں جن کے ساتھ ہم پیدا ہوئے ہیں۔ یہ ہماری تقدیر ہے۔ لیکن اس کھڈی پر جو نقش و نگار بُننا ہے وہ ہم خود پسند کرتے ہیں۔ ہمیں اپنے عمل میں آزادی حاصل ہے۔ ہمارا ہر عمل اس نقش و نگار کا ایک تھوڑا سا حصہ پیدا کرتا ہے۔ اور مکمل کام یہ ہے کہ ہم کیا بن کر سامنے آئے ہیں۔ خدا نے ہمیں جو قوتیں اور صلاحیتیں بخشی ہیں ہم اپنی مرضی اور ارادے سے انہیں ترقی دیتے ہیں۔''

---

## تدبر:

خدا نے ہمیں مختلف صلاحیتیں بخشی ہیں۔ کوئی حیاتیات کے مضمون میں اچھا ہو سکتا ہے تو کوئی موسیقی کی خاص اہلیت رکھتا ہے۔ لیکن ہم سب کو یہ صلاحیت دی گئی ہے کہ ہم ایک نیک فرد کی حیثیت سے ترقی کریں۔ اس لئے یہ درست نہیں کہ ہم اپنی کوتاہیوں کے لئے تقدیر کو قصوروار ٹھہرائیں۔ جب ہم ایسا کرتے ہیں تو ہم خود کو سدھارنے کی کوشش کو روک دیتے ہیں۔ نیچے دیئے گئے ہر معاملے میں ایسی سوچ کا انتخاب کریں جو فرد کی اپنی حالت سدھارنے میں مدد کرتا ہے:

الف۔ <u>کوئی شخص اکثر اس لئے بیمار پڑتا رہتا ہے کہ وہ غیر صحت مند کھانا کھاتا ہے۔ وہ سوچتا ہے:</u>

بیماری اور کمزوری میری تقدیر کا لکھا ہے۔

مجھے بہانے بنانا چھوڑ کر اپنے کھانے کی عادتوں میں تبدیلی لانی چاہیئے۔

ب۔ <u>کوئی لڑکی پڑھتی نہیں اور امتحانات میں صحیح جواب نہیں دیتی۔ وہ سوچتی ہے:</u>

میں سب سے ذہین طالبہ تو نہیں لیکن محنت کر کے میں سدھر سکتی ہوں۔

اسکول میں کامیاب ہونا میری تقدیر میں ہے ہی نہیں۔

ج۔ کسی شخص کو جب بھی کسی دشواری کا سامنا ہوتا ہے وہ پی کر مست ہو جاتا ہے۔ جب وہ نشے سے ہوش میں آتا ہے تو سوچتا ہے:

زندگی مجھے پینے پر مجبور کر دیتی ہے۔
میں اپنی زندگی کے مسائل کو حل کرنا سیکھ سکتا ہوں؛ مجھے شراب کی ضرورت نہیں۔

د۔ کوئی لڑکی اپنے دوستوں پر نکتہ چینی کرنے کی عادی ہے۔ اس لئے وہ اسے نظر انداز کر دیتے ہیں۔ وہ سوچتی ہے:

کوئی بھی مجھے پسند نہیں کرتا۔
مجھے نکتہ چینی کرنے کی عادت ترک کر دینی چاہیئے اور اپنے دوستوں میں اچھائی دیکھنی چاہیئے۔

ہ۔ کوئی طالب علم امتحانات میں نقل کرتے ہوئے پکڑا جاتا ہے۔ وہ سوچتا ہے:

یہ میری تقدیر ہے۔ دوسرے بھی تو نقل کرتے ہیں اور کبھی پکڑے نہیں جاتے۔
آخر میں نے ایسا کیوں کیا؟ مجھ سے تو یہ توقع کی جاتی ہے کہ میں ایمانداری کی خلعت سجاؤں گا۔

---

''کیا ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ مجرم بننا کسی کی تقدیر میں نہیں لکھا؟'' ایوان سوال کرتا ہے۔

''یقیناً نہیں،'' نطالیہ پڑوونا جواب دیتی ہے۔ ابھی جو تمثیل میں نے استعمال کی ہے اس میں ہر ایک کو جو فریم اور سوت دیئے گئے ہیں اس سے وہ خوبصورت نقش و نگار بُن سکتا ہے۔ اگر چہ ہم مختلف ہیں لیکن ہم سب میں صلاحیت ہے کہ اپنے کردار کو بہتر بنائیں اور اچھے انسان بنیں۔''

ایوان ہر اس بات سے اتفاق کرتا ہے جو کہی گئی ہے۔ تاہم اس کے دل میں کوئی بات کھٹک رہی ہے جس کو وہ صحیح طرح سمجھ نہیں رہا۔ پھر اچانک اسے اپنی ہی آواز سنائی دیتی ہے: ''لیکن یہ سب کچھ ہے بہت مشکل۔''

کسی کی سمجھ میں نہیں آتا کہ ایوان کیا کہنا چاہ رہا ہے۔

''ایسی کیا چیز ہے جو بہت مشکل ہے،'' نطالیہ پوچھتی ہے۔

''یہی کہ ہمیشہ بہت کوشش کرتے رہنا کہ مضبوط بنیں، نیک بنیں'' ایوان نے جواب دیا۔

''ایوان تم درست کہہ رہے ہو'' نطالیہ مسکراتے ہوئے کہتی ہے۔ ''لیکن یاد رکھو کہ خدا ہر دم ہماری مدد کر رہا ہے۔ وہ ہمیں کبھی بھی تنہا نہیں چھوڑتا۔ مانیں کہ یہ بادبانی کشتی چلانے کی طرح ہے؛ چلنے کی قوت ہوا سے ملتی ہے یہ خود کشتی کی قوت نہیں ہوتی۔ لیکن یہ کپتان ہے جو کشتی کو اپنی منزل کی طرف لے جانے کی خاطر ہوا کو استعمال میں لاتا ہے۔ سب قوت خدا سے ملتی ہے۔ اس کی مدد کے بغیر ہم بالکل کمزور ہیں۔ جب ہم محض اپنی طرف نگاہ کرتے ہیں، تو ہمیں جو کچھ نظر آتی ہے وہ ہے کمزوری۔ لیکن جب ہم خدا کی جانب رُخ پھیرتے ہیں اور اس کی

مدد اور مساعدت کو پکارتے ہیں، تو ہمیں اس کام کے کرنے کی طاقت ملتی ہے جو خدا کو پسند ہے۔''

اس کے بعد گروپ جوڑیوں میں تقسیم ہو جاتا ہے تاکہ نیچے دیئے گئے اقتباسات کو یاد کر سکے:

**''بے مثل خالق نے لوگوں کو ایک ہی شئے سے پیدا کیا، اور ان کی حقیقت کو اپنی باقی سب مخلوقات سے بلند کیا ہے۔ پس لازم ہے کہ اس کی کامیابی یا ناکامی، فائدہ یا نقصان، کا دارومدار آدمی کی اپنی جدوجہد پر ہو۔ وہ جتنی زیادہ کوشش کرتا ہے، اس کی ترقی اسی قدر زیادہ ہوگی۔''**

**''خدایا! خدایا! تو مجھے میری کمتری اور کمزوری میں دیکھ رہا ہے کہ میں عوام الناس میں تیرے مقدس کلام کو بلند کرنے اور تیرے لوگوں کے درمیان تیری تعلیمات کو پھیلانے کا قصد کئے ہوئے اس عظیم ترین کام میں مصروف ہوں۔ میں کیسے کامیاب ہو سکتا ہوں جب تک تو روح القدس کی نفحات سے میری مدد نہ کرے، فتح حاصل کرنے میں اپنے شاندار ملکوت کے افواج کے ذریعہ مجھے کمک نہ پہنچائے اور مجھ پر اپنی اس تائید کی بارش نہ کرے جو ایک تنہا پتنگے کو شاہین میں، پانی کے ایک قطرے کو دریاؤں اور سمندروں میں، اور ایک ذرّے کو روشنیوں اور سورجوں میں تبدیل کر سکتا ہے۔ اے میرے آقا! اپنی فتح بخش اور مؤثر قدرت سے میری مدد فرما، تاکہ تمام قوموں کے درمیان میری زبان تیری حمد و ثنا بیان کر سکے اور میری روح سے تیرے عشق اور علم کی شراب چھلکے۔**

**''تو ہی قادر مطلق ہے اور تو جو کچھ چاہتا ہے ویسا ہی کر سکتا ہے۔''**

''

---

اگرچہ حصہ ۲۲ میں آپ کو کتاب 'روحِ ایمانی' کے پورے متن کا مطالعہ کرنے کا موقع ملے گا، لیکن آپ کے لئے اس وقت رُک کر درج ذیل نکات پر گفتگو کر کے اوپر دی گئی عبارات کا جائزہ لینے میں بڑی مدد ملے گی:

۱۔ یہ مواد تقدیر کے موضوع کو کس طرح سے پیش کرتا ہے؟ کیا یہ کٹر عقائد والا انداز ہے؟

۲۔ اس تصور کی کٹر عقائد والے انداز میں پیش کش کیسی ہو سکتی تھی؟

۳۔ کیا یہ مواد اس بات پر مناسب زور دیتا ہے کہ نوجوانوں کی اس طرح مدد کی جائے کہ وہ روحانی تصورات کا ادراک کر سکیں یا کیا خیالات کو سختی سے پیش کیا گیا ہے؟

۴۔ یہ مواد ان کی مقدس تحریروں کے مطالب سمجھنے میں کیسے مدد کر سکتا ہے جن کا تعلق ان کی اپنی زندگیوں میں تقدیر اور آزاد مرضی (free will) کے ساتھ ہے؟

۵۔ کیا اس مواد میں ان نوجوانوں کے مختلف نظریات کے لئے برداشت موجود ہے جو تصورات کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ اگر ہے تو اس کا اظہار کیسے کیا گیا ہے؟

۶۔ اگر نوجوانوں کو آزادی سے اس بارے میں اپنے خیالات کے اظہار کا موقع نہ دیا جاتا تو کیا ہوتا؟

۷۔ مطالعۂ پڑھ اور واضح سوچ اختیار کرنے کے سلسلے میں کس طرح سے نوجوانوں ساتھیوں کی مدد کرتی ہے؟

۸۔ کیا گروپ کے ارکان کے درمیان جن سوالات پر گفتگو ہوئی ہے وہ بلا استثنا ہر پس منظر کے سب نوجوانوں سے متعلق ہیں؟

## حصہ 5:

آغازِ شباب زندگی کا وہ عرصہ ہے جس کے دوران ہماری یہ صلاحیت بہت بڑھ جاتی ہے کہ ہم چیزوں کی ظاہری شکل وصورت سے ماوراء دیکھ سکیں اور ہم جو کچھ دیکھتے ہیں یا تجربہ کرتے ہیں اس کے بارے میں گہرا فہم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نوجوانوں کو روحانی سوجھ بوجھ کی ضرورت ہے اور روحانی قوتوں کو پہچاننے کے لئے، ہر صورتحال کی روحانی حقیقت کو دیکھنے کی خاطر اور اس سے متعلقہ روحانی اصولوں کی شناخت کے لئے ان کی مدد کی جانی چاہئے۔ آثار مقدسہ میں بہت سارے مقامات پر ''روح کی آنکھ''، ''باطنی نظر''، اور ''باطنی بصیرت'' کا حوالہ ملتا ہے۔ مثال کے طور پر درج ذیل عبارات میں حضرت عبدالبہاء طہران کے تربیت اسکول کو یہ نصیحت کرتے ہیں:

**''انہیں وقت کے کم سے کم عرصہ میں عظیم ترین ترقی کرنے دو، انہیں اپنی آنکھیں پوری طرح کھولنے اور اشیاء کے اندرونی حقائق پر سے پردہ اٹھانے دو، ہر فن اور ہنر میں ماہر بننے دو، اور تمام اشیاء کے بھیدوں کو جیسا کہ وہ ہیں سمجھنا سیکھنے دو — یہ صلاحیت آستانِ مقدس کی عبودیت کے واضح اثرات میں سے ایک ہے۔''** (4)

حضرت عبدالبہاء روحانی سوجھ بوجھ کو ان قوتوں میں سے ایک قرار دیتے ہیں جو انسان کو حیوان سے جدا کرتی ہیں:

**''یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اگرچہ آدمی اور جانور میں ایک جیسی قوتیں ہوتی ہیں، وہ اپنے ذہنی کمالات، روحانی سوجھ بوجھ، خوبیوں کے حصول، خدائی عطیات، مالک کے فضل اور ملکوتی رحمت کے فیضان کو حاصل کرنے کی صلاحیت کی وجہ سے جانور سے ممتاز ہے۔ یہی ہے انسان کی زینت، اس کی عزت اور رفعت۔ نوعِ بشر کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس اعلیٰ ترین مقام کے لئے سخت کوشش کرے۔''** (5)

اور آپ باطنی بصیرت اور باطنی سماعت کو روحانی فیض قرار دیتے ہیں:

**''خدا نے ہمیں مادی عطیات اور روحانی فیوضات دیئے ہیں، بصارت کہ ہم سورج کی روشنیوں کو دیکھ سکیں اور بصیرت جس کے ذریعہ ہم خدا کی شان کا ادراک کر سکیں۔ اس نے ظاہری کان بنائے ہیں تا کہ ہم آواز کی دھنوں سے خوش ہو سکیں اور باطنی سماعت جس کے ذریعے ہم اپنے خالق کی آواز کو سُن سکیں۔''** (6)

ایک اور موقع پر آپ ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ ہماری باطنی نظر کو کھولنا کس قدر ضروری ہے:

**''ہمارے روحانی ادراک، ہماری باطنی نظر کا کھلا ہونا لازمی ہے، تا کہ ہم ہر شئے میں خدائی روح کی نشانیاں اور علامات دیکھ سکیں۔ ہر شئے ہمارے لئے روح کی روشنی منعکس کر سکتی ہے۔''** (7)

اور اس اقتباس میں حضرت عبدالبہاء ہمارے لئے ایک مثال بیان کرتے ہیں جس میں روحانی ادراک سوجھ بوجھ کو بڑھاتا ہے:

''معدوم ہو جانے کا تصور انسانی تنزلی کا ایک عنصر ہے، انسانی پستی اور کمتری کی ایک وجہ، انسانی خوف اور ذلت کا ایک منبع ہے۔ اس نے انسانی سوچ کو منتشر اور کمزور کرنے میں مدد کی ہے، جبکہ بقا اور جاری رہنے کی سمجھ نے آدمی کو اعلیٰ آئیڈیل کی جانب بلند کیا ہے، انسانی ترقی کی بنیادوں کو استوار کیا ہے، اور ملکوتی صفات کی ترقی کو ابھارا ہے؛ پس آدمی پر لازم ہے کہ وہ باقی نہ رہنے اور موت کے خیال کو ترک کر دے، جو بالکل ہی خیالی ہیں، اور خود کو اپنی تخلیق کے آسمانی مقصد کے تحت ہمیشہ زندہ رہنے والا، اور ہمیشہ قائم رہنے والا سمجھے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ ان خیالات سے مُنہ موڑ لے جو انسانی روح کی حیثیت کو گھٹاتے ہیں تا کہ دن بہ دن، اور ساعت بہ ساعت وہ اونچائی کی جانب اور حقیقت انسانی کے جاری رہنے کے اعلیٰ تر روحانی ادراک کی طرف بڑھ سکے۔'' (8)

کیا آپ نیچے دی گئی جگہ پر بیان کر سکتے ہیں کہ روحانی ادراک کس طرح سے انسانی سمجھ میں نئے پہلو متعارف کراتا ہے جن تک پہنچنا صرف ذہنی قوتوں کے ذریعہ ممکن نہیں؟

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

## حصہ 6:

روحانی ادراک کی ضرورت کو معلوم کرنے کے بعد اب لازم ہے کہ ہم خود سے سوال کریں کہ ہم کس طرح سے اسے ترقی دے سکتے ہیں۔ اس سوال کا بیشک کوئی سادہ سا جواب نہیں ہو سکتا، اور یہاں ہم صرف چند متعلقہ خیالات پر گفتگو ہی کر سکتے ہیں۔

یہ واضح ہے کہ روحانی ادراک خالص دل کی ایک صفت ہے۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:

''انسان کا دل جس قدر خالص اور پاک ہو جاتا ہے، وہ خدا سے اسی قدر قریب تر ہوتا ہے، اور شمسِ حقیقت کی روشنی اس میں سے ظاہر کی جاتی ہے۔ یہ روشنی دلوں کو عشقِ الہیٰ کی آگ سے روشن کر دیتی ہے، ان میں علم کے دروازے کھول دیتی ہے اور خدائی رازوں کو فاش کر دیتی ہے تا کہ روحانی انکشافات کو ممکن بنایا جا سکے۔'' (9)

اس میں کوئی شک نہیں کہ روحانی ادراک کی ترقی کے لئے خدا کا علم ہونا بنیادی اہمیت کا حامل ہے:

''۔۔۔اشیاء کی حقیقت کے بارے میں موجودہ علم میں مادی فوائد موجود ہیں، اور اس کے ذریعہ ظاہری تمدن ترقی کرتی ہے؛ لیکن خدا کا علم روحانی ترقی کا سبب ہے، اور اس کے ذریعہ حقیقت کا ادراک، انسانیت کی سرفرازی، تمدنِ الہیٰ، اخلاقیات کی درستی اور درخشندگی حاصل ہوتی ہیں۔'' (10)

''اے میرے دوست آفتابِ حقیقت کی کرنوں سے اپنی بصیرت کے روشن کیے جانے اور آبِ حیات سے زندگی اور محبت اللہ کے شعلے سے پاکیزگی عطا کرنے پر خدا کا شکر ادا کر۔''(11)

''عشقِ الٰہی کو آگ کہا جاتا ہے کیونکہ یہ پردے جلا دیتی ہے اور یہ پانی کی مانند بھی ہے جو زندگی کا ذریعہ ہے مختصراً عشقِ الٰہی عالمِ انسانیت کی صفات کی باطنی حقیقت ہے۔اس کے ذریعے انسانی فطرت پاکیزہ ہوتی ہے۔عشقِ الٰہی کے ذریعے انسان عالم انسانی کے نقائص سے نجات پاتا ہے۔عشقِ الٰہی کے ذریعے انسان عالمِ صفات میں ترقی پاتا ہے۔عشقِ الٰہی دنیا کی نورانیت کا سبب ہے۔ ''(12)

اوپر دی گئی نصیحتوں کی اہمیت پر فکر و تدبر کرتے ہوئے آپ ان مشقوں کو مددگار پا سکتے ہیں۔

ا۔ اس بارے میں چند جملے تحریر کریں درج ذیل حالات میں سے ہر ایک کس طرح روحانی ادراک میں اضافہ کرتا ہے:

الف۔ دل کی پاکیزگی ____________________

____________________

____________________

____________________

____________________

ب۔ خدا کا عرفان ____________________

____________________

____________________

____________________

ج۔ عشقِ الٰہی: ____________________

____________________

____________________

____________________

____________________

۲۔ فیصلہ کریں کہ درج ذیل بیانات درست ہیں:

_____ خدا کی تعلیمات کے بغیر صرف استدلال سے ہم یہ فیصلہ کرنے

کے قابل ہو جاتے ہیں کہ درست کیا ہے اور غلط کیا۔

________ خدا کے مظاہر ظہور کا علم اور ان کی تعلیمات کی اطاعت ہمیں اس قابل بناتی ہے۔ کہ ہم حقیقت کو سمجھ سکیں۔

____ خلوص دل آدمی کو سادہ لوح بنا دیتا ہے۔

____ دل جس قدر پُرخلوص ہوگا اسی قدر زیادہ وفاداری سے یہ ملکوتی خوبیاں منعکس کرے گا، جس کی روشنی اسے اشیاء کے باطنی حقائق کو سمجھنے کے قابل بناتی ہے۔

____ عشقِ الٰہی کی آگ انا کے پردے کو جلا ڈالتی ہے، اس طرح وہ باطنی نظر کو اس قابل بنا دیتی ہے کہ وہ حقیقت کو دیکھ سکیں۔

________ عشقِ الٰہی کی قوت ہماری مدد کرتی ہے کہ ہم ایک واضح تصور کے ساتھ خدا کی مرضی اور مقصد کو پورا کرنے کی خاطر جدوجہد کریں۔

________ معدومیت کا خوف ہماری ذہنی اور روحانی صلاحیتوں کو کمزور کر دیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب ہمیں یہ یقین ہو جاتا ہے کہ ہم باقی رہیں گے اور ہماری زندگی جاری رہے گی تو ہمارا روحانی ادراک تیز تر ہو جاتا ہے۔

____ آستان الٰہی کی بے لوث خدمت ہماری مدد کرے گی کہ ہم اشیا کی باطنی حقیقت کو دیکھ سکیں۔ د

____ باطنی نظر سے ہم تائیداتِ الٰہی کو دیکھ سکتے ہیں۔

## حصہ 7:

گزشتہ حصے کا آخری اقتباس ہماری کھوج سے خاص تعلق رکھنے والے ایک بنیادی تصور کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی یہ کہ ہماری باطنی آنکھ اشیاء کی حقیقت کو کئی پردوں کے وجہ سے نہیں دیکھ پاتی۔ روحانی ادراک کی ترقی کا تقاضہ ہے کہ اس طرح کے پردوں کو ہٹایا جائے۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:

**''پوری ظاہری زندگی میں جو عطیاتِ خداوندی ظاہر ہیں وہ کبھی ذہنی اور فانی تصور کے ان رکاوٹ بننے والے پردوں سے چھپ جاتے ہیں جو آدمی کو روحانی طور پر اندھا کر دیتے ہیں۔ لیکن جب ان پرتوں کو ہٹا دیا جائے اور پردوں کو پھاڑ دیا جائے تو خدا کی نشانیاں نظر آنے لگیں گی اور وہ دیکھے گا کہ ابدی روشنی دنیا کو پُرنور کر رہی ہے۔ سب کے سب عطیاتِ خداوندی ہر دم ظاہر ہیں۔ آسمانی وعدے ہمیشہ موجود ہیں۔ عنایاتِ خداوندی سب کو گھیرے ہوئے ہیں، لیکن اگر آدمی کی روح کی بیدار آنکھ پر پردہ پڑا ہوا اور اندھیرا چھایا ہوا ہو تو یہ اسے ان آفاقی نشانیوں کے انکار کی طرف لیجائیں گی اور وہ ملکوتی رحمت کے ان مظاہر سے محروم ہی رہ جائے گا۔ پس لازم ہے کہ ہم دل و جان سے سخت کوشش کریں تا کہ باطنی نظر پر پڑے ہوئے پردے کو ہٹایا جا سکے، تا کہ ہم خدا کی نشانیوں کے مظاہر کو دیکھ سکیں، اس کی پُراسرار رحمت کو پہچان سکیں، اور اس بات کا ادراک کر سکیں کہ روحانی فیوضات کے مقابلہ میں مادی عنایات کچھ بھی نہیں۔''** (13)

”ہر شخص کو کوشش کرنا چاہیئے کہ وہ پردے جو انسانوں کی آنکھوں پر پڑے ہیں وہ پھاڑ ڈالے جائیں اور فوراً آفتاب دکھائی دینے لگے اور اس کے ذریعے دل اور بصارت روشن ہوں۔“(14)

لفظی تفسیر، فضول تصورات، اندھی تقلید، انانیت اور ہوس اور خواہشات کے پیچھے دوڑنا لالچ اور حسد اور تعصب ان پردوں میں سے چند ہیں جن کا ذکر آثارِ مقدسہ میں کیا گیا ہے:

”تمہارے لئے میری دعا یہ ہے کہ تمہاری روحانی صلاحیتوں اور امنگوں میں روزانہ اضافہ ہو، اور تم اپنی مادی حسّوں کو ہرگز یہ اجازت نہ دو کہ وہ تمہاری آنکھوں سے آسمانی نورانیت کو اوجھل کر دیں۔“(15)

”ان پردوں میں سے ایک لفظی تفسیر ہے۔ باطنی مطلب تک رسائی حاصل کرنے کی خاطر بڑی زبردست محنت کی ضرورت ہے۔“(16)

”تو خدا کا شکر ادا کر کہ تجھے ملکوتِ ابہیٰ میں داخل ہونے کی راہ ملی، اور تو نے فضول خیالات کے پردے کو پھاڑ ڈالا، اور تجھے باطنی راز کی بنیاد سے آگاہی بخشی گئی۔“(17)

”بے شک میں خدا سے بڑی عاجزی کے ساتھ التجا کرتا ہوں کہ وہ تیری بصیرت پر سے پردہ اٹھالے اور تجھے اپنی عظیم نشانیاں دکھائے، اور تجھے ہدایت کا ایک پرچم بنادے، اس کے سوا ہر شئے سے جدا، اس کی محبت کی آگ سے روشن، اس کی ثنا خوانی میں مصروف اور اشیاء کی حقیقت کو سمجھنے والا بنادے؛ تا کہ تو اپنی آنکھ سے دیکھ سکے، اپنے کان سے سُن سکے اور آباواجداد میں سے کسی کی تقلید نہ کرے؛ اپنے مالک کے امر میں ادراک رکھتا ہو، کیونکہ لوگ تو تاریک پردوں میں ہیں۔“(18)

”۔۔۔کیونکہ انانیت سے بڑا کوئی اور پردہ نہیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ پردہ کتنا باریک ہے، کیونکہ آخر کار یہ آدمی کو پوری طرح ڈھانپ لے گا اور ابدی فضل سے اپنا حصہ حاصل کرنے سے اسے روک دیگا۔“(19)

”اس کے باوجود ہوس اور خواہشات کے پیچھے دوڑنا اس کی آنکھوں پر دل سے نکلنے والے وہ ہزار پردے ڈال دے گا جو اس کی بصارت کو اندھا کر دیں گے اور بصیرت کو بھی۔“(20)

”اے پسران فراست! اگر چہ پپوٹا خواہ وہ کتنا ہی نازک کیوں نہ ہو انسان کی ظاہری آنکھ کو دنیا مافیہا کے دیکھنے سے محروم کر سکتا ہے تو پھر غور کرو کہ اس وقت کیا ہو گا جب لالچ کا پردہ اس کے باطن کی آنکھ پر پڑ جائے گا۔ کہہ دو: اے لوگو! حرص اور حسد کی تاریکی روح کی روشنی پر پردہ ڈال سکتی ہے جس طرح کہ بادل سورج کی روشنی کو روکتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس بات کو فہم وادراک کے کان سے سنے گا وہ انقطاع کے پروں کو کھولے گا اور سچی فراست کی فضا میں بغیر کوشش کے بلند پرواز کرے گا۔“(21)

”میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ آنکھوں کے سامنے سے بادل ہٹا کر آفتاب حقیقت کی طرف توجہ کریں گے۔ اور اس مادی

دنیا کی چیزوں پر نظر نہ رکھیں گے۔۔۔۔۔۔آفتاب حقیقت سے تقویت حاصل کرو۔ اگر تمہیں اس آفتاب سے کچھ بھی تقویت حاصل ہو گئی تو پھر تعصّبات و اوہام کے بادل آفتاب حقیقت کو تمہاری آنکھوں سے اوجھل نہیں کر سکیں گے اور تب ہی تمہیں سورج بغیر بادلوں کے نظر آئے گا۔'' (22)

اوپر کے پہلے اقتباس میں حضرت عبدالبہاء ہم سے کہتے ہیں کہ ''سب کے سب عطیاتِ خداوندی ہر دم ظاہر ہیں''، ''آسمانی وعدے ہمیشہ موجود ہیں'' اور ''عنایاتِ خداوندی سب کو گھیرے ہوئے ہیں''۔ آپ مزید تشریح فرماتے ہیں: ''اگر آدمی کی روح کی بیدار آنکھ پر پردہ پڑا ہوا اور اندھیرا چھایا ہوا ہو تو'' اُسے ملکوت کے وعدوں کے انکار کی جانب لے جایا جائے گا اور وہ خدا کی واضح عنایات سے محروم ہو جائے گا۔

ا۔ آپ کے خیال میں ان عطیات اور عنایات میں سے بعض کیا ہیں جن کا حضرت عبدالبہاء حوالہ دے رہے ہیں؟ ___________

___________

___________

___________

۲۔ اب بیان کریں کہ نیچے جن پردوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ کس طرح ہمیں ان عطیات اور عنایات کو دیکھنے سے محروم کر دیتے ہیں:

الف۔ آثار مقدسہ کی لفظی تفسیر ___________

___________

___________

___________

ب۔ فضول خیالات (vain imaginings) ___________

___________

___________

___________

ج۔ اندھی تقلید ___________

___________

___________

___________

___________

د۔ انا یا خودی ___________

ہ۔ ہوس اور خواہش کے پیچھے دوڑنا

و۔ لالچ اور حسد

ز۔ تعصب

۳۔ فیصلہ کریں کہ درج ذیل بیانات صحیح ہیں:

_____ ہماری باطنی نظر ہمارے ذہنی اور فانی آنکھوں کی مدد کے بغیر بھی محسوس کر لیتی ہے۔

_____ ہماری جسمانی حسیں اور ذہنی صلاحیتیں ہمیشہ ہی روحانی حقیقت کا ادراک کرنے میں رکاوٹ بنتی ہیں۔

_____ ہماری مادی حسوں کو ہر اس چیز سے پاک کرنا جو خدا سے متعلق نہیں ہیں اس بات میں ہماری مدد کرے گا کہ ہماری باطنی صلاحیتیں حقیقت کا ادراک کر سکیں۔

۴۔ اور آخر میں حضرت عبدالبہاء کی تحریروں سے اس بیان پر غور کریں تا کہ ان پردوں کی نوعیت کے بارے آپ کو مزید بصیرت حاصل ہو جو روحانی ادراک کو روک سکتی ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو اسے زبانی یاد کر لیں۔

**''تو جان لے کہ یقینا بہت سارے ایسے پردے ہیں جس میں سچائی چھپی رہ جاتی ہے؛ تاریک پردے؛ پھر نفیس اور شفاف**

**پردے؛ پھر مقدس نور کا ملفوف ہونا، جس پر نظر پڑے تو آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں جیسا کہ سورج صرف خود اپنی ہی روشنی میں ملفوف ہے اور جب ہم اس کی جانب دیکھتے ہیں تو نظر اندھی ہو جاتی اور آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں۔**

**میں خدا سے التجا کرتا ہوں کہ وہ تمام پڑے ہوئے پردوں کو ہٹا دے اور روشنی کو تمام آنکھوں سے مانوس کر دے، تاکہ آدمی آفتابِ حقیقت کو دیکھنے سے پردے میں چھپا نہ رہ جائے۔''** (23)

## حصہ 8:

نیچے آپ کو ایک اور بہائی انسپائرڈ کتاب ''امید کی کرنیں'' (Glimmerings of Hope)، نوجوان جس کا مطالعہ کرتے ہیں، کے اسباق میں سے ایک سے متعارف کروایا جاتا ہے۔ یہ کیبومی (Kibomi) کی کہانی ہے۔ کیبومی ایک بارہ سالہ لڑکا ہے جو اپنے والدین کے قتل ہو جانے کے بعد اپنی بہن کی تلاش میں نکلتا ہے۔ اس کا تعلق ادونبا (Adumba) قبیلے سے ہے۔ اس کے والدین کو ایک مقامی فساد کے دوران کونگو قبیلے کے لوگوں نے قتل کیا تھا۔ اس سے پہلے کا سبق اس کی کونگو قبیلے کے ایک عمر رسیدہ فرد سے ملاقات کی داستان بیان کرتا ہے جس نے کیبومی کے ساتھ انتہائی مہربانی کا سلوک کیا تھا۔ اس سبق میں وہ خود اپنے ہی قبیلے کے فوجیوں کے ایک گروپ سے ملتا ہے۔

---

جب پیٹ میں کچھ کھانا پڑا تو کیبومی کی جان میں جان آئی اور وہ تیز تر قدم اٹھانے لگا۔ اپنے گاؤں سے بھاگتے وقت اس پر بیشتر خوف اور غصہ کے احساسات کا غلبہ تھا۔ اب اس میں لوگوں کے بارے میں ایک بار پھر وہی اچھے احساسات جاگنے لگے تھے جو اس میں ہمیشہ موجود رہا کرتے تھے۔ وہ بوڑھا آدمی کونگو قبیلے کا ایک فرد تھا لیکن وہ ایک رحمدل اور دانشمند شخص تھا۔ اس نے اسے اپنے کھانے میں سے حصہ دیا تھا۔ اس نے اس سے جو الفاظ کہے تھے وہ خوبصورت اور امید سے بھرے ہوئے تھے: ''ہمیں فیصلے کرنے ہوتے ہیں۔'' ''ہمیں پیار کرنے کے لئے خلق کیا گیا تھا نہ کہ نفرت کے لئے۔''

کیبومی ندی کے ساتھ ساتھ ننگا تا کی طرف بڑھتا رہتا ہے۔ کچھ دیر تک چلتے رہنے کے بعد اسے آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ اور وہ جھٹ پٹ ایک بڑے سے درخت کی اوٹ میں چھپ جاتا ہے۔ جواں سال لوگوں کا ایک گروپ چلا آ رہا ہے۔ وہ آپس میں ادونبا زبان میں باتیں کر رہے ہیں۔ کیبومی کو اپنی بولی سن کر خوشی ہوتی ہے اور وہ دھیرے دھیرے درخت کی اوٹ سے باہر نکل آتا ہے۔ وہ لوگ وردیاں پہنے ہوئے ہیں۔ وہ ادونبا باغی فوج کے سپاہی ہیں۔ ان میں سے بعض تو بہت کم سن ہیں اور ایک تو کیبومی کا ہم عمر ہی نظر آ رہا ہے۔ جیسے ہی سپاہیوں کی نظر کیبومی پر پڑتی ہے وہ رک جاتے ہیں اور اپنی بندوقیں تان لیتے ہیں۔ کیبومی چیختا ہے، ''رکو! میں بھی تمہاری طرح ہی ادونبا ہوں!''

''تم وہاں اکیلے کیا کر رہے ہو؟'' لیڈر بے صبری سے سوال کرتا ہے۔

''کونگوؤں نے ہمارے گاؤں پر حملہ کیا اور میرے والدین کو قتل کر دیا ہے۔ مجھے بھاگنا پڑا ہے۔'' کیبومی انہیں جواب دیتا ہے۔

لیڈر کہتا ہے، ''تو آؤ ہم میں ساتھ شامل ہو جاؤ۔ ہمیں ان کونگوؤں کو سبق سکھانا ہے۔ انہوں نے تمہارے گھرانے کے ساتھ جو کچھ کیا ہے

ان سے اس کی قیمت وصول کرو۔''

کیبومی کا دل للچا تا ہے۔ وہ اس بارے میں تھوڑا سا سوچتا ہے اور اس پیشکش کو قبول کرنے ہی والا ہے۔ اتنے میں وہ فوجی لڑکا آگے بڑھ کر اس کی جانب ہاتھ بڑھا تا ہے۔ کیبومی اس کی آنکھوں میں جھانکتا ہے۔ یہ کیا، ان میں تو مایوسی ہی مایوسی جھلک رہی ہے! وہ پس وپیش میں پڑ جاتا ہے اور کانپتی ہوئی آواز میں کہتا ہے، ''ابھی تو مجھے اپنی بہن کی تلاش میں جانا ہے۔ میں بعد میں آپ لوگوں سے آملوں گا۔''

جب سپاہی اس سے دور جانے لگے تو ان میں سے ایک اس کی طرف مڑتا ہے اور کہتا ہے، ''یاد رکھنا، ہمارے سامنے ایک ہی راستہ ہے ۔لڑائی کا جواب لڑائی۔'' کیبومی کوئی جواب نہیں دیتا۔

## سوالات

---

۱۔ جب کیبومی اپنا گاؤں چھوڑ رہا تھا اس وقت اس کے احساسات کیا تھے؟

۲۔ اس بوڑھے آدمی سے ملنے کے بعد اس کے احساسات کیوں تبدیل ہو گئے؟

۳۔ کیبومی درخت کے پیچھے کیوں چھُپ گیا تھا؟

۴۔ وہ جن باوردی جوانوں سے ملتا ہے وہ کون ہیں؟

۵۔ لیڈر کیبومی سے کیا کرنے کو کہتا ہے؟

۶۔ کیبومی کو اس فوجی لڑکے کی آنکھوں میں کیا نظر آتا ہے؟

---

سرگرمیاں

۱۔ کیبومی کو اس کمسن فوجی لڑکے کی آنکھوں میں مایوسی نظر آتی ہے جو کیبومی کی طرح ہی غصہ اور خوف کا شکار تھا اور جس نے اپنے لئے لڑنے اور مارنے کی راہ کا انتخاب کیا تھا۔ ہم سب کی زندگیوں میں غم اور مایوسی کی گھڑیاں آتی ہیں۔ ایسے مواقع پر ہمیں اندھیری راہوں کا انتخاب نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اس روشنی کی تلاش کرنی چاہیئے جو امید بحال کرتی ہے۔ درج ذیل مناجات کو پڑھیں اور اس کے الفاظ پر غور کریں:

**وہی ہے رحم کرنے والا، سب سے بڑھ کر مہربان!**

**اے خدا، میرے خدا! تو مجھے دیکھتا ہے، تو مجھے جانتا ہے۔ تو ہی میرا خدا ہے اور تو ہی میرا آسرا ہے۔ تیرے سوا نہ تو میں نے کسی کی تلاش کی اور نہ ہی تلاش کرونگا؛ تیرے عشق کی راہ کے سوا نہ تو میں کسی اور راستے پر چلا ہوں اور نہ ہی کبھی چلوں گا؛ مایوسی کی اندھیری راتوں میں میری آنکھیں توقع اور امید سے پُر ہو کر تیرے بے انتہا فضل کی صبح کی جانب لگی رہتی ہیں اور صبح دم میری پژمردہ روح تیرے جمال اور کمال کے ذکر سے تروتازگی اور تقویت پاتی ہے۔**

اب اس دعا کو زبانی یاد کرنا چاہ سکتے ہیں۔

۲۔ فیصلہ کریں کہ درج ذیل صورتحالوں میں کونسے اقدام مایوسی کا سبب بنیں گے اور کونسے امید استوار کریں گے:

| | | |
|---|---|---|
| الف۔ امتحان میں آپ کسی ایک مضمون کا پرچہ خراب کر دیتے ہیں۔ | امید | ناامیدی |
| آپ پڑھنا چھوڑ کر اپنا پورا وقت کھیل کود میں لگانے لگتے ہیں۔ | ____ | ____ |
| آپ خود کو احمق سمجھنے لگتے ہیں۔ | ____ | ____ |
| آپ ایک اور طالب علم سے مدد مانگتے ہیں۔ | ____ | ____ |
| آپ اپنے ساتھ صبر سے کام لیتے ہیں اور اس مضمون کو سمجھنے کے لئے سخت محنت کرتے ہیں۔ ____ | | ____ |
| آپ اپنے ٹیچر پر الزام لگاتے ہیں کہ اسنے آپ کو اچھی طرح نہیں سمجھایا تھا۔ | ____ | ____ |
| ب۔ لگتا ہے کہ آپ کا کوئی دوست نہیں اور آپ تنہائی محسوس کرتے ہیں۔ | امید | ناامیدی |
| آپ خود میں مگن رہتے ہیں اور بیشتر اوقات افسردہ رہتے ہیں۔ | ____ | ____ |
| آپ اپنے بارے میں سوچنے پر کم وقت لگاتے ہیں اور دوسروں کا خیال رکھتے ہیں۔ | ____ | ____ |
| آپ ہمیشہ دوسروں کی خامیوں کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں۔ | ____ | ____ |
| آپ دوسروں میں خوبیاں تلاش کرتے رہتے ہیں۔ | ____ | ____ |
| آپ دوسروں کے ساتھ دوستی کرنے میں پہل کرتے ہیں۔ | ____ | ____ |
| ج۔ آپ اپنے رشتہ داروں میں سے بعض میں حسد اور لڑائی دیکھتے ہیں۔ | امید | ناامیدی |
| آپ بھی دوسروں سے حسد کرتے اور لڑائی کرنے لگتے ہیں۔ | ____ | ____ |
| آپ ان کے ساتھ زیادہ فراخدلی کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ | ____ | ____ |
| آپ دعا کرتے ہیں کہ آپ کے گھرانے کے افراد متحد ہو جائیں۔ | ____ | ____ |
| آپ اپنے گھرانے کے بچوں کو پیار اور فراخدلی کا درس دیتے ہیں۔ | ____ | ____ |
| آپ دل میں سوچتے ہیں کہ اب آپ اپنے رشتہ داروں کو سدھارنے کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔ | ____ | ____ |
| د۔ آپ کا ایک دوست کوئی ایسا کام کرتا ہے جس سے آپ کو تکلیف پہنچے۔ | امید | ناامیدی |
| آپ بدلہ لینے کا فیصلہ کرتے ہیں تاکہ اپنے دوست کو سبق سکھا سکیں۔ | ____ | ____ |
| آپ اپنے دوست کو معاف کر دیتے ہیں۔ | ____ | ____ |

آپ فیصلہ کرتے ہیں کہ خود آپ کسی کو اس طرح تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔ ____ ____

آپ دوسروں کو بتاتے ہیں کہ آپ کا دوست کتنا بُرا شخص ہے۔ ____ ____

آپ اس سے اپنی دوستی ختم کر لیتے ہیں۔ ____ ____

---

اس سبق میں نوجوان جن روحانی حقائق کا ادراک کر سکتے ہیں ان میں سے چند کا ذکر کریں۔ امید اور مایوسی کے تصورات کو، جنہیں روشنی اور تاریکی سے جوڑا گیا ہے، کیسے پیش کیا گیا ہے؟ آپ کے خیال میں یہ کہانی اور اس کے ساتھ جو سرگرمیاں منسلک ہیں کس طرح روحانی ادراک کو ترقی دینے میں نوجوانوں کی مدد کریں گی؟

_______________________________________________

_______________________________________________

_______________________________________________

_______________________________________________

_______________________________________________

_______________________________________________

_______________________________________________

_______________________________________________

_______________________________________________

_______________________________________________

_______________________________________________

_______________________________________________

_______________________________________________

_______________________________________________

_______________________________________________

_______________________________________________

## حصہ 9:

’’امید‘‘ اور ’’تائید‘‘ ان بہت سارے تصورات میں سے دو مثالیں ہیں جنکا احاطہ نوجوانوں کی روحانی بااختیاری کے کسی پروگرام کو کرنے کی ضرورت ہے۔ ان تصورات پر محتاط گفتگو روحانی سوجھ بوجھ پیدا کرتی ہے اور آگاہی کی توسیع میں مدد فراہم کرتی ہے۔ حضرت عبدالبہاء فرماتے ہیں:

**''چند ایسے ستون ہیں جنہیں امراللہ کے غیر متزلزل سہاروں کے طور پر قائم کیا گیا ہے۔ ان میں سے قوی ترین علمیت اور عقل کا استعمال، آگاہی کی وسعت، اور کائنات کے حقائق اور قادر مطلق خدا کے سربستہ رازوں کے بارے میں بصیرت ہے۔''** (24)

آگاہی کی مختلف سطحیں ہیں جن پر ایک آدمی زندگی بسر کرسکتا ہے۔ مشیتِ الٰہی اور مقصد الٰہی سے آگاہ ہونا، ان قوتوں کو سمجھنا جو ہمیں اور ہمارے سماجوں کو متاثر کرتی ہیں، اور ایک نئی دنیا کی تعمیر کے لئے اپنی ذہنی اور روحانی قوتوں کو وقف کردینا، دراصل محض مادی تفکرات کو زندگی کا محور بنا لینے کے مقابلے میں ایک اعلیٰ تر درجے کی آگاہی کا تقاضا کرتا ہے۔ جونیئر یوتھ گروپ کے اینی میٹروں کو جن بڑے بڑے للکاروں کا سامنا کرنا ہے ان میں سے ایک بلند سے بلند تر درجے کی آگاہی تک پہنچنے میں ارکان کی مدد کرنا ہے۔ ایسا کرنے کی خاطر ضروری ہے کہ جوان ان تصورات کو سمجھیں جو ایک روحانی زندگی کے مرکزی خیالات سے منسلک ہیں اور ان پر غور وفکر کرنے، ان کا تجزیہ کرنے اور انہیں بروئے کار لانے کے سلسلے میں اپنی صلاحیت کو بڑھائیں۔ امید اور تائید کے علاوہ وہ کون سے خیالات اور متعلقہ تصورات ہیں جنہیں نوجوانوں کو اپنے غور وفکر کا موضوع بنانا چاہئے؟

## حصہ :10

گزشتہ چند حصوں میں ہم نے روحانی سوجھ بوجھ کے سوال کا اور اس سے تعلق رکھنے والی صفات میں سے بعض کا جائزہ لیا تھا، جیسے دل کی پاکیزگی، خدا کا عرفان، اور عشقِ الٰہی۔ ہم نے ان ''پردوں'' کے بارے میں بھی سوچا تھا جو ہمیں خود اپنی ''باطنی آنکھوں'' سے دیکھنے سے روک سکتے ہیں اور اس بارے میں سوچا تھا کہ بعض تصورات کی سمجھ کس طرح اپنی روحانی سوجھ بوجھ بڑھانے میں اور اپنے شعور کو وسعت دینے میں ہماری مدد کرسکتی ہے،

دورانِ شباب روحِ انسانی میں ودیعت قوتیں کثرت سے ظاہر ہوتی ہیں۔ ان قوتوں میں سوچنے اور بیان کرنے کی قوتیں خاص اہمیت کی حامل ہیں اور آگاہی کی توسیع کے لئے ان کی نشوونما بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ بیان اور سوچ کے درمیان ایک قریبی تعلق ہے۔ سوچ کی قوت کا اظہار بیان کے ذریعے ہوتا ہے اور سمجھ کی نشوونما کے لئے قوتِ اظہار میں اضافہ کرنا ناگزیر ہے۔ قوتِ اظہار کو ترقی دینا اور حقیقت کے بارے میں اپنی سمجھ کو گہرا کرنا ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ تفہیم کے لئے آخر کار غور، فکر و تدبر اور زبان و بیان سے متعلق سرگرمیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت بہاءاللہ فرماتے ہیں:

**'' اے اہل بہاء! ہنر اور علوم وفنون کا مصدر غور وفکر کی قوت ہے۔ ہر ممکن کوشش کرو کہ اس مثالی کان سے حکمت و بیان کے ایسے موتی ظاہر ہو کر چمک سکیں جو دھرتی کی تمام قوموں کی فلاح و بہبود اور ہم آہنگی کو ترویج دے سکیں۔''** (25)

انسانی فہم اور قوتِ اظہار کو بلاشبہ کلامِ الٰہی سے روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت بہاءاللہ ہمیں بتاتے ہیں:

**وہ تمہاری نجات کے لئے آیا ہے اور مصائب برداشت کی ہیں تا کہ تم بیان کی سیڑھی سے چڑھ کر عرفان کی چوٹی تک پہنچ سکو**

(26)۔

قوتِ اظہار کو ترقی دینے کا مطلب اس سے بہت زیادہ ہے کہ بس پڑھنے، لکھنے اور تقریر کرنے کی ظاہری مہارتیں سیکھ لی جائیں۔ اس کے لئے کئی طرح کی صلاحیتوں کی ضرورت ہے: یہ خوب سمجھ کر مطالعہ کرنے، وضاحت اور فصاحت کے ساتھ خیالات کا اظہار کرنے اور تصورات کو معقول درستی سے پیش کرنے کی اہلیت کا تقاضا کرتا ہے۔ ان اہلیتوں کو استعمال کرتے ہوئے نوجوان اپنے اردگرد کی دنیا کا تجزیہ کرنے میں متعلقہ سائنسی، اخلاقی اور روحانی تصورات کو استعمال میں لانا اور ایسی ذاتی رائے قائم کرنا سیکھتے ہیں جن پر وہ مستقبل کے سماجی نظریہ کی تعمیر کر سکیں۔

حضرت عبدالبہاء نے فرمایا ہے کہ **"عوام الناس ان بنیادی وسائل سے بے خبر ہے جو سماج کی پرانی بیماریوں کا فوری علاج ہیں" آپ یہ بھی نشاندہی فرماتے ہیں "آج کل مناسب تعلیم کی کمی کے باعث، لوگوں کی اکثریت کے پاس ایسے الفاظ کی بھی کمی ہے جن کے ذریعہ وہ یہ بتا سکیں کہ وہ چاہتے کیا ہیں۔"** پس کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو نوجوانی کے ابتدائی دور میں ہی قوتِ اظہار کو ترقی دینے کے قابل ہوئے اور نوع بشر کی دیرینہ بیماریوں کے ملکوتی علاج کے بارے میں آگاہ ہوتے ہیں، اپنے ذہنوں کو روحانی خیالات سے سرشار کرتے ہیں اور اس طرح اپنی سمجھ میں اضافہ کرتے ہیں اور اپنے شعور کو بڑھاتے ہیں۔

نیچے جو سبق درج ہے وہ کتاب "لفظ کی طاقت سے قوت حاصل کرنا" (Drawing on the Power of the Word) سے ہے جو ایک بہائی "انسپائرڈ" متن ہے جس کا مطالعہ اکثر وہ نوجوان کرتے ہیں جو اس سلسلے کی چند ابتدائی کتابوں کا مطالعہ کر کے آگے بڑھے ہیں، یہاں نوجوانوں کا گروپ "لفظ" کے تصور پر گفتگو کر رہا ہے۔ سبق کا مطالعہ کریں اور یہ دیکھنے کی کوشش کریں کہ یہ جواں سال لوگوں کے شعور کو کیسے بلند کرتا ہے۔

---

زیادہ ولولہ انگیز سرگرمیوں میں سے ایک جو الیگریاز کے جوانوں کے گروپ نے اپنے گروپ کے ابتدائی چند مہینوں کے دوران انجام دیا وہ "شجر کاری پروجیکٹ" تھی۔ ایک دفعہ جب جوان اپنے اسکول کے اطراف کی زمین پر پھلوں کے ۵۰ پودے لگا چکے تو انہوں نے اپنے والدین، دوستوں اور ہمسایوں کو بھی ایک تقریب میں شرکت کی دعوت دی جس میں ایلیسا نے ماحول کی صفائی کے بارے میں ایک مختصر سی تقریر کی۔ لوگوں نے اس پروجیکٹ کی بہت تعریف کی کیونکہ انہوں نے جو درخت لگائے تھے وہ پھلدار تھے اور گاؤں کو خوبصورت بنانے والے تھے۔

تقریب کے دوسرے دن واپس جانے سے پہلے ایلیسا نے جوانوں کے ساتھ ایک خصوصی میٹنگ بلائی۔ اس نے بڑے جوش و خروش سے کہا کہ "آج میں چاہوں گی کہ ہم ایک ایسے موضوع کے بارے میں بات کریں جو آئندہ مہینوں میں ہماری مشورت کا محور ہوگا۔" اس نے اپنی بات جاری رکھی "اس موضوع کو بتانے سے قبل میں تم سے چاہوں گی کہ تم میرے ایک سوال کا جواب ضرور دو۔ تمہارے خیال میں خدا نے ہمیں کیوں پیدا کیا ہے؟"

مرائیلا نے فوراً جواب دیا "خدا نے ہمیں اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ ہم سے محبت کرتا ہے۔ مجھے ایک اقتباس یاد ہے۔ جو میں نے بچپن میں

پڑھا تھا اور اسے میں اب تک نہیں بھولی'، **''مجھے تیری تخلیق پسند آئی لہٰذا میں نے تجھے خلق کیا۔''**

''بہت خوب!'' ایلیسا نے کہا'' خدا نے ہمیں اپنی بے انتہا محبت سے پیدا فرمایا ہے۔ اور اسی محبت کی وجہ سے اس نے ہم میں سے ہر ایک پر بہت زیادہ عنایات فرمائی ہیں۔ اس کی بے شمار عنایات میں سے ایک ''لفظ'' کے استعمال کی صلاحیت ہے۔'' کسی اور زندہ مخلوق کو یہ صلاحیت عطا نہیں کی گئی کہ وہ الفاظ ادا کر سکے، ان کو پڑھ سکے، لکھ سکے یا سمجھ سکے۔ لفظوں ہی کے ذریعہ ہم ایک دوسرے سے بات چیت کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ اپنے احساسات یا خیالات کا تبادلہ کر سکتے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ کلمات ہی ہیں جن کے ذریعہ خدا کی تعلیمات نازل کی جاتی ہیں۔ ہم ان تعلیمات کو خدا کے ان الفاظ کو سن کر یا پڑھ کر سمجھتے ہیں جو اس کے مظاہر ظہور کے ذریعہ نازل کئے جاتے ہیں۔

کارلوٹا نے کہا،'' میں نے سنا ہے کہ لفظ تلوار سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔''

''یہ درست ہے،'' انٹونیو نے کہا'' لیکن لفظوں کے طاقتور ہونے کے لئے ضروری ہے ان کے ہمراہ عمل بھی ہو۔ کیونکہ اگر عمل نہیں ہے تو ایسے خالی الفاظ کو ہوا آسانی سے اُڑا کر لے جاتی ہے۔ میرے پسندیدہ اقتباسات میں سے ایک کہتا ہے کہ **ہمیں خبردار رہنا چاہئے کہ ایسا نہ ہو کہ ہم ان لوگوں کی راہوں پر چلیں جن کے اقوال (الفاظ) ان کے اعمال سے مختلف ہیں۔**

اس موقع پر اینا ماریا نے یہ اضافہ کیا۔'' ہاں! تم کسی سے یہ کہہ سکتی ہو کہ وہ تمہاری سب سے گہری سہیلی ہے۔ لیکن جب اس کو تمہاری مدد کی ضرورت ہو اور تم اس کی مدد نہ کرو تو بہر حال تم ایک اچھی دوست تو نہیں۔''

اینا ماریا کی باتوں نے سب کے خیالات کو گویا پَر لگا دئے اور سب نے خالی خولی لفظوں اور ایسے لفظوں کی مثالیں دینا شروع کر دیں جن کے ساتھ عمل بھی ہو۔

آخر کار ایلیسا نے کہا،'' بہت خوب! تم سب اس بات کے قائل ہو گئے ہو کہ جب لفظوں کے ساتھ عمل بھی ہوں تو وہ بہت طاقتور ہو جاتے ہیں۔ لفظوں میں وہ عظیم قوت موجود ہے جن کے ذریعہ پوری دنیا کو بدلا جا سکتا ہے۔ لہٰذا تمہیں لفظوں کو صحیح طور پر استعمال کرنا سیکھنا ہوگا کیونکہ تم سب ایک بہتر دنیا کی تعمیر کے خواہاں ہو۔ اس کا مطلب ہے لفظوں پر خوب غور کر کے اسے سمجھنا، ان کو استعمال کرنا، ان کو پھیلانا اور ان پر عمل کرنا۔''

کچھ دیر کے لئے جوانوں پر خاموشی طاری رہی۔ وہ ایلیسا کی بات پر فکر میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اتنے میں ڈیئیگو کے ذہن میں ایک خیال اُبھرا اور وہ بیتاب ہو کر گروپ کے سامنے اٹھا اور بول پڑا،'' اب میں سمجھا کہ ہم مادی اور روحانی ترقی کس طرح کر سکتے ہیں یعنی لفظوں کی قوت کو استعمال کر کے اور ان پر عمل کر کے۔''

خاموشی۔ کسی نے کچھ نہیں کہا۔ ڈیئیگو بھی اپنی بات پوری کر کے وہیں پر کھڑا تھا اور کچھ الجھن میں تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ بیٹھ جائے یا کھڑا رہے۔ پھر اس نے ایلیسا کی طرف اس طرح دیکھا جیسے مدد طلب کر رہا ہو! ایلیسا آہستہ آہستہ کھڑی ہوئی اور اس کی طرف بڑھی اور اس کا ہاتھ تھام کر بولی،'' تم نے ایک بہت اہم حقیقت کو پا لیا ہے'' اور'' وقت کے ساتھ تم جان لوگے کہ یہ کتنی اہم حقیقت ہے۔''

## مشقیں

ا۔ درج ذیل لفظوں کو ان کے بعد دئے گئے جملوں میں استعمال کر کے انہیں مکمل کریں:

ہمراہ، تخیل، اظہار، عمل، سُنانے، بحال، بخشا، پیدا کرنا، ماحول، اردگرد، تحفہ، ظاہر کیا، قائل، گہری

الف۔ یہ لفظوں کی ہی قوت ہے جس کے ذریعہ ہم اپنے خیالات کا________ کر سکتے ہیں۔

ب۔ جولیا نہیں چاہتی تھی کہ اسکا چھوٹا بھائی تنہا اسٹور جائے لہٰذا اس نے اس کے________ جانے کا فیصلہ کر لیا۔

ج۔ ڈاکٹر یہ دیکھ کر خوش ہو گیا کہ بیمار لڑکی کی صحت________ ہونے لگی ہے۔

د۔ کئی بار کہنے کے بعد انریک آخر کار اپنی بہن کو جلسے میں تقریر کرنے کے لئے________ کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

ہ۔ جان کارلوس وعدے کا پکا تھا۔ وہ جو کہتا تھا اس پر________ بھی کرتا تھا۔

و۔ اللہ تعالی نے ہمیں زندگی کا جو________ عنایت فرمایا ہے ہمیں اسے ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

ز۔ ہم سے اپنی محبت کی وجہ سے خدا نے ہمیں بہت سے تحفے دئے ہیں۔ لفظ کو استعمال کرنے کی اہلیت ان تحائف میں سے ایک ہے جو خدا نے ہم کو________ ہے۔

ح۔ کہانی پوری کی پوری اپنے مصنف کے________ کا نتیجہ تھی۔

ط۔ دوسروں کو اپنی بات________ کے لئے ضروری ہے کہ ہم سُننا سیکھیں۔

ی۔ سیلیا محلے کے________ کے نظام سے بہت پریشان تھی لہٰذا اس نے حفظان صحت پر ورکشاپ کروانے کا فیصلہ کیا۔

ک۔ ڈینیکو میں لوگوں میں شوق________ کرنے کی بڑی اہلیت ہے اس لئے جب کسی نئے پروجیکٹ کا آغاز کیا جاتا ہے تو وہ سب کو بہت جلد آمادہ کر لیتا ہے۔

ل۔ رابرٹو دن بھر کے کام سے اتنا تھک چکا تھا کہ گھر پہنچتے ہی وہ سو گیا وہ اتنی________ نیند میں تھا کہ بار بار اٹھانے پر بھی بیدار نہ ہوا۔

م۔ میری دادی کسی کو اپنی عمر بتانا پسند نہیں کرتی تھیں لیکن جب وہ سو سال کی ہو گئیں تو انہوں نے اپنی عمر________ کر دیا۔

ن۔ اینا نے اپنے گھر کے چاروں طرف پھولوں کے پودے لگائے۔ پس اس کے گھر کے________ رنگ برنگے پھول کھلے ہوئے تھے۔

۲۔ نیچے دئے گئے فقروں میں سے ہر ایک کو استعمال کر کے ایک جملہ لکھیں:

پاک اعمال ____________________

____________________

ماحول کو بہتر بنانا: ____________________

____________________

بڑی شوق سے: ____________________

____________________

لفظوں پر عمل کرنا: ____________________

____________________

جو کچھ کہا گیا ہے اس پر غور کرنا: ____________________

____________________

۳۔ الفاظ میں اچھائی یا برائی کی طرف لے جانے کی قوت ہوتی ہے۔ہم جو الفاظ استعمال کرتے ہیں ان کے ذریعہ ہم دوسروں کو اچھا مشورہ یا برا مشورہ دے سکتے ہیں۔ نیچے جن مشوروں کو تم اچھا مشورہ سمجھتے ہو ان سے پہلے 'ا' لکھو اور جنہیں برا خیال کرتے ہو اس کے پہلے 'ب'۔

_____ ہمیں متحدر رہنا اور ہرگز نہیں جھگڑنا چاہئے۔

_____ اگر تمہیں اس چیز کی ضرورت ہے تو لے لو چاہے اس کے مالک کو برا ہی کیوں نہ لگے۔

_____ غیبت مت کرو۔

_____ کبھی کبھی ہم سب سُستی محسوس کرتے ہیں؛ جب کبھی آپ کے ساتھ ایسا ہو تو کچھ نہ کریں بس پڑے رہیں۔

_____ آج کا کام کل پر مت ٹال۔

_____ اگر آپ جلسے میں کچھ دیر سے پہنچے تو کوئی بات نہیں۔

_____ کام خواہ کتنا بھی معمولی کیوں نہ ہو اسے باکمال طریقہ سے انجام دینا چاہئے۔

_____ کبھی کبھار تھوڑا سا سفید جھوٹ بول لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

_____ کسی سے کوئی نیکی نہ کرو کیونکہ اس کا کوئی بدلہ نہیں ملتا۔

_____ زندگی کا تو ایک ہی مقصد ہے۔موج مستی۔

_____ ہمیں خود کو سدھارنے کی ہر روز کوشش کرنی چاہیے۔

_____ کام ایک سزا ہے۔

_____ جب ہمیں اچھے اور برے میں تمیز کرنے کا شعور حاصل ہے تو پھر قانون کی اطاعت کیوں کریں؟

_____ اس دنیا میں ہماری تخلیق کا مقصد خدا کو پہچاننا اور اس کی عبادت کرنا ہے۔

_____ جب ہم جذبہ خدمت کے ساتھ کوئی کام کر رہے ہوتے ہیں تو دراصل ہم خدا کی عبادت میں مصروف ہوتے ہیں۔

_____ ہمیں تو صرف اپنی زندگی کے بارے میں سوچنا چاہیئے ہمیں دوسروں کے مسائل سے کیا غرض۔

_____ تمہارے والدین بوڑھے ہیں انہیں بھلا آج کے دور کی زندگی کا کیا شعور!

_____ کبھی کبھار شراب پینے میں کوئی مضائقہ نہیں اس سے کسی کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔

_____ دو دِن کی زندگی ہے۔ اس میں کام کر کر کے خود کو کیوں ہلاک کریں۔

---

۱۔ یہ سبق ''لفظ'' کے تصور پر فکر و تدبر میں مدد دے کر نوجوانوں کے شعور میں وسعت دیتا ہے۔ یہ ہدف یہ کیسے حاصل ہوگا؟

_____________________

_____________________

_____________________

_____________________

_____________________

_____________________

_____________________

۲۔ اوپر دیا گیا سبق کا جائزہ لینے کے بعد آپ سوچ کی قوت اور اظہار خیالات کی قوت کے درمیان کس قسم کا تعلق محسوس کرتے ہیں؟

_____________________

_____________________

_____________________

_____________________

_____________________

_____________________

## حصہ 11:

نوجوانوں کوآسانی سے پڑھنے کی اور وہ جو کچھ پڑھتے ہیں اس کا مطلب اچھی طرح سمجھنے کی اہلیت خود میں پیدا کرنی ہی ہوگی۔ دنیا کے بہت سارے خطوں میں اس عمر کے لوگوں کے لئے انواع واقسام کا لٹریچر موجود ہے جونصابی کتابوں سے لے کر لطیفوں کی میگزینوں پر مشتمل ہے۔ اگرچہ اس وسیع لٹریچر کی بہت ساری چیزیں نوجوانوں کی ترقی کے لئے سازگار رہیں تاہم ان کے اثر کا موازنہ اس اثر ونفوذ سے ہرگز نہیں کیا جا سکتا جو آثار مقدسہ میں پائے جانے والے جواہر حقیقت کسی جواں سال فرد کی روح پر ڈالتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اس ظہور میں حضرت بہاء اللہ نے ہر لفظ کو ایک نئی قوت بخشی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

**''قادرِ مطلق حاکم کے حکم سے ہم نے اپنے قلمِ ابہیٰ کی حرکت کے ذریعہ ہر انسانی ہیکل میں ایک نئی روح پھونک دی ہے، اور ہر لفظ میں ایک نئی قوت ڈال دی ہے۔ تمام مخلوقات اس عالمگیر تخلیق کے شواہد کا اعلان کرتی ہیں۔''** (27)

نوجوانوں میں قوتِ اظہار کی ترقی کے لئے جو موضوعات یا مواد استعمال کیا جاتا ہے اس میں پیش کئے جانے والے معنی کو امر کے قریب قریب پیش کرنا چاہیئے۔ مثال کے طور پر انصاف کے تصور کے بارے میں ہماری جو کچھ سمجھ ہے اسے اگر حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات سے روشن کر دیا جائے تو وہ معنی کی ایسی گہرائی میں اترے گا کہ وہ ایسی دنیا میں اتنی رسائی نہیں پائیں گے جو روحانی دنیا سے لاتعلق ہوگئی ہے۔ کلام الٰہی میں موجود حکمت کے جواہر کو تعلیمی مواد کی مدد سے دریافت کرنا خیالات وتصورات کے ذریعے تکمیل پائے گا۔ یہ نوجوانوں کے ذہنوں کو روشن کرتا ہے اور انکے دلوں میں خوشی پیدا کرتا ہے۔ حضرت عبدالبہاء توضیح فرماتے ہیں:

**''کاش تمہاری روحیں کلامِ الٰہی کی روشنی سے جگمگا ئیں، اور کاش تم اسرارِ الٰہیٰ کے خزانے بن جاؤ، کیونکہ ملکوتی تعلیمات کی سمجھ سے بڑھ کر کوئی عظیم تر سکھ اور شیریں تر خوشی نہیں۔ اگر آدمی کسی شاعر مثلاً شیکسپیئر کے اشعار کے حقیقی معانی سمجھتا ہے تو وہ خوش اور مسرور ہوتا ہے۔ اگر وہ مقدس کتابوں کے حقائق کو سمجھ لے اور ملکوت کے رازوں سے آگاہ ہو جائے تو اس کی خوشی اور مسرت کتنی زیادہ ہو!''** (28)

نیچے جو عبارات دی جا رہی ہیں وہ کتاب ''لفظ کی طاقت سے قوت حاصل کرنا'' (Drawing on the Power of the Word) سے لی ہے۔ پوری عبارت میں ترقی کے تصور کو اجاگر کیا گیا ہے۔ یہ مواد کوشش کرتا ہے کہ جوان ذہنوں کی مدد کی جائے کہ وہ ترقی کے ایک ایسے تصور کی سمجھ حاصل کر سکیں جو امر اللہ کی تعلیمات مقدسہ کے مطابق ہے۔ آپ سے تقاضا کیا جاتا ہے کہ ترقی کے معنوں کے درمیان جو فرق ہے اس کی شناخت کریں مثلاً ان معنوں میں جو آج کل ذرائع ابلاغ میں پیش کیا جا رہا ہے، اور اس کی اس اہمیت میں جس کا اظہار متن کے درج ذیل حصوں میں کیا گیا ہے:

کچھ عرصہ پہلے گاؤں کے لوگوں نے ایک معزز ٹیچر کا استقبال کیا تھا جس نے ان سے کہا تھا: ''الگریاس (Alegrias) ایک مثالی جامعہ بن سکتا ہے، جہاں ہم مادی اور روحانی دونوں طرح کی ترقی حاصل کر سکتے ہیں۔'' شروع شروع میں ڈی ئیگو (Diego) کے پلّے کچھ بھی تو نہ پڑا تھا کہ یہ ''مادی اور روحانی ترقی'' سے کیا مراد ہے، لیکن وہ اس بات پر اپنے پورے جامعہ کی خوشی میں شریک تھا۔ اس کے بعد اس نے اس بارے میں بہت کچھ سیکھا ہے۔ وہ اس بات سے آگاہ ہوا ہے کہ اگرچہ وہ جسمانی لحاظ سے چھوٹا ہے لیکن اب وہ بچہ نہیں رہا اور مادی اور روحانی ترقی کے حصول میں وہ اپنے گاؤں کی مدد کرنے کے قابل ہے۔

☆☆☆

انہی گفتگوؤں میں سے کسی ایک کے دوران ڈی ئیگو نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ ہر ایک سے پوچھے گا کہ وہ مادی اور روحانی ترقی کو کیا سمجھتے ہیں۔ میریلا (Mariela) نے، جس کے پاس کہنے کو ہمیشہ ہی کچھ نہ کچھ دلچسپ بات ہوتی ہے، فوراً جواب دیا تھا: ''میں جانتی ہوں کہ مادی ترقی کا اصل معنی کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم غریب لوگ ہیں اور ہمیں زیادہ پیسوں کی ضرورت ہے تا کہ ہم وہ چیزیں خرید سکیں جو ہمیں خوشی بخشیں گی۔''

میریلا کے تبصرے نے سب میں ایک جوش پیدا کر دیا تھا اور ان سب نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار شروع کر دیا تھا۔ یہ کم و بیش وہ باتیں ہیں جو انہوں نے کیں:

انٹونیو: ''میں نہیں مانتا کہ خوشی کے لئے آپ کا امیر ہونا ضروری ہے۔ میں بہت سے غریب لوگوں کو جانتا ہوں جو خوش ہیں۔''

کارلوٹا: ''میرا بھائی یونیورسٹی سے چھٹیاں گزارنے آیا ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ امیروں نے ''مسرور غریب'' جیسے خیالات ایجاد کئے ہیں تا کہ ہم غریب مطمئن رہ کر ان کے لئے کام کرتے رہیں۔''

اینا ماریا: ''یہ درست بھی ہو سکتا ہے، لیکن میں جانتی ہوں کہ خوشی اندر سے پھوٹتی ہے اور اس کا انحصار اس بات پر نہیں ہوتا کہ آدمی کے پاس کتنی چیزیں ہیں۔''

ڈی ئیگو: ''لیکن پھر بھی یہ بات تو یقینی ہے کہ غریب ہونا کوئی خوشی کی بات نہیں ہے۔ ہمیں اپنی زندگیوں کو بہتر بنانے کی خاطر بھرپور کوشش کرنی چاہیئے۔''

انٹونیو: '' لیکن جب ہم ایسا کرنے کی کوشش کر رہے ہوں تو ہمیں خوش بھی رہنا چاہیئے۔ میں خود اپنے اور اپنے سماج کے لئے سخت محنت کرنا چاہتا ہوں لیکن میں ایسا کرتے ہوئے خوشی بھی محسوس کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے کارلوٹا کے بھائی کے ساتھ وقت گزار کر خوشی محسوس ہوا کرتی تھی، لیکن جب سے اس نے امیر اور غریب کے بارے میں باتیں شروع کی ہیں مجھے اس کی باتیں اچھی نہیں لگتیں۔ وہ تو گویا غصہ سے بھرا ہوا ہے۔''

روبرٹو: ''میں جانتا ہوں کہ حقیقی خوشی تو خدا کا قرب اختیار کرنے اور اس کے قوانین کی اطاعت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔''

ڈی ئیگو: ''یہ درست ہے لیکن ہم یہ بات فراموش نہیں کر سکتے کہ خدا سے پیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم انسانوں سے پیار کریں اور ان کی مدد کریں۔''

کارلوٹا: ''اور ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا کے قوانین کی اطاعت سے مراد ایک بہتر دنیا کی تعمیر کے لئے مل جل کر کام کرنا ہے۔ ایک ایسی دنیا جہاں لوگ مزید غربت کا شکار ہی نہ ہوں۔''

تب اچانک ڈی ئیگو کو احساس ہوا کہ اب تک انہوں نے صرف مادی ترقی پر بات چیت کی ہے۔ ''اور روحانی ترقی کا کیا بنا؟'' اس نے سوال کیا۔ لیکن ہر ایک تھک چکا تھا اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس موضوع پر وہ اگلی بار گفتگو کریں گے۔

☆☆☆

جوانوں نے کئی جلسات کو مادی اور روحانی ترقی کے موضوع پر گفتگو کرنے کے لئے وقف کر دیا تھا۔ ایک مہینے بعد ایلیسا کے آنے سے بالکل پہلے انہوں نے ایک خصوصی اجلاس اس لئے منعقد کیا کہ اب تک جو گفتگو ہو چکی ہے ان کے نتائج پر ایک نظر ڈالیں۔ جب جوانوں نے اپنے خیالات ایلیسا کے سامنے پیش کئے تو وہ بہت خوش ہوئی۔ اس نے ان کی اس بات میں مدد کی کہ وہ اپنے اخذ کردہ نتائج واضح انداز میں نکتہ بہ نکتہ منظم کریں اور مندرجہ ذیل اعلانیہ تحریر کریں:

جوانوں کا اعلانیہ

ہم اب بچّے نہیں رہے اور ہمیں اپنے مستقبل کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنا چاہیئے۔ ہم جس دنیا میں رہتے ہیں وہ دُکھ سے بھری ہوئی اور نفاق میں مبتلا ہے۔ ہم ایک نئی دنیا تعمیر کرنا چاہتے ہیں جہاں لوگ ہم آہنگی سے رہتے ہوں اور جہاں جنگ اور افلاس مزید موجود نہ رہے۔ ایک نئی دنیا کی تعمیر کے لئے ضروری ہے کہ ہم خود اپنے جامعہ سے کام کا آغاز کریں۔ یہی وجہ ہے کہ اب ہم اپنے چھوٹے سے گاؤں، الیگریاس، میں مادی اور روحانی ترقی کے بارے میں بات کریں گے۔ مادی طور پر ترقی کرنے کی خاطر ضروری ہے کہ ہم اپنی زراعت کو بہتر بنائیں، اپنی صحت کا بہتر خیال رکھیں، اسکولوں کی تعداد بڑھائیں اور کاروبار اور صنعت میں سرگرم ہوں۔ اپنی محنت کے پھل سے ہم اپنے گھروں، اپنے گاؤں اور اپنے ماحول کو بڑی خوبصورت جگہ میں تبدیل کر دیں گے، جہاں ہم سب ایک صاف ستھرے ماحول سے مستفید ہونگے۔

سب لوگوں کے لئے مادی ترقی اس وقت تک ناقابل حصول ہے جب تک ہم روحانی ترقی حاصل نہیں کرتے۔ روحانیت کے بغیر، چند امیر ہوں گے جبکہ باقی غربت کی زندگی بسر کرتے رہیں گے۔ ایک جامعہ کی حیثیت سے اپنے ہدف تک پہنچنے کے لئے ہمیں متحد رہنا ہوگا، انصاف سے کام لینا ہوگا، ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا اور دوستانہ رویہ رکھنا ہوگا، اور سخی، ایماندار اور قابلِ اعتماد ہونا ہوگا۔ انصاف، فیاضی، پیار اور مہربانی، ایمانداری اور قابلِ اعتماد ہونا وغیرہ سب روحانی خصوصیات ہیں جن کے ذریعہ ہم مادی اور روحانی دونوں طرح کی ترقی حاصل کرتے ہیں۔

روحانی خوبیوں کی ضرورت ہمیں صرف ایک بہتر دنیا کی تعمیر کے لئے ہی نہیں۔ ہمیں ان کی ضرورت اپنی روح کی زندگی کے لئے بھی ہے جو اس دھرتی پر ختم نہیں ہوجاتی۔ مادی اور روحانی ترقی کا مطلب ہے کہ ہم ہر روز اپنی زندگی کے مادی اور روحانی پہلوؤں میں کمال حاصل کرنے کی سعی کریں یعنی ایک پُرامن اور انصاف پر مبنی دنیا کی تعمیر کے لئے محنت سے کام کریں، اور ہم خود کو خوشی اور مسرت کی ایک ابدی زندگی کے لئے تیار کریں۔

☆☆☆

ڈی ئیگو نے اپنی تقریر کے بارے میں گھنٹوں سوچا ہے۔ فطری بات ہے کہ وہ جو موضوع پیش کرنا چاہتا تھا وہ، ''الگریاس کی مادی اور روحانی ترقی'' تھا۔ تاہم وہ اس موضوع پر کوئی سنگین بھاشن نہیں دینا چاہتا تھا اور وہ اپنے دوستوں کو اخلاقی نصیحت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ پس وہ اس طرح اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے:

الگریاس کے یوتھ گروپ کا حصہ ہونا میرے لئے بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ اس کے ارکان میرے سب دوستوں میں بہترین دوست ہیں، اور میری زندگی کے مسرورترین لمحات میں سے چند وہ ہوتے ہیں جب میں ان کے ساتھ ہوتا ہوں۔ میں سوچتا ہوں کہ جب سے ہم نے جلسات اور ساتھ مل کر کام کرنا شروع کیا ہے ہم سب میں تبدیلی آئی ہے۔ جب ہم نے آغاز کیا تھا تو ہم سب کم و بیش بچے تھے، اور ہمارے اکٹھے ہونے نے ہماری مدد کی ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کے اگلے مرحلے میں بامقصد طور پر داخل ہوسکیں۔ یہ ہماری سرگرمیوں اور گفتگو کا ثمر ہے، کہ ہم الجھن اور ناامیدی کی حالت میں جوانی کے مرحلے میں داخل نہیں ہورہے۔ ہم جانتے ہیں کہ زندگی میں ہمارا ایک مقصد ہے، اور ہم اپنے اہداف کے حصول میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ میں سوچتا ہوں کہ ہم ہمیشہ ہمیشہ دوست رہیں گے۔

جب سے ہم نے اپنے گروپ کی تشکیل کی ہے ان خیالوں میں سے ایک جن پر ہم اکثر سوچتے رہے ہیں الگریاس کی مادی اور روحانی ترقی ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ شروع شروع میں تو ہم سب یہ جاننے کو بیتاب تھے کہ اس سے کیا مراد ہے۔ لیکن اب ہم میں سے زیادہ تر کے لئے ہمارے جامعہ کی ترقی وہ چیز ہے جس کے لئے ہم اپنی صلاحیتیں وقف کردینا چاہتے ہیں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا جوش و خروش کسی چھوت کی طرح ہے جو گاؤں میں ہر ایک کو لگ جائے گا۔

ایلیسا کا شکریہ کہ انہوں نے بڑی شفقت سے ہماری رہنمائی کی ہے، اور اب ہم ترقی کے بارے میں کچھ اہم باتیں جانتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمیں ہمیشہ متحد رہنا ہے، ورنہ ہماری تمام کوششیں رائیگاں جائیں گی۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمیں کمال حاصل کرنے کی جدوجہد کرنی ہے، ہمارے ہر دن کو اس سے پہلے گزرنے والے دن سے بہتر ہونا ہی ہوگا۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ روشن خیالانہ الفاظ اور خالص اعمال میں تبدیلی لانے کی قوت ہوتی ہے۔ لیکن الفاظ میں اتنی قوت کیوں ہے؟ ان وجوہات میں سے ایک بڑی اہم وجہ یہ ہے کہ انہی کے ذریعہ ہم علم کا انکشاف کرتے ہیں، اسے حاصل کرتے ہیں اور دوسروں تک اسے پہنچاتے ہیں۔ ترقی کے لئے علم ایک مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔

ایک روز مجھے اپنے گھر کے قریب چراگاہ پر چرتی ہوئی چند گائیں نظر آئیں۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا، ''ان گائیوں کے پاس ان کی ضرورت کا سب کچھ ہے۔ ممکنہ حد تک جتنے گھاس کی وہ خواہش کرسکتی ہیں یہاں ان کے کھانے کے لئے موجود ہے۔ ندی کی ایک چھوٹی سی

شاخ اس چراگاہ سے گزرتی ہے جہاں سے وہ جب چاہیں پانی پی سکتی ہیں۔ وہ جب چاہیں سورج کے نیچے یا سائے تلے لیٹ کر آرام کر سکتی ہیں۔ اب انہیں اور کیا چاہیئے؟'' لیکن پھر مجھے احساس ہوا کہ ان کے پاس جو کچھ ہے وہ تو بس یہی ہے۔ انہیں اس بات کا علم یا اس کی سمجھ نہیں کہ وہ کیا کر رہی ہیں۔ وہ فطرت کی غلام ہیں۔ میں نے فیصلہ کر لیا کہ یقیناً میں اپنے لئے کسی گائے کی طرح کی زندگی نہیں چاہوں گا۔ پھر میں نے خود سے سوال کیا، ''لیکن اگر میں انتہائی امیر اور مقتدر شخص بن جاؤں پر جاہل رہوں تو کیا ہو؟ اس سے کیا فائدہ ہوگا؟ اس تمام دولت اور اقتدار کے باوجود میں ایک غلام ہی رہوں گا - خود اپنی ہی خواہشوں کا غلام جو مجھ سے ایسے ایسے کام کروائیں گی جن کو میں سمجھتا بھی نہیں، اپنے ہوس کا غلام، دوسروں کا غلام جو مجھ سے زیادہ دولت مند یا مقتدر ہیں۔'' یہی وجہ ہے کہ ترقی کے لئے علم ایک مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ علم ہمیں آزادی دیتا ہے۔

---

نیچے دی گئی خالی جگہ پر چند پیراگراف تحریر کریں جس میں یہ بیان کریں کہ اس بارے میں آپ کی سوچ کیا ہے کہ نوجوانوں کو ترقی کے تصور کے بارے میں کیا سمجھنا چاہیئے:

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

## حصہ 12:

آثار مبارکہ میں ''گفتگو'' کی تعریف ان اصلاحات میں کی جاتی ہے ''صاف واضح''، ''فصیح''، ''گہرائی میں اترنے والی''، ''پُر اثر''، اور ان

کے ساتھ اس طرح کے جملے شامل کئے جاتے ہیں جو اس طرح کی ضروریات کی نشاندہی کرتے ہیں "اعتدال"، "پُرحکمت" اور "فہم یا ادراک۔ ان الفاظ سے جن میں اس طرح کی صفات ہوتی ہیں توقع یہ کی جاتی ہے کہ وہ خلاف معمول اثر مرتب کریں گے جیسے "نفس و ہوا کے پردوں کو جلانا" اور "دشمنی اور منافرت کی آگ کو بجھانا"۔ مزید یہ کہ الفاظ ان حالات اور روحانی صفات کے مطابق اثر مرتب کرتے ہیں جو گفتگو کرنے والا کہتا ہے۔

**"کہدو: انسانی گفتگو ایک جوہر ہے جو اپنا اثر ڈالنا چاہتا ہے اور اسے اعتدال کی ضرورت ہے۔ جہاں تک اثر و رسوخ کا تعلق ہے یہ نفاست سے مشروط ہے جو خود ان دلوں پر انحصار کرتی ہے جو منقطع اور پاک ہیں۔"** (29)

**"اس کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ الفاظ اور بیانات متاثر کن اور اثر و نفوذ رکھنے والے ہوں۔ تاہم کسی بھی لفظ کو ان دونوں صفات سے اس وقت تک متصف نہیں کیا جائے گا جب تک اسے صرف خدا کی خاطر اور زمان و مکان کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے ادا نہ کیا جائے۔"** (30)

**"میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہارے سروں کو اپنی عنایت کے موتیوں سے سجائے، تمہارے دلوں میں عشق الٰہی کی آگ بھڑکائے، تمہاری زبانوں کو نیک لوگوں کی محفل میں فصیح و بلیغ گفتگو، اعلیٰ ترین مطالب اور، رازوں کے بیان کے لئے کھولے۔ تمہیں جنت ابہیٰ کے گلاب، آسمانی فرشتے، نظریات میں متحد اور خیالات میں ہم آہنگ بنادے اور تمہارے چہروں پر لوگوں کے درمیان ملکوتی تقدس کی نشانیاں ظاہر کرے۔"** (31)

**"اگر تو چاہتا ہے کہ پتھر دلوں پر تیری تقریر و گفتگو کا اثر ہو تو اس دنیا کے ہر بندھن سے آزاد ہو جا اور ملکوت الٰہی کی جانب توجہ کر۔"** (32)

۱۔ اوپر دی گئی عبارتوں میں سے چند ایسی خوبیوں کی شناخت کریں جو انسانی گفتگو کو قوت بخشتی ہیں۔

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

۲۔ آپ کے خیال میں روحانی بااختیاری کے پروگرام میں نوجوانوں کے کتابوں کے مطالعہ میں تصورات کو دریافت کرنے سے ان خوبیوں کو پیدا کرنے میں کس طرح مدد ملتی ہے؟

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

آثار مقدسہ میں ہمیں کہا گیا ہے کہ بیان کی قوت کو اعلیٰ مقصد کے حصول پر لگانا چاہیئے:

**''یہی وہ موقع ہے کہ تو قلم اعلیٰ سے جاری ہونے والے انقطاع کے پانی سے خود کو پاک کرلے اور صرف خدا کے واسطے ان چیزوں پر غور کرے جو بارہا نازل کی گئی یا ظاہر کی گئی ہیں، اور اس کے بعد حکمت کی قوت اور اپنی گفتگو کی طاقت کے ذریعہ دشمنی اور نفرت کی اس آگ کو بجھانے کی جان توڑ کوشش کرے جو دنیا کی قوموں کے دلوں میں سلگ رہی ہے۔''** (33)

**''یہ بندہ ہر محنتی اور حوصلہ مند نفس سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنی بساط بھر جدوجہد کرے اور اس پیار کی وجہ سے جو وہ اپنے دل میں خدائے واحد، یکتا، قادر مطلق و فیاض کے لئے رکھتا ہے تمام علاقوں میں حالات کو معمول پر لانے اور حکمت و بیان کے آبِ حیات سے مُردوں کو زندہ کرنے کیلیئے قیام کرے۔''** (34)

**''ہر لفظ میں ایک روح ودیعت کی گئی ہے، پس تقریر یا تشریح کرنے والے کو چاہیئے کہ اپنے الفاظ کو مناسب وقت اور مقام پر احتیاط سے ادا کرے، کیونکہ ہر لفظ جو تاثر چھوڑتا ہے وہ واضح طور پر آشکار اور قابل فہم ہے۔ وجود مقدس کہتا ہے: ایک لفظ کو نار سے تشبیہ دی جاسکتی ہے، دوسرے کو نور سے، اور یہ دونوں جو اثر مرتب کرتے ہیں وہ دنیا میں ظاہر ہے۔ پس ایک سمجھدار، روشن ضمیر شخص کو بنیادی طور پر دودھ کی طرح ملائم الفاظ میں بات کرنی چاہیئے، تاکہ ان کے ذریعہ ابنائے بشر پرورش اور تربیت پاسکیں اور انسانی وجود کے آخری ہدف کو حاصل کرسکیں جو حقیقی سوجھ بوجھ اور نیکی کا مقام ہے۔ اور اسی طرح وہ کہتا ہے: ایک لفظ بہار کی طرح ہوتا ہے جو گلستانِ علم کی نازک پنیریوں کی تروتازگی اور بڑھنے کا سبب بنتا ہے، جبکہ دوسرا لفظ ایک زہر ہلاہل کی طرح ہوتا ہے۔ ایک دانشمند اور سمجھدار شخص کو چاہیئے کہ وہ انتہائی مروت اور برداشت سے بات کرے تاکہ اس کے الفاظ کی مٹھاس ہر ایک کو وہ چیز حاصل کرنے کے لئے آمادہ کردے جو انسان کے شایانِ شان ہے۔** (35)

ا۔ فیصلہ کریں کہ درج ذیل بیانات درست ہیں۔ قوتِ اظہار کو اس پر لگانا چاہیئے:

_____ کوئی بحث جیتنا

_____ واضح دلائل کے ساتھ سچائی کی تشریح کرنا

_____ لوگوں کے دلوں سے دشمنی اور نفرت کی آگ کو بجھانا د

_____ اپنے مفاد کے حصول کے لئے دوسروں کو استعمال کرنا

_____ سچائی کو چھُپانا

_____ کائنات کے رازوں کی تشریح کرنا

_____ الجھے ہوئے مسائل کو سُلجھانا

_____ غلط فہمیوں کی وضاحت کرنا اور وحدت فکر پیدا کرنا

_____ اپنی رائے کی برتری کا اظہار کرنا

_____ تعریف وتحسین کے حاصل کرنا

_____ حقیقت کی تحقیق کرنا

_____ لوگوں کی حالت بہتر بنانا

_____ مظلوموں کے حقوق کا دفاع کرنا

۲۔ اس بارے میں چند جملے تحریر کریں کہ قوتِ اظہار کو ترقی دینا انکی ذاتی کایا پلٹ کی راہ میں اوراس کے ساتھ ساتھ سماج کی کایا پلٹ میں ہاتھ بٹانے کے لئے ان کی کوششوں میں کس طرح نوجوانوں کی مدد کرتا ہے:

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

## حصہ 14:

نوجوانوں کی اس بات میں مدد کرتے ہوئے کہ وہ اپنی قوت اظہار کو ترقی دے سکیں ہمیں یہ بات ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ یہ کلام الٰہی ہے جو انسانی تقریر میں قوت پھونکتا ہے اور انسانی دل اور دماغ کو حقیقی سوجھ بوجھ عطا کرتا ہے۔ آپ سے یہاں ٹھرنے اور درج ذیل اقتباسات پر غور وفکر کرنے کا کہا جاتا ہے:

**”آفتابِ بیان نے ظہورِ ملکوتی کے افق سے آب وتاب کے ساتھ چمکتے ہوئے زبر والواح کو اس طرح روشن کر دیا ہے کہ بیان کی بادشاہت اور سوجھ بوجھ کی اعلیٰ مملکت خوشی اور سرور سے وجد میں ہیں اور اس کی نورانیت کے جلال سے چمک رہی ہیں۔“** (36)

**”کہدو: ہم نے اپنے تخت سے خدائی کلام کی ندیوں کو جاری ہونے دیا تا کہ تمہارے دلوں کی مٹی سے حکمت اور سوجھ بوجھ کی نازک بوٹیاں پھوٹیں۔“** (37)

**”تیرے مقدس بیان کی سانسوں سے سوجھ بوجھ کا آسمان سجایا گیا، اور تیرے قلم سے جاری رہنے والے الفاظ سے ہر سوکھی ہڈی میں جان ڈال دی گئی۔“** (38)

**''پس یہ واضح و آشکار ہے کہ خدا کی پہلی بخشش مقدّس کلمہ ہے، اور اس کا انکشاف کرنے والا اور حاصل کرنے والا سوجھ بوجھ کی قوت ہے۔ یہ مقدس کلمہ ہستی کے مدرسے کا اولین مدرس ہے نیز یہ اس کو ظاہر کرنے والا ہے جو قادر مطلق ہے۔ جو کچھ نظر آتا ہے وہ صرف اسی کی حکمت سے نظر آرہا ہے۔ جو کچھ ظاہر ہے وہ اس کے علم کی ایک علامت کے سوا کچھ نہیں۔ تمام نام تو اسی کے نام ہیں، اور لازم ہے کہ تمام امور کا آغاز و انجام اسی پر منحصر ہو۔''** (39)

آپ مندرجہ بالا اقتباسات میں سے بہت سے حفظ کرنا چاہیں گے۔

## حصہ 15:

ہم ایک ایسے دور میں زندگی بسر کر رہے ہیں جب نوعِ بشر کو اخلاقی دیوالیہ پن کا سامنا ہے۔ وہ معیارات جنھوں نے صدیوں تک آدمی کی رہنمائی کی تھی اب بڑی تیزی سے اپنا اثر کھوتے جا رہے ہیں اور ان کی جگہ بے مہار مادیت پرستی اور ایک ایسا نظریہ لیتا جا رہا ہے جو انتہائی نسبتیت اور بے لگام انفرادیت پر مبنی ہے۔ جوانوں پر اس کے اثرات پر سوچنے سے پہلے آیئے ہم اس رجحان کے بارے میں مزید سوچتے ہیں۔

گزشتہ چند صدیوں کی تاریخ کے دوران بہت ساری ایسی زنجیروں سے نوع بشر کی آزادی کو سمجھنا ممکن ہے جنہوں نے مدتوں اس پر مظالم ڈھائے تھے مثلاً دھونس اور تنگ نظری، ظلم اور توہمات ان میں سے چند ہیں۔ اگرچہ حاصل کرنے کو بہت کچھ باقی ہے لیکن گہرے تعصّبات پر قابو پایا جا چکا ہے، انصاف مہیا کرنے کے لئے قوانین بنائے گئے ہیں، اور افراد اور گروہوں کے حقوق تسلیم کئے گئے ہیں۔ بدقسمتی سے یہ قیمتی تاریخی تحریک اب انتہاؤں کا شکار ہو کر بیمار ہو گئی ہے۔ اسٹیج کے مرکز میں انتہائی نسبتیت اور بے مہار انفرادیت آتی جا رہی ہے اور خداوند تعالی کے وجود کو کنارے دھکیلا جا رہا ہے۔ اپنی ذاتی ترجیحات کی پیروی کی آزادی کو اعلیٰ ترین مثالی صورتحال سمجھا جاتا ہے، اور اس کے نتیجے میں صحیح اور غلط کے درمیان کا فرق دھندلاتا جا رہا ہے۔ اقدار کی بڑی حد تک ایک دوسرے کے مخالف ترتیبات پر مبنی رویوں کے انداز کو ایک جیسا سمجھا جاتا ہے اور جن بندھنوں نے روایتی طور پر کسی سماج کے ارکان کو اکٹھا رکھا تھا وہ سب اپنی توانائی کھو چکے ہیں۔

اس ماحول میں جواں سال لوگ اخلاقی رہنمائی سے زیادہ سے زیادہ محروم ہوتے جاتے ہیں اور درست اور غلط کا فیصلہ کرنے میں انہیں دشواری پیش آتی ہے۔ اب کوئی چیز بھی نہیں مگر صرف کلام الٰہی ہی ان روحانی حسوں کو دوبارہ بیدار کر سکتا ہے جو آدمی کو فیصلہ کرنے کے قابل بناتی ہیں۔ حضرت عبدالبہاءؑ ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ کلام الٰہی ہی ہے جو سوچ اور اخلاق کی دنیا کو روشن کرتا ہے:

**''۔۔۔ ذہانت اور مثالیت کی روحانی مملکت میں روشنی کے ایک مرکز کا ہونا لازمی ہے اور وہ مرکز ہے یہ ابدی اور ہر دم چمکتا ہوا سورج یعنی کلام الٰہی۔ اس کی روشنیاں حقیقت کی روشنیاں ہیں جو انسانیت پر ڈالی گئی ہیں، سوچ اور اخلاق کی مملکت کو منور کر رہی ہیں اور آدمی پر ملکوت الٰہی کی برکات نچھاور کرتی ہیں۔''** (40)

اخلاقی فیصلے کرنے کے قابل ہونے کے لئے آدمی کو محض قوانین کے ایک مجموعے سے بڑھ کر ایک چیز کی حاجت ہوتی ہے؛ ایک جواں سال فرد کے ذہن میں ایک پورے اخلاقی ڈھانچہ (moral structure) کی تعمیر کی ضرورت ہے جس میں ایک قوی سماجی مقصد موجود ہو۔ ایک ایسا ڈھانچہ جو روحانی تصورات، رویوں کے پیٹرن اور نتائج کے علم کو باہم جوڑتا ہے اور جو ارادے اور حوصلے کی قوت سے کھڑا رہتا ہے۔ دکھائی دیتا ہے کہ اس طرح کے اخلاقی ڈھانچہ کا بہت ہی قریبی تعلق زبان کے اس ڈھانچہ کے ساتھ بھی ہے جس نے فرد کے ذہن میں کام کرنا ہے۔ اس زبان کو، جیسا کہ اس سے قبل کے چند

حصوں میں بیان کیا گیا ہے، کم از کم اس قدر بلیغ ہونا ہی ہوگا جو جواں سال لوگوں کو اس قابل بنائے کہ وہ ان طاقتور سماجی، ثقافتی اور نظریاتی قوتوں کو سمجھ سکیں جو لوگوں کی قدروں کی تشکیل کر رہی ہیں، اور ان روحانی قوتوں کی نوعیت کا ادراک بھی کر سکیں جن کی ان قدروں کو تبدیل کرنے کے لئے ضرورت ہے۔

آدمی جس زبان میں اپنے خیال کا اظہار کرتا ہے اس زبان کی ساخت اور اس اخلاقی ساخت کے درمیان ایک قریبی تعلق ہے جو اس کے خیالات اور رویئے پر حکمرانی کرتا ہے۔ اس تعلق کا اس طریقہ کار کے سلسلے میں بڑے اہم ماخوذات ہیں جسے زبان اور اخلاقیات دونوں کو پڑھانے میں استعمال کیا جانا چاہیئے۔ زبان کو پڑھانے کے لئے جو مواد استعمال کیا جاتا ہے اس کے مندرجات یقیناً ان لوگوں کی قدروں کے مطابق متفرق ہونگے جو انہیں ترتیب دیتے ہیں۔ یہ اخلاقی تصور پیش کر سکتا ہے، اخلاقی طور پر مبہم ہو سکتا ہے، یا روحانی طور پر نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔ اخلاقی تعلیم کا مواد بھی اخلاقیات کے اس تصور کے مطابق جسے پھیلایا جا رہا ہے متفرق ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر آدمی تعلیمی مواد کی جلد یا جلد دیکھ سکتا ہے جن میں اخلاقی تصورات کو فضائل (virtues)، فرائض، قوائد اور حقائق کے ایک سلسلے کے طور پر جن کا مقصد چال چلن کو سدھارنا ہے زبان اور خیال کے ایسے عناصر کے بغیر پیش کیا گیا ہے جو روحانی ادراک میں اضافہ اور سماجی کایا پلٹ کے لئے لگن (commitment) کی پرورش کرتے ہیں۔ آدمی کو ایسے پروگرام بھی مل سکتے ہیں جو سادہ طور پر شاگردوں سے کہتے ہیں کہ وہ اپنی پسندوں اور ترجیحات پر گفتگو کریں تا کہ ان کی تشریح کرتے ہوئے وہ خود کو افراد کے طور سمجھیں گے اور اپنی صلاحیتوں سے آگاہ ہوں گے۔ اخلاقی تعلیم کو گھٹا کر ان دونوں میں سے کسی بھی انداز رسائی تک پہنچا دینا غیر ضروری ہے۔ نوجوانوں کی روحانی بااختیاری کے لئے وقف کوئی پروگرام نہ ہی ایک اعلیٰ اخلاقی معیار سے شرما سکتا ہے اور نہ اسے نظر انداز کر سکتا ہے جس کا مطالبہ یہ معیار ایک فرد سے دوٹوک انداز میں کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس طرح کے ایک پروگرام کے لئے ضروری ہے کہ، جیسا کہ پہلے بھی نوٹ کیا گیا ہے، روحانی تصورات پر کافی گفتگو کی گنجائش بھی دے۔ تاہم اسے اور بھی زیادہ آگے بڑھنا ہی ہوگا۔ خاص کر اسے ایک اخلاقی ساخت کی تخلیق میں زبان کے کردار پر توجہ دینا ہی ہوگا، اور ہم اگلے دو حصوں میں اس کردار پر غور کریں گے۔

## حصہ 16:

روحانی بااختیاری سے متعلق کسی تعلیمی پروگرام میں استعمال کئے جانے والے موادوں کو ایک کھلی اور تحقیقاتی زبان میں لکھا جانا ضروری ہے تاہم اسے اس طرح کی نسبتیت سے گریز کرنا چاہیئے جس نے حالیہ دہائیوں میں اخلاقی تعلیم کو کھوکھلا کر دیا ہے۔

''سیدھی راہ پر چلنا'' ایک اور بہائی انسپائرڈ کتاب ہے جو نوجوانوں کے پروگرام میں شامل ہے۔ یہ بیس کہانیوں پر مبنی ہے جن میں سے ہر ایک کسی اخلاقی موضوع سے تعلق رکھتی ہے۔ بیشتر ثقافتوں میں کہانیوں کو ایک نسل سے اگلی نسل تک دانائی کو منتقل کرنے کی خاطر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کتاب میں مشہور و معروف کہانیوں میں سے چند کو اس انداز سے از سر نو لکھا گیا ہے کہ انہوں نے روایتی طور پر جو بعض مبہم پیام دیئے ہیں انہیں دور کیا جا سکے۔ ہر سبق میں زبان کے سلسلے میں مشق بھی دیئے گئے ہیں جن کا مقصد لسانی مہارتوں اور اہلیتو ں میں اضافہ کرنا ہے جو اخلاقی ڈھانچے کی صحتمند ترقی کے لئے بہت ہی زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ نیچے دیا گیا سبق ایک مشہور حکایت (fable) سے شروع ہوتا ہے جس سے آپ سب بخوبی واقف ہیں۔ اسے اس مقصد سے از سرِ نو لکھا گیا ہے کہ سوچ اور رویئے کے ایک ایسے انداز کی پرورش کی جائے جو واضح اخلاقی ہو۔ سبق کو پڑھیں اور اس بات پر گفتگو کریں کہ یہاں جو اخلاقی پیغام دیا گیا ہے وہ کس طرح منفی ثقافتی مسلمات کو تسلیم کرنے سے بچتا ہے۔

دانا لوگ خوشامد سے دھوکہ نہیں کھاتے۔ ہاں تعریف سے ہر ایک کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ تعریف کی خواہش ہمارے فیصلوں کو کمزور کر دیتی ہے۔

ایک دن ایک لومڑی نے دیکھا کہ ایک کوا اپنی چونچ میں پنیر کا ایک ٹکڑا دبائے اُڑا چلا جا رہا ہے۔ لومڑی کے دل میں خیال آیا ''مجھے وہ پنیر ہتھیانا ہے،'' اور پھر وہ اس پرندے کے سائے کے پیچھے پیچھے اس وقت تک دوڑتی رہی جب تک وہ کسی پیڑ پر بیٹھ نہ گیا۔

لومڑی خود کو جس قدر بہتر ظاہر کر سکتی تھی اس قدر بنتے ہوئے اس نے کوے سے کہا، '' آداب میرے دوست۔ آج آپ کتنے خوبصورت نظر آ رہے ہیں۔ آپ کے پر چمکنے اور آپ کی آنکھیں ہیروں کی طرح چمکدار ہیں۔ یقیناً آپ کی آواز بھی غضب کی ہوگی۔ کاش! میں آپ کے مدھر گیت سن سکتی!''

کوا جو اپنی تعریف کا پیاسا تھا اس کے لئے یہ الفاظ تازہ پانی کا درجہ رکھتے تھے۔ پس اس نے غرور سے اپنا سر اٹھایا اور اپنے دلربا دوست کے افتخار میں ایک نغمہ پیش کرنے کا ارادہ کیا۔

یقین مانیں جوں ہی اس نے اپنے چونچ کھولے پنیر کا ٹکڑا گر پڑا۔ زمین پر گرنے سے پہلے ہی لومڑی نے اسے اچھل کر لوٹ لیا اور وہاں سے بھاگ گئی۔ دوسری طرف کوے کی بھونڈی آواز فضا میں پھیلتی رہی۔

## سمجھ

درج ذیل سوالات کا مکمل جملوں میں جواب دیں:

1۔ لومڑی نے کیا دیکھا تھا؟ ____________________

____________________

2۔ کوے کی چونچ میں کیا تھا؟ ____________________

____________________

3۔ لومڑی نے پنیر حاصل کرنے کی خاطر کیا کیا؟ ____________________

____________________

4۔ کیا کوے کی آواز واقعی خوشگوار تھی؟ ____________________

____________________

5۔ کیا لومڑی خلوص دل سے کوے کی تعریف کر رہی تھی؟ ____________________

______________________________________________

6۔ یہ واقعہ کہاں پیش آیا تھا؟ کسی شہر، گاؤں یا جنگل میں؟______________________________

______________________________________________

## الفاظ کا ذخیرہ

نیچے دیئے گئے ہر جملے کو ان الفاظ میں سے کسی ایک کو استعمال کر کے مکمل کریں:

حوصلہ افزائی، خواہش، دلچسپ، سایہ، تعریف،
مطمئن، غرور، خوش گوار، فیصلہ، کمزور کر دیا

۱۔ استاد سوچتا تھا کہ اس کے سب شاگرد محنتی ہیں اور وہ ہمیشہ ان کی______________ کیا کرتا تھا۔

۲۔ ارماڈو (Armando) اور اس کے بھائی نے ایک______________ دن ساتھ گزارا۔ اس روز انہوں نے کھیتوں میں کام کیا اور اپنے مستقبل کے منصوں کے بارے میں گفتگو کی۔

۳۔ ہانگ می (Hong Mei) سفر کرنا پسند کرتی تھی اور اسے نت نئے مقامات دیکھنے کی________ تھی۔

۴۔ اس کی آواز بڑی دلکش تھی اور ٹیچر نے موسیقی سیکھنے کے لئے اس کی______________ کی۔

۵۔ پہلی بارش کے فوراً بعد ہی بیج بو دینا کسان کا ایک اچھا__________________ تھا۔

۶۔ چاندوا متحان میں اپنے حاصل کردہ مارکس سے____________ نہیں تھا اس لئے اس نے زیادہ محنت سے پڑھائی کرنے کا فیصلہ کیا۔

۷۔ ژونگ جیانگ (Zhong Jiang) بڑی مشکل میں پھنسا ہوا تھا لیکن وہ اپنے بہت زیادہ________ کی وجہ سے کسی کو اپنی مدد نہیں کرنے دیتا تھا۔

۸۔ دن کے آخری پہر درخت کا لمبا_______________ باغ پر پڑتا ہے۔

۹۔ یہ ایک___________ کہانی تھی اور بچے اسے بار بار سننا چاہتے تھے۔

۱۰۔ بیماری نے اسے بہت______________ تھا لیکن جلد ہی اس نے کام کرنا شروع کر دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس کی قوت اپنے وقت پر بحال ہو جائے گی۔

## مشاورت

ہم اس بات کو کیسے یقینی بنا سکتے ہیں کہ کوئی ہمیں اپنی خوشامد سے بیوقوف نہ بنا سکے؟

## حفظ کرنا

**''انتہائی چوکسی سے اپنی حفاظت کرو۔ مبادا! تم دھوکہ اور جعلسازی کے پھندے میں پھنس جاؤ۔''**

---

اپنے گروپ میں درج ذیل سوالات پر مشورت کریں:

۱۔ اگر آدمی محتاط نہ ہو تو یہ کہانی اس انداز میں سنائی جا سکتی ہے بلکہ عام طور پر سنائی بھی جاتی ہے کہ اس سے لومڑی کی چالاکی کے لئے تحسین کا احساس ابھرتا ہے۔ کہانی کا اوپر دیا گیا انداز کس طرح اس تاثر کے پیدا ہونے سے بچتا ہے؟ ______

۲۔ اس کہانی کا اخلاقی پیغام کیا ہے؟ ______

۳۔ اس پیغام سے تعلق رکھنے والے چند تصورات کیا ہیں؟ ______

۴۔ نوجوانوں کو ان اخلاقی تصورات کو سمجھنے میں مدد دینے میں ایسی کہانی کس حد تک مؤثر وسیلہ ثابت ہو سکتی ہے؟ ______

۵۔ مشقیں نوجوانوں میں کون سی اہلیتیں پروان چڑھاتی ہیں؟ ______

۶۔ گفتگو والی مشق جب کہانی میں موجود اخلاقی پیغام کے تناظر میں کی جاتی ہے کس طرح قوتِ تخیل و غور و فکر کی ترقی میں مددگار رہوئی ہے؟ یہ

قوتِ اظہار کو کس طرح بڑھاتی ہے؟ ______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

______________________________

۷۔ سبق کے آخر میں اقتباس زبانی یاد کرنے سے کیسے یہ قوتیں مضبوط ہوتی ہیں؟ ______________________________

______________________________

______________________________

## حصہ 17:

اگر نوجوانوں کو اس بات میں مدد فراہم کرنا ہے کہ وہ اپنے لئے جو انتخابات کرتے ہیں ان میں مضمر اخلاقی اصولوں کی شناخت کر سکیں، تو یہ بات اہمیت رکھتی ہے کہ ان کے سامنے جو موضوعات پیش کئے جائیں وہ ان کی اپنی حقیقت سے قریب ہوں۔ تاہم اس کا مطلب یہ نہیں کہ حقیقت پسند ہونے کے نام پر انسان کی پست فطرت کے ظہورات پر بے جا توجہ دی جائے۔ جن مواقع کا تجزیہ کیا جائے ان کے لئے ضروری نہیں کہ ایک زوال پذیر معاشرے میں بہت زیادہ پائی بھی جاتی ہوں، لیکن اس کے باوجود ضروری ہے کہ وہ نوجوانوں کی پہنچ میں ہوں اور ان میں کمال کے اعلیٰ تر درجات کے حصول کی جدوجہد کا شوق پیدا کریں۔ ایسا کرنے کی خاطر ضروری ہے کہ ان کی روحانی بااختیاری کے پروگرام میں استعمال ہونے والے مواد ایک طرف تو پدری رویوں، بچگانہ اندازِ گفتگو، اور دوسری طرف اچھے کردار پر خطبات والی زبان سے احتراز کریں۔ نیچے نوجوانوں کے لئے ایک اور بہائی انسپائرڈ کتاب ''کمال کے بارے میں سیکھنا'' (Learning about Excellence) سے جو سبق دیا جارہا ہے اس پر غور کریں۔ مسز چین اپنے نواسے نواسیوں سے پاکیزگی کے تصور پر گفتگو کر رہی ہیں اور چند مشقوں کو حل کرنے میں ان کی مدد کر رہی ہیں تا کہ اس کی اہمیت کے بارے میں بہتر سمجھ حاصل ہو:

---

مسز چین کہتی ہیں کہ کمال کے لئے دوسری شرط ایک پاکدامن اور مقدس زندگی کا ہونا ہے۔ اس سے مراد عصمت، پاکیزگی، نشہ آور اشیا سے مکمل اجتناب، شائستگی، اور روشن خیالی ہے۔ وہ پاکیزگی کی تشریح کرنا شروع کرتی ہیں جو وہ بنیاد ہے جس پر ایک باعصمت زندگی کی تعمیر لازم ہے۔

''ایک آئینے کو تصور میں لاؤ۔ اگر تم اسے تمام گرد و غبار سے صاف کرتے ہو تو یہ روشنی منعکس کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح جب کوئی دل حسد، نفرت اور غرور جیسی خامیوں سے پاک کیا جاتا ہے تو یہ پاکیزہ بن جاتا ہے اور ملکوتی روشنی کو منعکس کر سکتا ہے۔ مینشیئس (Mencius) نے کہا ہے کہ ایک نیک آدمی اپنے بچوں جیسے دل کو کبھی نہیں گنواتا۔ یقیناً یہ درست ہے لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ایک بچے کا دل اسکی معصومیت اور کمزوری کی وجہ سے پاک ہے، اور کسی بچے کی پاکیزگی کو ابھی تک آزمایا نہیں گیا۔ اب آپ ایک ایسی عمر کو پہنچ چکے ہیں کہ آپ کو

مزید بچہ تصور نہیں کیا جا سکتا۔ آپ جوں جوں بڑھتے جائیں گے مزید طاقتور اور ذہین ہوتے جائیں گے۔ لیکن آپ میں سے ہر ایک کو خبردار رہنا اور احتیاط کرنا ہی ہوگا کہ کہیں آپ کے دل کی پاکیزگی گُم نہ ہو جائے۔ آپ کو اپنے دل کے آئینے کو اس دنیا کی آلودگیوں سے داغدار نہیں ہونے دینا چاہیئے۔ لیکن ایسا آپ کو عقل اور ایمان کی قوت سے کرنا چاہیئے۔ آپ صرف کوشش اور ارادے کے ذریعہ ہی پاکیزہ رہ سکتے ہیں۔''

اس کے بعد مسز چیپن وضاحت کرتی ہیں کہ لوگ پاکیزگی کے تصور کو سمجھنے میں اکثر غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور آپ نوجوانوں سے کہتی ہیں کہ وہ نیچے دی گئی فہرست سے ان خوبیوں کی تشخیص کریں جنکا مطلب پاکیزگی ہے اور ان کی بھی جنہیں غلطی سے اس کے ساتھ نتھی کر دیا جاتا ہے:

کھرا ہونا
پُرخلوص ہونا
سادالوح ہونا
منافقت سے پاک ہونا
صاف ذہن رکھنا
بیوقوف ہونا
غرور سے پاک ہونا
کٹر ہونا
سادہ ذہن کا مالک ہونا
دھوکے سے پاک ہونا
بے غرض ہونا
کمزور ہونا
جذباتی ہونا
ذہین ہونا
مہربان ہونا
دکھاوا کرنے والا نہ ہونا

نوجوان درج ذیل اقتباسات کو زبانی یاد کرتے اور ان کے بعد دیئے گئے سوالات پر اپنے دادا دادی سے بحث کرتے ہیں:

**''میری پہلی نصیحت یہ ہے کہ تو ایک خالص، نیک اور روشن دل کا مالک بن، تا کہ تو ایک دائمی، باقی، ازلی اور ابدی سلطنت کا مالک بن جائے۔''**

**''لازم ہے کہ آدمی کی طرز زندگی میں سب سے پہلے پاکیزگی ہو، پھر روح کی تازگی، صفائی، اور آزادی۔ سب سے پہلے نہر کی تہہ کو پاک کیا جائے، اور اس کے بعد دریا کا میٹھا پانی اس میں سے گزارا جائے۔''**

۱۔ منافق وہ ہے جو یہ دکھاتا ہے کہ وہ نیک ہے جب کہ وہ ایسا ہے نہیں۔ بدترین صورتحال کیا ہے بہت ساری دیگر کمزوریوں کا حامل ہونا یا منافق ہونا؟

۲۔ چند ایسی آلودگیاں کیا ہیں جن سے ہمیں اپنے ذہنوں کو پاک کرنا چاہیے؟

۳۔ دنیا میں زیادہ کامیابی کسے ملتی ہے اسے جس کا دل پاک ہو یا اسے جس میں خلوص نہ ہو؟

---

اپنے گروپ میں درجِ ذیل سوالات پر گفتگو کریں:

۱۔ پاکیزگی کے تصور کے بارے میں عام غلط فہمیوں کو دور کرنے میں یہ سبق کس طرح مدد فراہم کرتا ہے؟

___

___

___

۲۔ مسز چیین نے جو زبان استعمال کی ہے اس کی بعض خصوصیات کیا ہیں؟

___

___

___

۳۔ یہ سبق کس طرح نوجوانوں کی اس بات میں مدد کرتا ہے کہ وہ روحانی کمال حاصل کرنے کی جدوجہد کریں؟

___

___

___

## حصہ:18

آخری دو حصوں میں بہت ہی مختصر انداز میں کسی اخلاقی ڈھانچے کی تخلیق میں زبان کے کردار کے بارے میں سوچا تھا۔ ہم نے دو اسباق کا تجزیہ کیا تھا جن میں سے ایک ''تائید کے جھونکے'' اور دوسرا ''کمال کے بارے میں سیکھنا'' نامی کتاب سے تھا۔ اس تجزیہ نے یہ سمجھنے میں ہماری مدد کی ہے کہ بعض خیالات اور تصورات پر گفتگو کرنے کے ساتھ ساتھ ان مشقوں کو حل کرنا، جو زبان کی مہارتیں اور قابلیتیں بڑھانے کے لئے تیار کی گئی ہیں، پسندیدہ اخلاقی عادات کے لئے سازگار سوچ کا نمونہ کیسے قوی کرتا ہے۔ اگرچہ اس طرح زبان کی مہارت بڑھانا اہم ہے لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ فرد کے اخلاقی ڈھانچے کا انحصار اور بھی بہت سارے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے عناصر پر ہے۔ خصوصاً زیرِ بحث سوچ کے نمونے کو سائنسی سوچ سے جدا کرنا مشکل

ہے۔ جواں سال لوگوں کو سائنسی انداز میں حقیقت کی تحقیق کرنے کے لئے تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ پس وہ جن کتابوں کا مطالعہ کریں گے ان میں سے کئی ریاضی اور سائنس کے میدانوں میں ہوں گی۔ یہ انہیں ان موضوعات کو مضامین کی صورت میں پڑھانے کی کوئی کوشش نہیں بلکہ یہ اس قسم کی قوتِ ادراک کو تقویت دینے کے لئے ہے جو وہ پیدا کرتی ہیں۔ اس کتاب سے نکلنے والے برانچ کورسوں میں جواُن لوگوں کے لئے ہے جو کئی برسوں تک طویل مدت کے لئے نوجوانوں کے ساتھ کام کرنے کی خاطر خود کو وقف کریں گے ان کتابوں پر کچھ تفصیل سے گفتگو کی جائے گی۔ اب تک کے لئے یہ کافی ہے کہ آپ تعلیمی عمل کے اس عنصر سے صرف آگاہ ہوں جس میں نوجوان مصروف کئے جائیں گے۔

## حصہ 19:

روحانی ادراک کو ترقی دینا، قوتِ اظہار کو بڑھانا، ایک صحتمند اخلاقی ڈھانچہ تعمیر کرنا یہ سب دراصل روحانی خودمختاری کی طرف لے جاتے ہیں۔ بدقسمتی سے اکثر لوگوں کے ذہن میں بااختیار ہونے کے ساتھ جو قدریں وابستہ ہیں وہ انسان کی روحانی فطرت سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ جب اختیار کے سوال پر بات ہو تو جو تصویریں عموماً ذہن میں ابھرتی ہیں وہ کنٹرول کرنے، جوڑ توڑ کرنے، استبداد، حکم چلانے، برتری اور دوسروں کو مغلوب کرنے کی ہوتی ہیں۔ نوجوانوں کی صلاحیتوں کو پروان چڑھاتے ہوئے آپ ان میں ایک الگ قسم کے اختیار کو ترقی دینے میں مدد کر رہے ہوتے ہیں یعنی اخلاقی قوت پیار، انصاف، علم، سوجھ بوجھ، ادراک، خدمت اور سب سے بڑھ کر عاجزی سے ابھرتی ہے۔ یقیناً عاجزی اس خودمختاری کے عمل کے لئے جن پر ہم یہاں غور کر رہے ہیں لازمی شرط ہے کیونکہ صرف تائیدِ الٰہی ہی ''ایک مچھر کو شہباز میں، پانی کے ایک قطرے کو دریاؤں اور سمندروں میں، اور ایک ذرّے کو روشنیوں اور آفتابوں میں تبدیل کر سکتی ہے۔'' حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبدالبہاء کی بعض دعاؤں سے لئے گئے درج ذیل اقتباسات پر غور و فکر جن میں ہم خدا سے التجا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بعض خوبیاں اور صفات عطا کرے ہمیں روحانی اور اخلاقی خودمختاری کی نوعیت کے بارے میں کافی شعور بخشتا ہے:

> **''میں تجھ سے التجا کرتا ہوں، اے مالکِ اسماء و حاکمِ ارض و سماء! اپنے پیاروں میں سے ہر ایک کو اس قابل بنا کہ وہ تیرے ایام میں تیری رحمت کا ایک پیالہ بن جائے، اور وہ تیرے بندوں کے دلوں کو تازہ کرے۔ انہیں قوت بخش، اے میرے خدا، کہ وہ تیرے فضل کی بادلوں سے برسنے والی برسات کی طرح، اور ان ہواؤں کی طرح ہو جائیں جو تیری شفقت کی تازگی بخش خوشبوؤں کو بکھیرتی ہیں، اور ایسی چیزیں سامنے لاسکیں جو اپنی خوشبو تیری تمام سلطنت پر بکھیر دیں، تاکہ ہر ایک تیری وحی کے پیرہن کی خوشبو محسوس کر سکے۔ جو کچھ تو چاہتا ہے اسے کرنے پر قادر ہے۔''** (41)

> **''ہمیں قوت بخش اے میرے خدا کہ تیری مخلوق کے درمیان تیری نشانیوں کو پھیلائیں، اور تیری مملکت میں تیرے امر کی حفاظت کریں۔''** (42)

> **''مجھے اس قابل بنا، اے میرے خدا، کہ ان لوگوں میں شمار کیا جاؤں جنہوں نے صرف تیرے لئے، اپنی نظریں تیرے چہرے پر جماتے ہوئے، تیرے قوانین اور اصولوں کو تھام لیا ہے۔''** (43)

> **''پس ہمیں قوت بخش، اے میرے خدا، کہ ہم خود کو ترک کرسکیں اور اس کے ساتھ مضبوطی سے چمٹے رہیں جو تیری ذاتِ بلند و برتر کا مظہر ہے۔''** (44)

> **''میں تجھ سے اس کے وسیلے سوال کرتا ہوں جو تیرے ناموں کا آفتاب اور تیری صفات کا مشرق ہے کہ میرے لئے وہ چیز نازل فرما**

جو مجھے تیری خدمت پر قیام کرنے اور تیری حمد و ثنا کرنے کے قابل بنادے۔'' (45)

''مجھے اس قابل بنا کہ میں تیری ان کنیزوں میں سے ایک ہو جاؤں جو تیری رضا حاصل کر چکی ہیں۔'' (46)

''ان بچوں کی حفاظت فرما، تعلیم و تربیت پانے میں فضل و کرم سے ان کی مدد کر اور انہیں عالمِ انسانیت کی خدمت کرنے کے قابل بنا۔'' (47)

''اے میرے محبوب! مجھ پر وہ چیز نازل فرما جو مجھے تیرے امر پر ثابت قدم رہنے کے قابل بنائے، تاکہ کافروں کے شکوک مجھے تیری جانب رُخ کرنے سے نہ روک سکیں۔'' (48)

''پس مجھے اس قابل کر کہ میں تیرے نزدیک سچائی کی کرسی حاصل کر سکوں، مجھے اپنے کرم کی ایک نشانی عطا فرما اور مجھے اپنے بندوں میں سے ایسے لوگوں کے ساتھ جُڑے رہنے دے جنہیں کوئی خوف نہ ہو اور نہ ہی جنہیں کسی غم میں مبتلا کیا جائے۔'' (49)

''اے میرے خدا! اپنے بندے کی مدد فرما کہ وہ تیرے کلمہ کو بلند کر سکے اور ان چیزوں کا انکار کر سکے جو فضول اور غلط ہیں، سچائی کو قائم کرے، مقدس آیات کو دور دراز تک پھیلائے، عظمتوں کو ظاہر کرے اور نیک لوگوں کے دلوں پر صبح کی روشنی طلوع کرے۔'' (50)

''انہیں اس قابل بنا کہ وہ تیرے لوگوں کے درمیان خود کو ممتاز کر سکیں، اور تیرے کلمہ کو بلند اور تیرے امر کی ترویج کر سکیں۔ اے میرے خدا! ان کی مدد فرما کہ وہ تیری مرضی اور خوشنودی کو پورا کر سکیں۔'' (51)

## حصہ 20:

گزشتہ کئی حصوں میں ہماری گفتگو کو ذہن میں رکھتے ہوئے آیئے اب ہم کچھ تفصیل کے ساتھ ان کتابوں میں سے دو کا جائزہ لیتے ہیں جو نوجوان پڑھتے ہیں۔ ان حصوں میں ہم نے ان موضوعات پر گفتگو کی تھی: روحانی ادراک کی نوعیت کے بارے میں ہمارا جائزہ حقیقت کی ایک سمجھ کے لئے اشد ضروری ہے؛ قوت اظہار کے بارے میں ہماری تحقیق جو اعلیٰ اہداف کے حصول کے لئے بڑی اہمیت رکھتی ہے؛ زبان اور اخلاقی ڈھانچہ کے درمیان تعلقات کے بارے میں ہمارا تجزیہ جو کوئی انتخاب کرنے کے لئے اتنا فیصلہ کن ہے؛ اخلاقی بااختیاری کے موضوع پر ہمارے فکر و تدبر اس اور اگلے حصہ میں ہم کتاب ''تائیدات کے جھونکے'' پر نظر ڈالیں گے اور حصہ ۲۲ اور ۲۳ میں ہم کتاب ''روحِ ایمانی'' کا جائزہ لیں گے۔ یہ دونوں کتابیں ان چند کتابوں میں سے ایک ہیں جن کا مطالعہ گروپ روحانی بااختیاری کے پروگرام کے پہلے سال کے دوران کرتے ہیں۔

بہائی ''انسپائرڈ'' کتاب ''تائید کے جھونکے'' ایک نوجوان لڑکی موسونڈا (Musonda) جس نے ابھی تیرھویں سال میں قدم رکھا ہے اور اس کی کزن روز (Rose) کی کہانی سناتی ہے جو اسکول کی تعطیل کے دوران اس سے ملاقات کے لئے آئی ہوئی ہے۔ موسونڈا کے بھائی گاڈون (Godwin) اور اس کے دوست چشمبا (Chishimba) کے ساتھ مل کر لڑکیاں اپنے مستقبل کے بارے میں سوچتی ہیں اور اپنی امیدوں اور امکانات پر گفتگو کرتی ہیں۔ اس کتاب کے بارے میں کئی خیالات ہیں جن پر آپ کے گروپ میں غور کرنا ہوگا۔ تاہم آپ کو تشویق کی جاتی ہے کہ پہلے اس کتاب کو ایک بار آخر تک پڑھ ڈالیں اور پھر اسے احتیاط سے پڑھیں اور مشقوں کو حل کریں۔ جب ایک بار آپ اس کتاب سے اچھی طرح آگاہ ہو جائیں تو نیچے جو جائزہ لیا

گیا ہے اس کے ساتھ آگے بڑھیں۔

بے شک آپ نے دیکھا ہے کہ ایک خیال جو کتاب میں شروع سے آخر تک موجود ہے وہ ''تائید'' ہے۔ نیچے اس کتاب کے وہ حصے دیئے گئے ہیں جو اس خیال کو یا تو مرکزی کرداروں کے مابین گفتگو کے ذریعہ مخاطب کرتے ہیں یا ان واقعات کے ذریعہ جن سے یہ نظر آتا ہے تائید الٰہی کارفرما ہے۔ ہر حصہ اسباق میں سے کسی ایک سے اقتباس ہے اور انہیں اسی ترتیب سے پیش کیا گیا ہے جس ترتیب سے اسباق ہیں۔ دی گئی جگہ پر تحریر کریں کہ ان میں سے ہر ایک میں تائید کے موضوع کو کیسے پیش کیا گیا ہے جیسے جیسے شرکاء ان اسباق کو پڑھتے جائیں گے اس موضوع کے بارے میں ان کی سمجھ اُسی طرح بڑھتی جائے گی۔

---

''میں خدمت کے بارے میں سوچتی ہوں۔ میں کوئی ایسا کام کرنا چاہتی ہوں جس سے دوسروں کی مدد ہو سکے۔ میں نرس بننا چاہتی ہوں مگر اس کے لئے بڑی محنت سے پڑھائی کرنی پڑتی ہے۔ اس میں خرچ بھی آتا ہے اور مجھے نہیں لگتا کہ میرے والدین کے پاس کافی رقم ہے۔'' مُوسوندا وضاحت کرتی ہے۔

''ہاں، لیکن مُوسوندا تم کوشش تو کرسکتی ہو''۔ روز جواب میں کہتی ہے ''دیکھو، ایک لفظ ہے 'تائید' جو میں نے کچھ ہفتے پہلے اپنی ایک کلاس کے دوران سیکھا ہے۔ ہماری ٹیچر کہتی ہیں کہ ہم جو کام کرتے ہیں ان میں خدا، ہمیں تائید بھیجتا ہے اور ہماری مدد کرتا ہے۔ مجھے تو یہ لفظ بہت پسند ہے۔ مجھے امید ہے کہ اگر تم نرس بننے کا دل میں ٹھان لو تو تمہیں خدا کی تائید حاصل ہوگی۔''

---

---

اس رات جب لڑکیاں بستر پر گئیں تو مُوسوندا نے روز سے سرگوشی کی ''روز، تم نے لفظ 'تائید' کہا تھا۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر میں اپنے اسکول کے کام خوب اچھی طرح سے کروں تو خدا ہمیں پیسے بھیجے گا تاکہ میں نرسنگ کی تربیت حاصل کرسکوں۔''

روز کروٹ بدل کر مُوسوندا کی طرف دیکھتی ہے۔ ''خوب، ضروری نہیں کہ ایسا ہی ہو۔ میرا مطلب ہے کہ مجھے نہیں معلوم۔ ہمیں چیزوں کو آزماتے رہنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ کونسے دروازے کھلتے ہیں۔ لیکن میں جانتی ہوں کہ خدا ہم میں سے ہر ایک کو صلاحیتیں بخشتا ہے۔ ہمیں اپنی صلاحیتوں کو ڈھونڈنا چاہئے اور پھر یہ سیکھنا چاہئے کہ انہیں کس طرح استعمال کیا جائے۔'' روز جواب دیتی ہے۔

گاڈون کا ایک ہم جماعت اور بہت ہی قریبی دوست ہے جس کا نام چشمبا ہے۔ وہ اکثر گاڈون اوراس کے گھر والوں سے ملنے آتا ہےاور آج کی رات وہ کھانے کے لئے رُک رہا ہے۔ وہ ادھرادھر کے موضوعات پر بات چیت کرتے ہیں۔ موسؤ ندا تائید کے موضوع کو اٹھانے کے لئے بے چین ہوتی ہے۔ کچھ لمحات کے لئے خاموشی ہوتی ہے تو اسے اس کا موقع مل جاتا ہے۔ ''روز اور میں تائید کے بارے میں باتیں کرتے رہے ہیں'' مُوسوندا کہتی ہے۔

''لو،اب میری ننھی سی بہن بولے گی۔'' گاڈون کھنکارتا ہوا کہتا ہے۔ لیکن اسے حیرت ہوتی ہے کہ چشمبا دلچسپی لیتا دکھائی دیتا ہے۔

''تمہارے نزدیک اس لفظ کے کیا معنی کیا ہو سکتے ہیں؟'' وہ مُوسوندا سے پوچھتا ہے۔

مُوسوندا کچھ حیران سی ہوجاتی ہے اور وہ اس امید سے روز کی طرف دیکھتی ہے کہ شاید وہ اس کا جواب دینا چاہے۔

''تائید۔۔۔یعنی ہمارے کاموں میں خدا ہماری مدد کرتا ہے'' روز کہتی ہے۔

چشمبا چُپ کسی سوچ میں گم ہو جاتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں دکھ نظر آتا ہے۔ چند لمحوں بعد وہ آہستگی سے بولنا کرنا شروع کرتا ہے، '' چند مہینوں پہلے میرے ابّو کی نوکری چھوٹ گئی۔ وہ ایک ایماندار شخص ہیں اور سب یہ بات جانتے ہیں۔ اٹھارہ سال سے وہ ایک کمپنی میں چوکیدار کی ملازمت کرتے تھے۔ اب اچانک ہی انہیں بلاوجہ نوکری سے برخواست کر دیا گیا ہے۔ لیکن ہم سب کو اس کی وجہ معلوم ہے۔ اگر وہ انہیں دو سال مزید رکھتے تو وہ ریٹائر ہوجاتے اور کمپنی کو ان کی پینشن ادا کرنی پڑتی۔ ہمارے پاس کوئی بڑی بچت نہیں ہے۔ اگرچہ میرا بڑا بھائی بھی ہماری مدد کرتا ہے مگر مجھے لگتا ہے کہ میں اگلے سال پڑھائی جاری نہیں رکھ پاؤں گا کیونکہ میں اپنے رہنے اور کھانے کے اخراجات ادا نہیں کرسکتا۔ مجھے اسکول واقعی پسند ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ خدا میری مدد کیوں نہیں کرتا۔''

سب جناب مولینگا کی طرف دیکھتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ اس سوال کا جواب دینگے۔

جناب مولینگا مسکراتے ہوئے کہتے ہیں، ''جب ہم کوشش کرتے ہیں تو خدا ہماری مدد ضرور کرتا ہے لیکن اس سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ زندگی بہت آسان ہے۔ تمہاری زندگی مشکلات سے بھری ہوئی ہوگی اور بدقسمتی تو یہ ہے کہ ان میں سے اکثر مشکلات ناانصافی کی وجہ سے ہونگی۔ مگر تمہیں سخت محنت کرنی ہوگی اور اگر کچھ عرصہ کے لئے چیزیں تمہاری توقع کے خلاف بھی کیوں نہ جارہی ہوں تو بھی تمہیں خدا کی

تائید پر یقین رکھنا ہوگا۔تم اگر ناانصافی کو دور کرنے کی کوشش کرو گے تو اس میں خدا تمہاری خصوصی مدد کریگا۔'' پھر وہ چشمبا کی طرف دیکھ کر کہتے ہیں''تمہارا گھرانہ متحد اور محنتی ہے۔میرا دل کہتا ہے کہ تمہارے حالات بدلیں گے۔تم اپنی پڑھائی ضرور مکمل کرو گے۔میری بات کا یقین کرو۔''

اگلے پیر کے دن دونوں لڑکیاں بیگم فیری کے ساتھ کلینک جاتی ہیں۔جب ماؤں کی کلاس کا وقت آتا ہے تو مُوسوندا اور روز بچوں کو باہر لے جاتی ہیں اور ان کے ساتھ ایک درخت کے سائے میں بیٹھ جاتی ہیں۔وہ ساتھ ملکر گیت گاتے ہیں، کھیلتے ہیں اور روز انہیں کہانی سناتی ہے۔ابھی کہانی ختم ہونے والی ہی ہوتی ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو لینے باہر آجاتی ہیں۔وہ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوتی ہیں۔بیگم فیری اور کلینک کے ملازمیں کرنے والے بھی بہت خوش ہوتے ہیں اور گزارش کرتے ہیں کہ وہ اگلے ہفتے پھر آئیں۔

گھر واپس جاتے ہوئے مُوسوندا گہری سوچ میں ہوتی ہے۔کچھ دیر بعد وہ خاموشی توڑتی ہے اور روز سے کہتی ہے''کیا تم سمجھتی ہو کہ آج جو کچھ بھی ہوا اس کا تعلق تائید سے ہے؟ تم ٹیچر بننا چاہتی ہو اور میں نرس۔ہم کلینک میں بچوں کا خیال بھی رکھ رہے تھے اور ان کو پڑھا بھی رہے تھے۔''

ان ہفتوں کے دوران جب سے روز اس کے ساتھ رہنے آئی ہے ان دو لڑکیوں نے بہت سی چیزوں کے بارے میں بات چیت کی ہے اور مُوسوندا کا ذہن کئی نئے نئے خیالات سے بھرا ہوا ہے۔ایک صبح وہ اپنی پسندیدہ جگہ جانے کا فیصلہ کرتی ہے۔چٹان پر لیٹے لیٹے اسے کلینک کا وہ دن یاد آتا ہے۔دل ہی دل میں سوچتی ہے:''اچھا تھا کہ کوئی نیک کام کر سکے۔'' اسے یاد آتا ہے کہ اس کے ابّو کہا کرتے

ہیں کہ درختوں کو پھل دینا چاہیئے اور پھر وہ سوچتی ہے،''میں کس طرح یہ یقینی بناؤں کہ میری زندگی بھی اچھے پھلوں سے بھرے ہوئے درخت کی مانند ہے؟''فوراًاس کے ذہن میں ایک لفظ آجاتا ہے'تائیدٗ۔وہ اچانک لفظ''تائیدات''کے بارے میں سوچتی ہے۔

ٹھیک اسی وقت ہوا کا ایک تیز جھونکا آتا ہے۔ یہ جھونکا کچھ پتوں کو فضا میں لے اُڑتا ہے۔انہی پتوں میں مُوسوندا کو ایک زرد رنگ کی چڑیا بھی نظر آتی ہے۔جب ہوا کا زور ٹوٹتا ہے تو سارے پتے پانی میں گر جاتے ہیں مگر چڑیا اڑتی رہتی ہے۔وہ اس پرندے کو دیکھتی رہتی ہے کہ اس کے ذہن میں خیال آتا ہے،''ہوا نے پرندے کو تھوڑا سا دھکا دیا اور اب یہ پرندہ اُونچے سے اونچا اُڑتا جا رہا ہے۔شاید یہی ہے تائید کا مطلب۔ پرندے نے اڑنے کی کوشش کی اور ہوا نے اس کی مدد کی۔

''گاڈون کیا تم کبھی اپنے مستقبل کے بارے میں سوچتے ہو؟''مُوسوندا پوچھتی ہے''تم کیا بننا چاہتے ہو؟''

گاڈون سائیکل پر کام کرنا جاری رکھتا ہے۔وہ جواب دیتا ہے''مجھے نہیں معلوم۔میں تو پیسے کمانا چاہتا ہوں۔میں اپنے والدین کی مدد کرنا چاہتا ہوں اور اپنا گھر بسانا چاہتا ہوں۔''

''مگر کیا تم کبھی بھی اپنی صلاحیتوں کے بارے میں سوچتے ہو۔اور یہ کہ تم انکا کس طرح سے استعمال کر سکتے ہو؟'' مُوسوندا پوچھتی ہے،''میں اور روز اس کے متعلق بہت باتیں کرتے ہیں۔''

''مجھے معلوم ہے۔مجھے معلوم ہے۔'' وہ اپنا پیچ کس اُٹھاتے ہوئے کہتا ہے،''اور تم ہمیشہ'تائیدٗ کے بارے میں بات کرتی رہتی ہو۔۔۔'جب ہم کوشش کرتے ہیں تو خدا ہماری مدد کرتا ہے۔' ''

''یقین کرو گاڈون یہ سچ ہےٗ'اس کے بعد وہ اسے اس زرد چڑیا اور ہوا کی کہانی سناتی ہے۔وہ اسے روز اور اپنے اس کام کے بارے میں بھی بتاتی ہے جو وہ بچوں کے لئے کلینک میں کر رہی ہیں۔

اسی وقت چشمبا پہنچتا ہے۔''ہیلو،'' وہ پوچھتا ہے،''سائیکل کا کیا حال ہے؟ کیا تم سمجھ چکے ہو کہ خرابی کیا ہے؟''

''گراری میں مسئلہ تھا۔میں ابھی تک اس پر کام کر رہا ہوں'' گاڈون ایک پیچ کستے ہوئے جواب دیتا ہے۔

’’مجھے معلوم تھا کہ تم اس کی مرمت کر سکتے ہو!‘‘ چشمبا کہتا ہے اور پھر مُوسوندا کی طرف دیکھتا ہے ’’کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا بھائی میکینک ہے؟‘‘

روز گھر سے باہر نکلتی ہے اور ان کے گفتگو کا کچھ حصہ سنتی ہے۔ وہ کہتی ہے، ’’گاڈون یہ تمہاری صلاحیتوں میں سے ایک ہے! تم چیزوں کی مرمت کرنے میں اچھے ہو۔ تم ایک اچھے میکینک بن سکتے ہو!‘‘

گاڈون کہتا ہے، ’’صرف اتنی سی بات کہ میں سائیکل کی مرمت کرسکتا ہوں! اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں میکینک ہوں۔ اس کے لئے مجھے تربیت کی ضرورت پڑے گی۔‘‘

تینوں مسکراتے ہوئے کہتے ہیں، ’’تو کرو کوشش!‘‘ سب ہنستے ہیں اور ان کے ساتھ گاڈون بھی ہنس دیتا ہے۔

’’گاڈون تم جناب چیپئے شو سے بات کیوں نہیں کرتے۔ ارے وہی میکینک جو بازار کے قریب رہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ تمہیں کام سکھا دیں،‘‘ چشمبا پُرجوش آواز میں کہتا ہے۔

’’ہاں یہ کام شروع کرنیکا ایک طریقہ تو ہوسکتا ہے۔‘‘ روز کہتی ہے۔

’’کیا؟‘‘ گاڈون سوال کرتا ہے، ’’میں یوں ہی مُنہ اٹھائے تو ان کے پاس نہیں جا سکتا۔ آخر میں ان سے کیسے پوچھوں گا؟ میں تو انہیں جانتا تک نہیں۔‘‘

’’میں انہیں جانتا ہوں۔ میں تمہارا تعارف ان سے کروادوں گا۔ ہم کل ہی ان کے پاس جاسکتے ہیں۔‘‘ چشمبا کہتا ہے۔

بعد میں اکیلے میں روز مُوسوندا سے کہتی ہے، ’’کل گاڈون کی سمجھ میں یہ بات آجائے گی کہ تائید کا مطلب کیا ہے۔‘‘ وہ ہنس پڑتی ہیں مگر فیصلہ کرتی ہیں کہ لڑکوں سے کچھ نہیں کہیں گی۔

جناب چیئےشُو، جوایک چھوٹے قد کے عمر رسیدہ شخص ہیں، اپنی دوکان کے باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ کسی چھوٹے سے انجن کا ایک حصہ صاف کر رہے ہوتے ہیں اور دھیمی آواز میں کچھ گنگنا بھی رہے ہیں۔ چشمبا کو دیکھ کر ان کا چہرہ دمک اٹھتا ہے اور وہ اس سے ہاتھ ملانے کیلئے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

چشمبا گاڈون کو متعارف کرواتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ وہ چیزوں کی اچھی مرمت کرلیتا ہے۔ گاڈون گھبرایا ہوا ہے مگر جلد ہی وہ خود میں بات کرنے کا حوصلہ پیدا کرلیتا اور کھنکارتے ہوئے کہتا ہے، ''جناب چیئےشُو میں میکینک بننا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ میں آپ کی دوکان میں آپ کی کچھ مدد کروں اور آپ سے کام سیکھوں!''

جناب چیئےشُو جواب دیتے ہیں، ''بہت خوب! میں تمہاری مدد تو حاصل کرسکتا ہوں۔ مگر میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ تمہیں تنخواہ دے سکوں۔''

''کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تو صرف سیکھنا چاہتا ہوں'' گاڈون کہتا ہے'' تو میں کب سے کام شروع کروں؟''

''ابھی بالکل ابھی سے'' جناب چیئےشُو جواب دیتے ہیں'' کیا تم آج صبح رک سکتے ہو؟ انجن کے ان پرزوں کو تیل لگانے کی ضرورت ہے اور پھر ہمیں انجن باندھنا بھی ہے۔''

''ابھی؟ کیا میں ابھی اسی وقت شروع کرسکتا ہوں؟'' گاڈون حیرانی سے پوچھتا ہے۔

''ضرور!'' جناب چیئےشُو ہنستے ہیں،'' اپنی آستینیں اوپر چڑھاؤ اور کام پہ لگ جاؤ!''

گاڈون اپنا نیا کام شروع کرتا ہے۔ کچھ دیر کے بعد چشمبا جانے کے لئے اٹھتا ہے۔ وہ جناب چیئےشُو سے خدا حافظی کرتا ہے وہ گاڈون کی طرف جھکتا ہے اور اس کے کان میں دھیرے سے کہتا ہے'' تائید!''

گھر جاتے ہوئے راستے میں چشمبا کلینک کے پاس سے گزرتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ روز اور مُوسوندا بچوں کی مدد کررہی ہیں۔ لڑکیاں یہ جاننے کی مشتاق ہیں کہ کیا ہوا۔ وہ پوچھتی ہیں، ''سناؤ، کیسا رہا؟''

'' گاڈون نے کوشش کی اور وہ کامیاب رہا۔ وہ اس وقت بھی وہیں ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ جناب چیئےشُو اسے آزمانا چاہ رہے تھے۔'' چشمبا جواب دیتا ہے۔

ایک صبح چشمبا اپنی ماں کے لئے مچھلی خریدنے بازار جاتا ہے۔ وہ کئی دنوں سے سوچ رہا ہوتا ہے کہ اپنی پڑھائی کے لئے رقم کیسے کمائے؟ کمائی کے لئے وہ کھیتی باڑی کرنے کا سوچتا ہے مگر پھر اسے خیال آتا ہے کہ بوائی کا موسم جا چکا ہے۔ پھر وہ سوچتا ہے کہ وہ کوئلہ بیچے گا مگر اسے خیال آتا ہے کہ بہت سے لوگ یہ کام کرتے ہیں، ''ایسے کام کرنے کی کوشش کرو جو کوئی نہ کرتا ہو،'' اسے روز کی بات یاد آتی ہے۔

وہ مچھلی خریدنے بیگم موسول کی دُکان پر پہنچتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ موجود نہیں ہیں۔ ساتھ والی دُکان پر بیٹھی ہوئی عورت کہتی ہے، '' وہ شہر گئی ہے، مچھلی لانے۔ وہ ہفتے میں دو بار شہر جاتی ہے۔'' چشمبا جانتا ہے کہ جناب چیئے شُو بھی کبھی کبھار گاڑی کے پرُزے خریدنے شہر جاتے ہیں۔

اس سے اُسے ایک ترکیب سوجھتی ہے۔ وہ دل ہی دل میں سوچتا ہے،'' شاید میں ان لوگوں کو شہر جانے کے لئے اپنی مدد پیش کرسکوں اور ان کے لئے وہ سامان لادوں جن کی انہیں ضرورت ہے۔ اس طرح یہاں رُک کر کام کرنے سے ان کے پیسے ضائع ہونے سے بچ جائیں گے۔''

اسی رات چشمبا اس سلسلے میں اپنے والدین سے مشورہ کرتا ہے اور اس کے والدین کو اس کا یہ خیال پسند آجاتا ہے۔ اگلے دن وہ دوبارہ بازار جاتا ہے تاکہ بیگم موسول اور جناب چیئے شُو سے بات کرے۔ وہ ان سے کہتا ہے،'' اگر آپ دونوں مجھے وہ رقم ادا کریں جو آپ بس کے کرایہ پر استعمال کرتے ہیں تو میں اس میں سے آدھے شہر جانے کے لئے استعمال کروں گا اور آپ لوگوں کے لئے وہ چیزیں خرید لاؤں گا جن کی آپ کو ضرورت ہے۔ اور باقی رقم میں اپنی پڑھائی کے لئے بچالوں گا۔'' وہ اس بات پر رضامند ہوجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسے آزمایا جاسکتا ہے وہ دو دن بعد آئے۔ جناب چیئے شُو کہتے ہیں، ''اگر تمہارا یہ خیال اچھا رہا تو سمجھو تم نے اپنے لئے کام ڈھونڈ نکالا ہے۔''

اپنے والدین کو یہ خوشخبری سنانے کے لئے گھر جاتے ہوئے راستے میں چشمبا گاڈون اور اسکے گھر والوں سے ملنے کے لئے رُکتا ہے۔ وہ اپنی یہ تجویز انہیں بتانے کے لئے بہت بیقرار ہے۔ یہ واقعہ سننے کے بعد بیگم مولینگا چشمبا کو ایک اچھی خبر دیتی ہیں۔ وہ اسے بتاتی ہیں کہ کل جناب مولینگا کا کبوے جانا ہوا تھا اور انہوں نے ان کی کزن سے بات کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ چشمبا خوشی سے ان کے ساتھ رہ سکتا ہے۔ ان کا گھر اسکول سے ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ کھانے اور رہائش کے عوض تم ان کے کھیتوں پر ان کا ہاتھ بٹا سکتے ہو۔

''یہ تو بہت اچھی خبر ہے،'' چشمبا کہتا ہے،'' شکریہ بیگم مولینگا!''

بیگم مولینگا کہتی ہیں،'' چشمبا! لگتا ہے کہ تم جلد ہی پیسے کمانے لگو گے۔ تمہیں اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ تم اسکول کے لئے پیسے بچاسکو۔ شاید

اس میں کبھی کبھار مشکل بھی ہو مگر ان پیسوں کو فالتو چیزوں پر خرچ مت کرنا۔''

''بیگم مولینگا آپ گھبرایئے مت''، چشمبا مسکراہٹ سے روشن چہرے سے جواب دیتا ہے،''میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایسا نہیں ہوگا۔'' جاتے ہوئے وہ روز اور مُوسوندا کی طرف لوداعی اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے''دروازے کھل رہے ہیں!''

چھٹیاں اپنے اختتام کو پہنچ رہی ہیں۔ روز کے گھر جانے اور پڑھائی شروع کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ جب وہ گھر جانے کی تیاری کر رہی ہوتی ہے تو روز اور مُوسوندا آپس میں باتیں بھی کرتی ہیں۔

''میری خواہش ہے کہ کاش تمہیں نہ جانا ہوتا!'' مُوسوندا کہتی ہے۔

''میری بھی''، روز کہتی ہے،''یہ بہت ہی اچھی چھٹیاں تھیں۔ مجھے یقین نہیں آ رہا کہ اتنے دنوں میں کیا کیا بیت چکا ہے۔''

''ہاں!'' مُوسوندا کہتی ہے،'' گاڈون کو ہی دیکھو! اسے اپنا کام اتنا پسند آیا ہے کہ اب وہ کہتا ہے کہ پڑھائی مکمل کرنے کے بعد وہ اسی میدان میں فنی تربیت حاصل کرے گا۔ اور چشمبا کا خیال بھی خوب تھا۔ اب اس کے پاس اتنے گاہک ہیں کہ وہ تقریباً ہر روز شہر جاتا ہے۔''

''اور خود ہمیں دیکھو!'' روز کہتی ہے،''مرکزِ صحت پر کام کرنا ایک بہت ہی اچھا تجربہ رہا ہے۔ اب میں اور زیادہ یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ میں استانی بنوں گی۔ ہمارے ہاں شہری کونسل ہر عمر کے بچوں کے لئے ہفتہ وار کلاسیں منعقد کرتی ہے اور تقریباً سارے بچے اس میں شرکت کرتے ہیں۔ اس سال میں کسی ایک کلاس کو پڑھانے کے لئے اپنی خدمات پیش کروں گی۔''

''اور میں کوشش کروں گی کہ کلینک پر کام جاری رکھوں،'' مُوسوندا کہتی ہے،''میں اب پیر کے دن اسکول کی وجہ سے وہاں نہیں جا پاؤں گی مگر میں کوشش کروں گی کہ دوپہر کے وقت اپنی خدمات پیش کروں۔تمہیں یاد ہے روز پہلے دن جو ہم نے تائید کے بارے میں بات کی تھی؟ میں تو سوچ بھی نہیں سکتی کہ ہماری زندگی بدلنے کے لئے وہ کتنا اہم کردار ادا کرے گا۔''

''ہاں یہ بات تو درست ہے،'' روز اس کی بات کو تسلیم کرتی ہے،''دیکھو ہم کتنے بدل چکے ہیں۔ہم نے سیکھا ہے کہ ہمیں کوشش کرنی چاہئے اور تائید کی توقع رکھنی چاہئے۔''

گھر واپس جاتے ہوئے مُوسوندا ان سے دریا تک جانے کی اجازت چاہتی ہے۔ وہ اپنی خاص جگہ کی طرف بھاگتی ہے اور اس چھوٹی سی چٹان پر چڑھ جاتی ہے اور چت لیٹ کر اپنی نظریں آسمان پر جما دیتی ہے۔بہت سارے خیالات اسکے ذہن میں آ رہے ہوتے ہیں۔وہ اپنے اسکول کی چھٹیوں کے بارے میں سوچتی ہے۔ سوچتی ہے کہ آنے والا سال اس کے لئے کیا لائے گا۔اسے وہ زرد رنگ کی چڑیا یاد آتی ہے۔وہ خود سے سرگوشی کرتی ہے،''میں جو کوشش بھی کروں گی خدا اس میں میری مدد کریگا۔'' جب وہ گھر جانے کے لئے اُٹھتی ہے تو اس کے عقب کی جانب سے ہوا چل رہی ہوتی ہے اور اسے قوت بخشتی ہے۔

## حصہ: 21

عام طور پر کتابوں ( یہاں ''تائید کے جھونکے'' ) کے مندرجات سے خوب آگاہی اور اس بات کی اچھی سمجھ، کہ یہ کس طرح اپنے مقاصد کو پورا کرنے کی کوشش کرتی ہیں، نوجوانوں کے ایک گروپ کے ایپی میٹر کے طور پر اعتماد کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں سنبھالنے میں آپ کی مدد کرتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ آپ کو اس طریقہ کار پر بھی غور کرنا ہوگا جسے استعمال کرکے ان کتابوں کو پڑھنے اور یہ جو کچھ پیش کرتی ہیں اس سے استفادہ کرنے میں آپ گروپ کی مدد کریں گے۔اس مقصد کے لئے آپ کو جن مہارتوں اور اہلیتوں کی ضرورت ہے وہ اس وقت بتدریج بڑھتی جائیں گی جب آپ تجربہ حاصل کریں گے۔لیکن کتاب ''تائید کے جھونکے'' سے متعلق درج ذیل مشقیں اس سلسلے میں آپ کو کئی بصیرتیں فراہم کریں گے۔

۱۔ کتاب کے بیانات، جملوں کی ساخت اور روانی کے لحاظ سے، ایک حد تک سادگی قائم رکھی گئی ہے۔تاہم جہاں ضروری ہو وہاں مشکل الفاظ اور فقرے بھی استعمال کئے گئے ہیں۔اسباق ایسے الفاظ کو مختلف حوالوں میں بیان کرکے نیز مشقوں کے ذریعہ ان کے معنوں کو واضح کرتے ہیں۔اس طرح سے پُرمعنی ذخیرہ الفاظ کے لئے گنجائش پیدا کرکے کہانی خود کو بچکانہ یا سطحی ہونے سے بچاتی ہے۔مثال کے طور پر نا انصافی کوئی آسان تصور نہیں اگرچہ یہ لفظ اکثر عام بول چال میں استعمال ہوتا رہتا ہے۔جس حوالہ میں اس لفظ کو سبق ۶ اور اس سے متعلق مشقوں میں متعارف کرایا گیا ہے وہ اس تصور کو ایک حد تک سمجھنے میں نوجوانوں کی مدد کرتا ہے۔کیا آپ تصورات کے اس طرح سے سمجھانے کو اس عمر کے جواں سال لوگوں کے لئے سودمند پاتے ہیں، یا آپ سوچتے ہیں کہ آپ کے لئے ہر سبق کو پڑھنا اور ان کے لئے مشکل الفاظ کی تشریح کرنا ضروری ہے؟

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

________________________________________

۲۔ اس کتاب کے اسباق ایک روانی سے پُرمسرت اور سنجیدہ غور و فکر کے ماحول میں مطالعے کی خاطر لکھے گئے تھے۔سوچا جاتا ہے کہ نوجوان کم و بیش تیزی سے مگر احتیاط کے ساتھ کہانی پڑھیں گے اور ان کی لسانی مہارتوں کو ترقی دینے اور الفاظ اور تصورات کی ان کی سمجھ کو تقویت دینے کے لئے تیار کی گئی مشقوں کو حل کریں گے۔جب آپ ہر سبق کے مطلوبہ مقصد سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس میں پیش کئے گئے ہر نکتہ پر طویل بحث چھیڑ دیتے ہیں تو کیا ہوتا ہے؟

________________________________________

۳۔ نوجوانوں کی توجہ مرکوز رکھ سکنے کی مدت مختصر نہیں ہوتی، جیسا کہ اکثر تصور کرلیا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ اب بھی زندگی کی سادہ چیزوں سے خوش ہونے کی صلاحیت کو برقرار رکھتے ہوئے وہ ان خیالات کے بارے میں گہرائی سے سوچ بھی سکتے ہیں جو انہیں للکاریں پیش کرتے ہیں۔ اگر گروپ میں اعتماد کا ماحول موجود ہو اور وہ مقابلے سے پیدا ہونے والے تناؤ اور پہلے سے مقرر کردہ نتائج حاصل کرنے کے دباؤ سے آزاد ہو تو کتاب ”تائید کے جھونکے“ میں اسباق کا مطالعہ نوجوانوں کی ضرورتوں اور صلاحیتوں کے مطابق گفتگو اور غور و فکر کا موقع فراہم کرے گا۔ ماحول پیدا کرنے کی خاطر جو اقدام آپ اٹھا سکتے ہیں ان میں سے بعض کیا ہیں؟

۴۔ اس کتاب کے مطالعے میں ”گھر کا کام“ کا تصور نہیں ہے۔ مشقوں کو گروپ کے اجلاس میں حل کیا جانا ہے اور اینی میٹر کی مدد سے ان پر بات چیت کی جانی ہے۔ مشقوں کو گھر کے کام کے طور پر نوجوانوں پر چھوڑ دینے کی بجائے اس انداز کو اپنانے کا کیا فائدہ ہے؟

۵۔ اس کتاب کے بیشتر اسباق میں ایک سرگرمی شامل ہے جس میں نوجوانوں سے کہا جاتا ہے کہ جس حصے کا انہوں نے مطالعہ کیا ہے اس کے بارے میں یا ان کی زندگیوں پر وہ خاص خیال کس طرح لاگو کیا جاسکتا ہے اس بارے میں چند جملے تحریر کریں۔ اس طرح کی سرگرمی انجام دینے میں آپ نوجوانوں کی کس طرح مدد کریں گے کہ انہیں اپنے خیالات کو وضاحت کے ساتھ بیان کرنے میں مدد بھی ملے؟

٦۔ کتاب کا سبق ۲، ۵، ۹، ۱۰، ۱۳ اور ۱۴ میں سے ہر ایک آثار مقدسہ سے ایک اقتباس پر ختم ہوتا ہے جسے نوجوانوں کو زبانی یاد کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ آپ اس کو کافی مددگار پائیں گے کہ ان میں سے ایک یا دو پر توجہ دیں تا کہ یہ جائزہ لے سکیں کہ یہ آخری سرگرمی اُن تصورات کو کیسے تقویت دیتی ہے جو ان اسباق میں پیش کئے جا رہے ہیں؟

۷۔ یہ کتاب مرکزی خیال کے علاوہ بھی بہت سارے اخلاقی تصورات کا احاطہ کرتی ہے اور قابلِ ستائش خصوصیات اور رویوں کو تقویت دینے کی کوشش کرتی ہے۔ مثال کے طور پر روز بس پر سوار بچے کو اپنا کھانا پیش کرتی ہے۔ نوجوان بالن (firewood) لے جانے میں ایک خاتون کی مدد کرتے ہیں۔ جب مائیں خوراک کے موضوع پر کلینک میں کلاسوں میں شرکت کر رہی ہوتی ہیں اس وقت روز اور موسوندا بچوں کو پڑھاتی

ہیں۔فٹ بال کا کھیل ایک دوستانہ واقعہ ہے جہاں ''بازی جیتنا'' کوئی مقصدِ اعلیٰ نہیں۔ان نکات پر کتنی توجہ دی جانی چاہئے؟ کیا ان میں سے ہر تصور کو پوری طرح سمجھنا چاہئے اور اس پر تفصیلاً گفتگو کی جانی چاہئے یا یہ کافی ہے کہ گفتگو کے دوران ان پر معمول کے مطابق بات ہوجائے؟

۸۔ ایک افریقی گاؤں میں یہ کہانی واقعہ ہوئی ہے۔جو کتابیں نوجوانوں کی روحانی بااختیاری کے پروگرام کا حصہ ہیں وہ مختلف براعظموں کے متعدد ثقافتی اور سماجی پس منظر کے حقائق پر مبنی ہیں۔یہ اس پروگرام کی جامعیت میں اضافہ کرتی ہے۔کیا ''ان کتابوں کو ہر ملک کے نوجوانوں کی حقیقت کے مطابق ڈھالنے'' کی کوئی ضرورت ہے، مثلاً ناموں کو تبدیل کرکے؟ صدیوں سے لوگ اپنی ثقافت سے ہٹ کر دیگر ثقافتوں کی کتابیں پڑھتے، انہیں لاگو کرتے اور ان سے سیکھتے آئے ہیں۔لیکن بے شک انہوں نے ایسا سوچ سمجھ کر کیا ہے۔آپ نوجوانوں کو اِس پروگرام کے اس پہلو سے کس طرح آگاہ کریں گے؟ بعض لوگوں کے اس اعتقاد کے بارے میں آپ کی سوچ کیا ہے کہ بچے اور جوان صرف ان ہی مواد سے کچھ سیکھتے ہیں جو ان کی اپنی ثقافت کے حوالے سے لکھے گئے ہوں۔

## حصہ 22:

کتاب ''روحِ ایمانی''، ان چند کتابوں میں سے ایک ہے جن کے مواد کو بہائی بچوں کی کلاسوں کے تسلسل میں تیار کیا گیا ہے اور جن میں مرکزی بہائی شخصیات کا واضح حوالہ دیا گیا ہے۔یہ ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ آغازِ شباب زندگی کا وہ مرحلہ ہے جب ایک فرد فلسفیانہ نوعیت کے سوالات کی تفتیش

کرنے میں بہت ہی زیادہ دلچسپی رکھتا ہے، خاص طور پر ایسے سوالات جن کا تعلق انسانی وجود کے مقصد اور فطرت سے ہو۔ کتاب ''روحِ ایمانی'' اس سوال سے شروع ہوتی ہے کہ ''انسان ہونے کا مطلب کیا ہے؟''۔ اس سوال کا جواب دینے کی کوشش میں اس یونٹ کے مختلف حصے اس سے متعلق کئی خیالات کا جائزہ لیتے ہیں: آدمی کی شرافت، انسان کی اعلیٰ اور پست فطرت، شر کی عدم موجودگی، اختیار (free will)، ارادہ (volition)، تقدیر، ذہن کی قوت، سائنسی تحقیق، جسمانی ارتقاء، روحِ انسانی اور آخر میں روحِ ایمانی۔

کتاب ''تائید کے جھونکے'' کی طرح ہی ضروری ہے کہ پہلے آپ ایک بار پوری کتاب کو پڑھیں اور اس کے بعد اسے دوبارہ زیادہ احتیاط کے ساتھ پڑھیں اور اس بار ان حصوں پر خاص توجہ مرکوز کریں جنکا حوالہ ''غور و فکر'' کے طور پر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد آپ درج ذیل سوالوں کے جواب دے کر اس بات کا تجزیہ کریں کہ یہ کتاب اپنا مقصد کس طرح حاصل کرتی ہے۔

۱۔ پہلے سبق میں حضرت بہاءاللہ کی تحریروں سے کئی حوالے دیے گئے ہیں جن میں ایسی تصویریں ہیں جو نوجوانوں کو اپنی حقیقی شناخت کے بارے میں سوچنے میں مدد دیتی ہیں۔ ہر تصویر اس بارے میں کیا بصیرت پیش کرتی ہے؟ اس سبق میں موجود تدبرات میں سے ہر ایک اس موضوع کی سمجھ کو کیسے تقویت پہنچاتا ہے؟

____________________

____________________

____________________

____________________

۲۔ سبق ۲ کے پہلے حصے سے کس طرح نوجوان خدا کی تخلیق اور انسان کی شرافت کے بارے میں سمجھ سکتے ہیں؟

____________________

____________________

____________________

____________________

____________________

۳۔ اس سبق کا پہلا غور و فکر کس طرح ان کی اپنی زندگیوں میں شرافت کے تصور کے اطلاق کو دیکھنے میں ان کی مدد کرتا ہے؟

____________________

____________________

____________________

____________________

۴۔ اس سبق کے اگلے حصے میں وہ اس بارے میں سوچتے ہیں کہ کس وجہ سے لوگ خود کو اپنے مقام سے گرا لیتے ہیں۔ وہ کیا ہے؟

۵۔ انسان کی اعلیٰ اور پست فطرت کے بارے میں اس مختصر مطالعہ سے ایک نوجوان کیا سمجھ حاصل کرے گا؟

٦۔ اس سبق کے دوسرے غور وفکر سے نوجوان اپنے اعلیٰ فطرت کے بارے میں کیا سیکھتے ہیں؟

۷۔ یہ سمجھ کہ انسان کی پست فطرت کوئی بدی نہیں کس طرح اس بات میں نوجوانوں کی مدد کرتی ہے کہ ہر دفعہ جب ان سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو وہ احساس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائیں؟ اس بارے میں انہیں اپنی سمجھ بڑھانے میں مدد کرنے کے لئے کون سی مثالیں استعمال کی گئی ہیں؟

۸۔ سبق 2 کا آخری حصہ، خصوصاً آخری دو غور وفکر پست فطرت کی ترغیبات پر قابو پانے کے بارے میں کیا بصیرتیں پیش کرتے ہیں؟

۹۔ سبق 3 میں اختیار کے تصور کو کیسے پیش کیا گیا ہے؟ کیا آپ اس سبق کے شروع کے حصہ میں بیان کردہ صورتحال کو جوان لوگوں کی زندگیوں سے

تعلق رکھنے والا پاتے ہیں؟

۱۰۔ نوجوان سبق 3 میں اپنی اعلیٰ فطرت کی ترقی کے سلسلہ میں خوداختیاری (آزادمرضی) کے کردار کے بارے میں کیا سیکھتے ہیں؟

۱۱۔ نوجوان زندگی کے کن معاملات کے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ان میں خوداختیاری (آزادمرضی) کا استعمال کر سکتے ہیں؟ ان کے لئے اپنی خوداختیاری (آزادمرضی) کی حدود کو جاننا کیوں اہم ہے؟

۱۲۔ سبق کے دوسرے غوروفکر سے وہ اپنی خوداختیاری (آزادمرضی) پر عمل کرنے کے بارے میں کیا بصیرتیں حاصل کرتے ہیں؟

۱۳۔ نوجونوں کے لئے دوسروں کو کنٹرول کرنے اور اُن پر مثبت اثر ورسوخ مرتب کرنے کے درمیان فرق کو دیکھنا کیوں ضروری ہے؟ آپ کے خیال میں تیسرے غوروفکر میں ہونے والی گفتگو اپنے ماحول پر مثبت اثر مرتب کرنے میں نوجوانوں کی کوششوں کی کیسے مدد کرتی ہے۔

۱۴۔ سبق ۳ نوجوانوں کو تقدیر کے تصور کے بارے میں کیا سکھاتا ہے؟

۱۵۔ یہ سبق تقدیر کی نوعیت کے بارے میں کن غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے؟

۱۶۔ نوجوانوں کے لئے اپنی زندگیوں میں اپنی کوششوں کی قدر اور خدائی مدد کی قوت کے بارے میں ایک مناسب تناظر حاصل کرنے میں تیرتی ہوئی کشتی کی تمثیل کس حد تک مؤثر رہی ہے؟

۱۷۔ سبق ۴ کا پہلا حصہ کس طرح فطرت کی حدود کو سمجھنے میں نوجوانوں کی مدد کرتا ہے؟

۱۸۔ اس بارے میں کہ انسان ان حدود سے کس طرح بالاتر ہے یہ سبق کیا کہتا ہے؟

۱۹۔ پیش کی گئی اس دلیل کا کیا مطلب ہے کہ سائنس کا تعلق پوری انسانیت سے ہے؟

۲۰۔ سبق ۴ میں سائنس سے متعلق عبارت میں یہ بیان ہے کہ ''خدا نے انسان میں حقیقت کے لئے یہ پیار پیدا کیا یا رکھا ہے۔'' نوجوانوں میں اس حقیقت کی نشوونما کرنا کتنا اہم ہے؟

۲۱۔ قوتِ مشاہدہ کو نوجوانوں کے لئے کیسے بیان کیا گیا ہے؟

۲۲۔ سبق ۴ میں فراہم کردہ مثال کس طرح نوجوانوں کی مدد کرتی ہے کہ وہ سائنس کی ترقی میں مشاہدہ اور تجربہ کرنے کے کردار کو صحیح طرح سمجھ سکیں؟

۲۳۔ کیا اس سبق سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ وہ مشاہدے کی قوت کو زندگی کے ہر پہلو میں استعمال کر سکتے ہیں؟ آپ یہ کیوں خیال کرتے ہیں کہ تیسرے غور و فکر میں پوچھے گئے سوالات جو اس قوت کو استعمال کرنے کے لئے نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں انسان کی اعلیٰ فطرت پر ہی کیوں توجہ مرکوز کرتے ہیں؟

۲۴۔ چوتھے غور وفکر میں دی گئی مثالوں سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ زندگی کے ہر پہلو پر تجربہ کرنے کا اصول استعمال میں نہیں لایا جا سکتا وہ کس طرح سے نوجوانوں کی مدد کرتی ہیں کہ اس اصول کی معنویت کو سمجھ سکتے ہیں؟

۲۵۔ اسباق ۵ اور ۶ میں دی گئی استعمال کی گئی مختلف مثالیں کی نوجوانوں کس طرح مدد کر سکتی ہیں کہ وہ مختلف انواع کے ارتقاء کے پیچیدہ بصیرت میں گہرائی حاصل کر سکیں؟

۲۶۔ اس ارتقائی عمل میں روحِ انسانی کے ظہور کو کس طرح بیان کیا گیا ہے؟

۲۷۔ سبق ۶ میں اینی میٹر نطالیہ پٹروونا اس کہانی میں نوجوانوں کے گروپ کے لئے حضرت عبدالبہآء کے بیانات اور پھر انہیں مطالعہ کرنے اور سمجھنے میں ان کی مدد کرتی ہے۔ یہ نشاندہی نہیں کی گئی کہ وہ یہ کام کیسے کرتی ہے۔ ان اقتباسات کی تشریح کی خاطر آپ کیا کریں گے؟

۲۸۔ سبق ۷ کے پہلے حصے میں جس طرح بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق روح انسانی کی امتیازی خصوصیات کیا ہیں؟

۲۹۔ شعور کے مسئلے کو اس سبق کے پہلے غور وفکر میں کس طرح متعارف کروایا گیا ہے؟ اس غور وفکر میں دی گئی دو مشقیں نوجوانوں کی زندگیوں سے کس حد تک متعلق (relevant) ہیں۔

۳۰۔ انسانی عقل کی قوت کس طرح اعلیٰ فطرت کا ایک وسیلہ بن سکتی ہے؟ جیسا کہ دوسرے غور وفکر میں کیا گیا ہے کیا تضادات (contrasts) کا پیش کیا جانا اس بات کو دکھانے کا ایک کارآمد طریقہ ہے کہ انسانی عقل کو رہنمائی کی ضرورت ہے؟

۳۱۔ روحِ ایمانی کیا ہے؟

۳۲۔ سبق ۷ کے آخری دو غور وفکر نوجوانوں کی کس طرح مدد کرتے ہیں کہ وہ اپنی زندگیوں میں روحِ ایمانی کی کارکردگی کو دیکھ سکیں؟

## حصہ 23:

کتاب روح ایمانی کے محور میں سائنس اور دین کی ہم آہنگی کا اصول موجود ہے۔ انسانیت کی زندگی کے لئے اس اصول کے مضمرات گہرے ہیں اور ہم میں سے ہر ایک کو اس کے عمل سے بصیرت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یقیناً سائنس اور دین کے کچھ نظریات

ایسے ہیں جو انہیں براہِ راست تنازع میں نہ ڈالتے ہوئے بھی، ان کے درمیان ہم آہنگی کے تقاضوں کو واضح طور پر پورا نہیں کرتے، مثلاً یہ دعویٰ کہ آج دین کے ذریعے جن اسرار کو مخاطب کیا جاتا ہے ان کی وضاحت آخر کار سائنس کے ذریعے ہوگی جیسے جیسے یہ ترقی کرتی ہے۔ اس کے برعکس یہ یقین کہ تمام سائنسی سچائی کو بالآخر مذہبی صحیفے پڑھ کر دریافت کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ سب جاننے والے خدا کی طرف سے آتا ہے۔ ہر نظریہ کی غلط فہمیوں میں پڑے بغیر ہم آسانی سے دیکھ سکتے ہیں کہ دونوں میں، ایک ذریعۂ علم کو دوسرے کے ماتحت کردیا گیا ہے جسے شاید ہی حقیقی ہم آہنگی سمجھا جاسکتا ہے۔ لیکن ایسے خیالات کو مسترد کرتے ہوئے بھی ہمیں اپنے آپ سے یہ سوال کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم سائنس اور دین کو ایک دوسرے کی تکمیل کرنے کا تصور کس طرح کرتے ہیں۔ اس کی روشنی میں ذیل میں آپ کے غور وفکر کے لئے ایک بیان پیش جارہا ہے۔ اسے پڑھیں اور اس کے بعد آنے والی مشقیں مکمل کریں۔

دوسرا امکان یہ بحث ہوسکتی ہے کہ سائنس اور دین میں موجود سچائیاں باہمی طور پر خصوصی اور الگ الگ شعبوں کا احاطہ کرتی ہیں۔ سائنس مادی کائنات کا مطالعہ کرتی ہے۔ نہ صرف کائنات کے کاموں کا بلکہ انسانی برادریوں، اداروں اور تعلقات سے متعلق بعض عوامل کا بھی مطالعہ کرتی ہے۔ یہ جو علم پیدا کرتا ہے وہ ٹیکنالوجیکل ترقی (technological progress) کی بنیاد بنتا ہے، اور ٹیکنالوجی کو انسانیت کی بھلائی کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے یا اس کی تباہی کے لئے، اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ سماجی علوم کتنی ہی ترقی کرتے ہیں سائنس خود اس بات کا تعین کرنے کی محدود صلاحیت رکھتا ہے کہ اس کی مصنوعات کو کس استعمال میں لایا جانا چاہیئے۔ دین اس کے برعکس انسانی وجود کے روحانی پہلو سے سروکار رکھتا ہے۔ اس کا کام ہے فرد کی باطنی زندگی پر روشنی ڈالنا، ارادے (motivation) کی بنیادوں کو متحرک کرنا، اخلاقیات اور چال چلن کا ایک ایسا نظام پروان چڑھانا جو انسانی رویوں (behavior) کی درست رہنمائی کرسکے۔ تہذیب کا عمل علم کے دونوں نظاموں پر منحصر ہے۔ جب تک ان دونوں میں سے ہر ایک اپنی اپنی مہارت کے دائرے میں رہے گا تب تک کوئی ایسی وجہ نظر نہیں آتی کہ یہ ایک دوسرے کے ساتھ تنازع میں الجھیں۔

سائنس اور دین کے مابین ہم آہنگی کا یہ نظریہ درست ہے، لیکن بیشتر اطلاق کی سطح تک۔ اس انداز میں بالآخر سائنس اور دین کو جدا کردیا جاتا ہے اور انہیں اپنی اپنی راہوں پر چلنے کی اجازت دے دی جاتی ہے، اور جو چیز اہمیت اختیار کر جاتی ہے وہ ہے ٹیکنالوجی اور اخلاقیات کے درمیان ایک باہمی عمل۔ لیکن سائنس اور دین کے درمیان تعلق کا اس طرح کا کوئی تجزیہ جلد ہی اپنی حدوں تک پہنچ جاتا ہے، کیونکہ درحقیقت کئی ایسے مظاہر موجود ہیں جنہیں سمجھنے اور تشریح کرنے کی کوشش دونوں ہی کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ چیز فطرت میں کم دیکھی جاتی ہے لیکن انسان اور معاشرے کے مطالعہ میں یہ نمایاں ہے۔ مزید برآں، جس طریقہ سے وہ حقیقت کی تلاش کرتے ہیں اس کے مطابق سائنس اور دین کے درمیان بہت ساری باتیں مشترک ہیں۔ مثال کے طور پر دونوں ہی اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ تخلیق میں ایک ترتیب موجود ہے اور معتقد ہیں کہ انسانی ذہن کم از کم ایک حد تک اس ترتیب کو سمجھنے کا اہل ہے۔ سائنس کا طریقہ کائنات کے انداز کار کے بارے میں انکشاف کرنے میں انتہائی مؤثر ثابت ہوا ہے۔ لیکن جب دین انسانوں کو ایک ہمیشہ ترقی پذیر تہذیب وتمدن میں اپنا حصہ ادا کرنے کی رہنمائی کرتا ہے تو اسے بھی انہیں طریقوں کو استعمال میں لانا ہوتا ہے۔ سائنس اور دین ایک ہی طرح کی چیز نہیں ہیں لیکن ان کے درمیان اتنی ساری باتیں مشترک ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو کرسکیں، ہم آہنگ رہیں، ایک دوسرے پر اثر ڈالیں اور ایک دوسرے کی تکمیل کریں۔ یہ معقول بات ہے کہ سائنس اور دین کو علم اور عمل کے دو تکمیلی نظاموں کے طور پر دیکھا جائے اور جن مسائل پر وہ تحقیق کرتے ہیں اور جو طریقے وہ اختیار کرتے ہیں وہ ایک دوسرے سے مماثلت رکھتے ہیں۔

۱۔ اوپر دیئے گئے بیان میں سائنس اور دین کے درمیان جس تعلق کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ علم کے ایسے مباحث ہے زیرِنظر لاتا ہے جن میں سائنس اور دین دونوں ہی تحقیق کرتے ہیں۔ ان میں انسانی ذہن کی قوت، انسانی ارتقا، عقلی اور اخلاقی ترقی کے متعلق مسائل شامل ہیں۔ اس پر گفتگو کریں کہ روحِ ایمانی ایسے معاملات کو کس انداز میں پیش کرتا ہے جو سائنس کے جواز کا احترام بھی کرتا ہو اور ساتھ ساتھ فہم و فراست کو دین کی روشنی سے منور بھی کرتا ہو۔

۲۔ سائنس اور دین کے درمیان ہم آہنگی کے اصول کا مطلب یہ ہے کہ، جب مناسب ہو، تعلیمی مواد روحانی اور سائنسی تصورات کو ملا کر اس انداز سے پیش کریں جو سطحیت سے بچتا ہو اور بے ترتیب بھی نہ ہو۔ علم کا اس طرح کا امتزاج شرکاء کی سمجھ میں اضافہ کرتا ہے اور عبث تضادات کو دور کرتا ہے۔ تجزیہ کریں کہ کتاب ''روحِ ایمانی'' اس سطح کا امتزاج کیسے حاصل کرتی ہے۔ آپ خاص طور پر سبق ۵ اور ۶ کے غور و فکر کی جانب رجوع کر سکتے ہیں۔

۳۔ آپ ایک بار پھر کتاب ''روح ایمانی'' کا تجزیہ کرنا اور یہ تعین کرنا چاہیں گے کہ یہ سچائی کے متلاشی اور حقیقت کے محقق کسی فرد کے لئے بعض ضروری رویوں کو کس حد تک پیدا کرتا ہے؟ ان رویوں میں سے بعض کیا ہیں اور یہ مواد کتنا مؤثر طور پر انہیں پیش کرتا ہے؟

## حصہ:24

نوجوانوں کو بااختیار بنانے کے پروگرام میں جن کتابوں کا مطالعہ کیا جارہا ہے ان کے بارے میں اس گفتگو کو جس میں ہم حصہ 3 میں داخل ہوئے تھے یہیں ختم کریں گے۔ہم نے کتاب ''تائید کے جھونکے'' اور ''روح ایمانی'' کا جو مفصل تجزیہ کیا ہے وہ اس بات کی طرف ایک اشارہ کرتا ہے کہ اس پروگرام میں کتابوں میں سے ہر ایک سے آپ کی کس حد تک واقفیت ضرور حاصل ہوگی۔ کتاب ۵ سے نکلنے والے برانچ کورسوں میں ہم دوسری کتابوں کے بارے میں اسی طرح کی ایک گفتگو میں داخل ہوں گے جو آپ کی اس بارے میں مدد کریں گے؛ تاہم اس طرح کے مطالعہ کے علاوہ بھی آپ کو کتابوں کو پڑھنا اور یہ جانچنا چاہیئے کہ وہ اپنے مقاصد کے حصول کی کیسے سعی کرتے ہیں۔اینی میٹروں کے طور پر خدمت کرنے والے دوسرے لوگوں کے ساتھ متواتر جلسات فکر و تدبر آپ کے لئے انتہائی سودمند مواقع میں سے چند پیش کریں گے کہ اس مواد کے بارے میں اپنی سمجھ کو بڑھا سکیں۔ان موقوں پر آپ اور آپ کے ساتھی اینی میٹروں کو مشترکہ تجربہ کی کثرت حاصل ہوتی ہے جس سے وہ استفادہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ آخری تجزیہ میں تو صرف باہمی حمایت اور مدد کے ماحول کی تخلیق ہی ہے جہاں سکھلائی سے وابستگی دوسروں کے ساتھ ان کی کوششوں میں ہمراہی کرنے کی ایک رضامندی کا اظہار پاتے ہیں تاکہ کتابوں کی پیش کش کو پوری طرح سمجھا اور آخر کار حاصل کیا جاسکے۔

## حصہ:25

اس یونٹ میں اس سے قبل ذکر کیا گیا تھا کہ مواد کے مطالعے کے ساتھ ساتھ نوجوان خدمت کی سرگرمیوں، کھیل اور مختلف قسم کے فنون اور ہنرمندیوں میں خصوصاً اپنی مقامی ثقافت سے متعلق، مشغول ہوتے ہیں۔اس کتاب کے دوسرے یونٹ میں آپ کو یہ موقع ملا ہے کہ جواں سال لوگوں پر سماجی ماحول کے اثر پر ایک حد تک غور کریں۔اس وقت بعض ضرررساں اثرات کے بارے میں خبردار کیا گیا تھا۔لیکن اس تاکید کی وجہ سے اس حقیقت کو پوشیدہ نہیں رہنا چاہیئے کہ ماحول کے بہت سے عناصر ایسے ہیں کہ اگر انہیں درست انداز میں استعمال کیا جائے تو یہ قوتِ اظہار میں، سماجی عوامل کا تجزیہ کرنے کی صلاحیت میں اور معاشرے کی خدمت کرنے کی ارادے میں اضافہ کرتے ہیں۔ نیچے اخبار ''گارڈین'' کی ایک کہانی دی جارہی ہے۔یہ اس بات کی تشریح کرتی ہے کہ میڈیا کس طرح سے سماجی بہبود کی ترویج کے لئے کیسے استعمال ہوسکتا ہے۔

**بےآوازوں کی آواز**

مغربی افریقہ میں ایک ٹرانزسٹر ریڈیو اب بھی سماج کے لئے بولتا ہے۔

گنی کے جنگلاتی علاقے میں واقع ''این زی ریکو دیہی ریڈیو اسٹیشن'' کے ایک چھوٹے سے اسٹوڈیو میں ایک مائیکروفون کے گرد تین جواں سال لوگ مل جل کر بیٹھے لڑکیوں کی تعلیم پر گفتگو کر رہے ہیں۔

''لڑکیوں کو اسکول جانا چاہیئے، کیونکہ ایک روز وہ مائیں بنیں گی، اگر وہ پڑھی لکھی ہونگی تو خود اپنے بچوں کو تعلیم دیں گی اور ان کی بہتر نگہداشت کر سکیں گی؛'' موریکو کیک (Moriko Kake) کہتا ہے۔ وہ زور دے کر کہتا ہے، ''اگر آپ ایک لڑکی کو تعلیم دیتے ہیں تو آپ پوری ایک قوم کو تعلیم دیتے ہیں۔'' پروگرام کا میزبان 16 سالہ لینسی ٹور (Lancei Toure) جس کے والدین اسے اسکول سے نکلوا کر کھیتوں میں کام پر

لگانا چاہتے ہیں اعتراف میں سر ہلاتا ہے۔

ان جواں سال لوگوں کی واضح اور مدلل گفتگو کولائی بیریا اور آئی ووری کوسٹ کے سرحدی دیہاتوں کے لئے براہ راست نشر کیا جارہا تھا۔ یہ جھٹپٹے کا وقت ہے اور مٹی کی جھونپڑیوں کے اندر مٹی کے تیل کی لالٹینیں ٹمٹمارہی ہیں۔ دیہاتی کھیتوں یا بازاروں سے واپس لوٹ آئے ہیں۔ وہ سب کھانا تیار کرتے ہوئے اور رات آرام کرنے کی تیاری کرتے ہوئے ریڈیو سنتے ہیں۔

پچاس سال پہلے پہلا ٹرانزسٹر ریڈیو لوگوں کے گھروں میں داخل ہوا تھا اور اس طرح اس نے ایک بھاری بھرکم گھریلو فرنیچر کو ایک سستی سی چھوٹی چیز میں تبدیل کر دیا تھا جسے کوئی بھی کہیں بھی سن سکتا تھا۔۔۔

گنی جیسے ممالک میں — جہاں بالغ آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ ناخواندہ ہے، بہت سے بچوں کو اسکول تک رسائی حاصل نہیں ہے اور بجلی کی کمی ہے — جنریٹروں سے چلنے والے دیہی اور کمیونٹی ریڈیو اسٹیشن زندگی کا حصّہ ہیں۔

''ریڈیو یہاں سب کچھ ہے،'' این زی ریکو دیہی ریڈیو اسٹیشن کے پروگرام ڈائرکٹر گوما کمارا (Gnouma Camara) کہتے ہیں۔ یہ اسٹیشن ہفتے میں چھ روز پانچ مقامی بولیوں میں سے ایک اور فرنچ زبان میں اپنی نشریات جاری رکھتا ہے جو 100 کیلومیٹر کے حلقہ میں سنی جا سکتی ہیں۔ اس علاقے کے تین میں سے دو خاندانوں کے پاس ٹرانزسٹر موجود ہے اور جب یہ اسٹیشن صبح سویرے اور شام کو اپنی نشریات جاری کرتا ہے تو پورے کا پورا گاؤں اسے سنتا ہے۔

''ہم خود ان کی بولی بولتے ہیں، ہم ان کی روایات ورسومات سے آگاہ ہیں، ہم ان کے پیغامات نشر کرتے ہیں، پیدائشوں اور اموات کا اعلان کرتے ہیں، کھیتی باڑی اور گلہ بانی سے متعلق نیز سماجی مسائل پر بحث کرتے ہیں،'' کمارا مزید کہتے ہیں۔''ہم سماج کی آواز ہیں۔ بے آوازوں کی آواز ہیں۔''۔۔۔

''میں ان پروگراموں کو اس لئے سنتی ہوں کہ اسے بچے پیش کرتے ہیں اور اس لئے کہ وہ خود میری زبان میں بات چیت کرتے ہیں،'' پندرہ سالہ ماماڈو مالک (Mamadou Malic) 'پولاز' میں کہتی ہیں۔ پولار ایک مقامی زبان ہے۔۔۔''جب پروگرام شروع ہوتے ہیں، میں اپنے سب بھائی بہنوں کو بلا لیتی ہوں اور ہم اکٹھے انہیں سنتے ہیں۔ اس طرح میں بہت کچھ سیکھتی ہوں۔''

والدین اور سماجی قائدین بھی سن رہے ہیں، کمارا کہتے ہیں۔''ہماری ثقافت میں، بچوں کی باتوں پر اکثر کان نہیں دھرا جاتا، لیکن اب بڑے ان کی باتیں سننا شروع کر رہے ہیں۔ بچے اپنے والدین کو مثلاً بنیادی صحت وصفائی کے بارے میں مشورے دیتے ہیں۔ ۔۔۔ اگر کوئی باپ اپنے بچے کو مارتا ہے تو اب اس کے پڑوسی کہتے ہیں: ''کیا آپ ریڈیو نہیں سنتے ؟''

اوپر بیان کی گئی کہانی اُن ان گنت طریقوں میں سے ایک کو بیان کرتی ہے جن سے آج کے سماجی ماحول کے مختلف عناصر کو کام میں لاکر نوجوانوں کی صلاحیتوں اور قابلیتوں کو سماج کی خدمت کی جانب موڑا جا سکتا ہے۔ موسیقی، میڈیا اور ٹیکنالوجی دنیا کے ہر حصے میں نوجوانوں کی زندگیوں پر روز بروز اثر انداز ہو رہی ہیں۔ ایک اینی میٹر کے طور پر آپ کو ان طاقتور عناصر سے آگاہ رہنے اور نوجوانوں کی مدد کرنا سیکھنے کی ضرورت ہوگی کہ وہ ان عناصر کو مناسب سرگرمیاں تخلیق کرنے کے لئے استعمال کریں۔ اپنے سماجی ماحول کے بارے میں سوچیں؛ یہ درج ذیل کے ساتھ کام کرنے میں نوجوانوں کے لئے کون سے امکانات کھولتا ہے؟ گروپ میں اپنے نظریات پر گفتگو کریں اور دی گئی جگہوں میں اپنے خیالات لکھیں:

موسیقی

میڈیا

ٹیکنالوجی

## حصہ: 26

اگر نوجوانوں کو بااختیار کرنا ہے کہ وہ خود اپنی ترقی کی ذمہ داری سنبھالیں اور اپنی سماجوں کی ترقی میں ہاتھ بٹائیں تو ان کے لئے ضروری ہے وہ خود اپنے ہی گروپ کی بامعنی سرگرمیوں کی منصوبہ سازی اور اس پر عملدرآمد میں مؤثر طور پر شریک ہوں۔ خدمت کے منصوبوں اور اور فنونِ لطیفہ کے علاوہ اس طرح کی سرگرمیوں کو شامل کیا جاسکتا ہے، مثال کے طور پر، ایک یا دوسری کتاب کی تکمیل پر جشن منانے کے لئے خصوصی اجتماعات، جن میں نوجوان ڈرامائی پیشکش کرتے ہیں، گانے گاتے ہیں، شاعری کرتے ہیں اور تقریریں کرتے ہیں۔ آپ ہمیشہ اس بات میں دلچسپی لیں گے کہ دوسرے جونیئر یوتھ گروپوں کے اینی میٹروں کے ساتھ اس بات پر مشورہ کرتے رہیں کہ آپ نوجوانوں کو کیسے متحرک کر سکتے ہیں کہ وہ ایسی سرگرمیاں تیار کرنے اور انہیں عملی جامہ پہنانے میں حصہ لیں جو ان کی عقلی اور روحانی شعبوں کی تربیت کرتی ہوں، کیسے ان کی مدد کریں گے کہ وہ اپنے اعلیٰ خیالات میں سے چند کو کس طرح خدمت کی عملی اظہار میں منتقل کر سکتے ہیں، اور حصولِ کمال کی جدوجہد میں اپنی کوششوں کو کس طرح تقویت پہنچا سکتے ہیں۔ جس قسم کے سوالوں پر آپ کو اپنے ساتھی اینی میٹروں کے ساتھ غور کرنا ہوگا ان میں یہ بھی شامل ہیں: آپ نوجوانوں کی سروس پروجیکٹ بنانے اور اسے انجام دینے اور اس کی تفصیل طے کرنے کے عمل میں کس طرح مدد کرتے ہیں؟ چھوٹے اسکرپٹ لکھنے اور سادہ ڈرامائی پیش کش کرنے میں آپ نوجوانوں کی کس طرح مدد کرتے ہیں؟ آپ اس بات کو کیسے یقینی بناتے ہیں کہ فنون وحرفت کے متبادل کے طور پر بچوں کے کھیل پیش نہیں کئے جارہے اور یہ کہ جو اس سال لوگوں کی مدد کی جارہی ہے وہ ''فنون و ہنر اور سائنس'' کی حقیقی قدر و منزلت سیکھ رہے ہیں جو 'عالم وجود کو ترقی دیتے ہیں اور اس کی قدر و منزلت کو بڑھاتے ہیں''؟

اگرچہ یہ فنی سرگرمیوں کی گفتگو میں داخل ہونے کا کوئی موقع نہیں، آپ کے لئے اس بات سے آگاہی اہم ہے کہ ثقافت کے ایک اظہار کے طور پر یہ سرگرمی بڑی قیمتی ہے۔ پس یہ اپنی فطرت کے ذریعہ کسی تعلیمی عمل کو بہت زیادہ متاثر کرسکتی ہے۔ نوجوانوں کے کسی گروپ کے اینی میٹر کے طور پر آپ اپنے جوان دوستوں کی مدد کرنے میں احتیاط کرنا چاہیں گے کہ وہ ایسے مناسب فنی کام منتخب کریں جو نادانستہ طور پر ایسے اقدار پر منتج نہ ہوں جو نامعلوم طریقہ سے اس تعلیمی عمل سے متصادم ہوں جس میں وہ مصروف ہیں۔

## حصہ:27

تجربہ بتاتا ہے کہ دس سے پندرہ ممبران پر مشتمل نوجوانوں کا ایک گروپ اکثر ایسے چند افراد سے شروع ہوتا ہے جنہوں نے اپنے دوستوں کو ایک مناسب مقصد کے لئے جمع کرنے کی صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہو۔ جب یہ نوجوان دوسروں کو اس میں شامل ہونے کی ہمت افزائی کررہے ہوں تو وہ اینی میٹر سے باقاعدگی سے ملنا شروع کردیں گے۔ کسی گروپ کی رکنیت کو پڑوس یا گاؤں میں کام کرنے والے دوستوں کے بڑھتے ہوئے مرکز کی مدد سے بھی مضبوط کیا جاسکتا ہے خاص طور پر ۱۵ سے ۱۹ سال کے جوان جو پہلے چند انسٹی ٹیوٹ کورسز کے اپنے مطالعہ میں آگے بڑھ رہے ہوں۔ دنیا کے بعض مقامات پر رسمی گروپ کے قیام سے قبل قریبی علاقوں سے جوان ارکان کو تقریبات کے ایک سلسلے میں مدعو کرنا بھی کامیاب ثابت ہوا ہے۔ ایک اور طریقہ اسکولوں میں اس پروگرام کو متعارف کروانے کا ہے۔ جہاں اسکول اس پروگرام کے لئے مستعد ہے وہاں متعلقہ گریڈ کے شاگرد اور ان کے اساتذہ کے سامنے ایک یا اس سے زیادہ پیشکش جونیئر یوتھ گروپ کی تشکیل میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ ایسے گروپ بیشتر اسکول کے احاطے میں ہی مجتمع ہوسکتے ہیں اور ایک ماورائے نصاب پروگرام کے طور پر اپنی سرگرمی جاری رکھ سکتے ہیں۔ دوسری جانب اسکول اپنے شاگردوں کی اخلاقی اور عقلی صلاحیتوں کی صحت مند ترقی کے لئے اس پروگرام کی قیمتی اعانت کو تسلیم کرتا ہے۔

اپنے حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے چند ایسے طریقوں کے بارے میں سوچیں جن سے آپ جونیئر یوتھ گروپ قائم کرسکتے ہیں اور نیچے انہیں بیان کریں:

## حصہ:28

نوجوانوں کا ایک پُرجوش گروپ قائم رکھنے کا ایک اہم لازمہ والدین کے ساتھ دوستی اور اعتماد کا رشتہ استوار کرنا ہے۔ اینی میٹروں کے لئے

ضروری ہے کہ نوجوان جب اپنا گروپ تشکیل دیں اس سے پہلے یا فوراً بعد نوجوانوں کے والدین سے ملاقات کریں اور ان کے سامنے پروگرام کے مقصد کی وضاحت کریں۔ انہیں باقاعدگی سے ہر گھرانے کے ساتھ ملاقات جاری رکھنا چاہیئے اور اس کے ارکان کے ساتھ نوجوانوں کی خواہشات اور صلاحیتوں اور ان تصورات اور نطقۂ نظر پر تبادلۂ خیال چاہیئے۔ نوجوانوں کے روحانی بااختیاری کے پروگرام کو شکل دیتے ہیں جو کتاب ۲ کے تیسرے یونٹ میں بیان کیے گئے تھے لیکن یہاں بہت زیادہ تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔ اس طرح کی ملاقاتیں والدین سے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی فلاح و بہبود اور ترقی کے بارے میں مشورت کرنے کا موقع بھی فراہم کرسکتی ہیں۔ اینی میٹر والدین کو اکثر مطالعہ کئے جانے والی کتابوں میں سے ایک یا دو دکھاتے ہیں وہ اس سے آگاہ رہیں جو نوجوان سیکھ رہے ہیں۔ اگرچہ ہر اینی میٹر کو کئی مہینوں پر پھیلے ہوئے وقت میں والدین کے ساتھ دوستی کے بندھن پروان چڑھانے ہونگے، پہلی چند ملاقاتوں کے دوران ایک زیادہ تجربہ کار فرد کا اینی میٹر کے ہمراہ ہونے کی ضرورت ہوسکتی ہے۔

آپ کو کتاب ۲ کے تیسرے یونٹ کے حصہ ۱۴ کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے تاکہ آپ خود کو ان تصورات کی یاددھانی کرائیں جو روحانی بااختیار بنانے کے پروگرام میں نوجوانوں کے والدین کے ساتھ جاری بات چیت کی بنیاد بنتے ہیں۔ اس کے بعد اس کورس کے دوسرے شرکاء کے ساتھ اس تجربہ پر بات چیت کریں جو آپ کو اپنے گاؤں یا محلے میں نوجوانوں کے خاندانوں سے ملنے میں حاصل ہوا ہے۔ اس کتاب کے آپ کے مطالعے سے کون سے اضافی خیالات ایسی ملاقاتوں کے دوران گفتگو کو تقویت بخش سکتے ہیں؟

وہ گفتگوئیں جو ابتداء میں ایک اینی میٹرنو جوانوں کے ایک گروپ کے درمیان کرتا ہے وہ خاص طور پر بامعنی ہوتی ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ پہلے تین یا چار جلسات میں اراکین گروپ کے مقصد پر مکمل گفتگو کریں اور چند اہداف کی نشاندہی کریں جنہیں وہ اجتماعی طور پر پورا کرنا چاہیں گے۔ انہیں ان کے بارے میں بھی کسی نتیجے پر پہنچنا چاہیئے (وہ جو کرنا چاہتے ہیں)۔ جلسات میں جو باتیں کی جاتی ہیں ان میں ایک گروپ سے دوسرے گروپ میں فرق ہوگا۔ تو ہم کچھ تصورات ہیں جیسا ''کمال'' اور ''خدمت'' جن پر ایسے تمام جلسات میں زور دیا جانا چاہیئے۔ پھر نیچے دیے گئے نکات پہلی چند گفتگوؤں کو منظم کرنے میں آپ کی مدد کر سکتے ہیں جو آپ ان گروپس کے ممبران کے ساتھ کریں گے جو تشکیل پانے والے جونیئر یوتھ گروپ کے ساتھ ان گفتگوؤں تک پہنچیں گے۔

☆ بہت سے اینی میٹرنو جوانوں کی حوصلہ افزائی کرنا سودمند پاتے ہیں کہ وہ گروپ کو ایک ایسی جگہ کے طور پر دیکھیں جس میں وہ روحانی اور ذہنی کمال کے حصول کی خواہش کر سکتے ہیں۔ انہوں نے تشریح کی کہ روحانی کمال کے حصول کی جدوجہد کے لئے ہمیں خود میں ایسی خوبیوں کو پروان چڑھانا ہوگا جن کا تعلق ہمارے وجود کی اعلیٰ تر فطرت سے ہے مثلاً پیار، سخاوت، ایمانداری اور انکساری۔ عقلی کمال کے حصول کی جدوجہد کے لئے ہمارے لئے ایسے علوم اور عملی مہارتوں کا حصول ضروری ہے جو خود ہماری اور دوسری کی زندگیوں کو سدھارنے میں ہمارے لئے مددگار رہوں۔ کمال کے تصور کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے اس طرح کے اقتباسات پر غور وفکر کرنا اور انہیں حفظ کرنا یقیناً بہت مددگار ہو سکتا ہے ''ہر صبح اپنی شام سے اور ہر آج اپنے کل سے بہتر ہو۔''

☆ گروپ کے مقصد کے بارے میں کچھ وضاحت حاصل کرنے کے بعد اس کے اراکین کی اینی میٹر یہ فیصلہ کرنے میں مدد کر سکتا ہے کہ وہ کمال کے حصول میں کون سی ذہنی، ثقافتی اور کھیل کی مخصوص سرگرمیاں کرنا چاہیں گے۔

☆ ذہنی اور روحانی کمال کے سلسلے میں، زبان کے سوال پر جس کا تعلق سوچنے کے طریقوں سے ہے کسی حد تک گفتگو کی ضرورت ہوگی، نوجوانوں کے ساتھ اس موضوع پر گفتگو میں عام طور پر یہ سمجھنا کافی ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ تر درجے کے ذہنی اور روحانی کمال کے حصول کی خاطر ضروری ہوگا کہ ہم اپنی قوتِ اظہار کو ترقی دیں۔ ضروری ہے کہ ہم پڑھنے اور جو کچھ ہم نے پڑھا ہے اس کے معنی سمجھنے کے قابل ہوں اور ہمیں واضح طور پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا بھی سیکھنا چاہیئے۔ اسی تناظر میں اینی میٹرا کثر ان کتابوں کو متعارف کروانا مؤثر پاتے ہیں جن کا نوجوان مطالعہ کریں گے۔ جن میں کچھ کا آپ نے مکمل یا جزوی طور پر یونٹ میں پہلے جائزہ لیا تھا۔

☆ نوجوانوں کو روحانی طور پر بااختیار بنانے کے پروگرام میں آثارِ مقدسہ سے اقتباسات کو حفظ کرنے کو درکار اہمیت دینا ضروری ہے۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ حفظ کرنے کی اہمیت وہ موضوع ہو جس پر گروپ کے ابتدائی جلسات میں سے ایک میں گفتگو کی جائے۔ اینی میٹروں کو اپنے نوجوان دوستوں کی مدد کرنی چاہیئے کہ وہ خدا کے کلام کی بے مثال قوت اور ان کی زندگیوں پر اس کے اثرات سے آگاہ ہوں جب وہ حصولِ کمال کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ اس طرح کی گفتگو کے ذریعے وہ آثارِ مقدسہ سے بہت سارے اقتباسات کو زبانی یاد رکھنے کے فوائد کے آگاہ ہوں سکیں گے۔

☆ اپنی میٹروں کے لئے پہلے چند جلسات میں اس بات پر زور دینا مفید ہوگا کہ گروپ کو روحانی کمال کے لئے کوشش کرنے کے لئے اپنے اراکین میں دوستی کے مضبوط بندھنوں کو استوار کرنے اور زیادہ سے زیادہ اتحاد حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اینی میٹرا کثر نوجوانوں کی تحریروں سے اقتباسات کی روشنی میں دوستی، اتحاد اور ہم آہنگی کے موضوعات کو سمجھنے میں مدد دینے میں سودمند پاتے ہیں اور انہیں حفظ کرنے کے لئے نوجوانوں کی حوصلہ افزائی بھی کی جاسکتی ہے۔

☆ دوستی اور اتحاد کے موضوعات پر گفتگو اس بات چیت کے لئے ایک فطری آغاز فراہم کرسکتی ہے جو گروپ کے اراکین ایک دوسرے کے ساتھ کریں گے کہ وہ ایک دوسرے کی بات توجہ سے سنیں گے، کہ وہ ہمیشہ ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں گے چاہے ان میں سے کسی ایک کو اپنا خیال ظاہر کرنے میں دشواری ہی کیوں نہ ہو رہی ہو، کہ وہ ان میں سے کسی نے جو بات پیش کی ہے اس کی تحقیر کبھی نہیں کریں گے۔ یہ ان نتائج میں

سے کچھ مثالیں ہیں جو وہ اس طرح کی گفتگو کے ذریعے ایک گروپ کے طور پر عمل کر اخذ کر سکتے ہیں۔

☆ گروپ کے ابتدائی جلسات میں ایک اہم موضوع خدمت ہے۔نو جوانوں کو یاد دلایا جاسکتا ہے کہ بحیثیت انسان ہم سب ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں ہم ایک ہی انسانی خاندان کے ارکان ہیں اور اپنے معاشروں کے حالات کو بہتر بنانے میں اپنی بھر پور کوشش کرنی چاہیئے۔یہ تصور کرنا کہ اگر ہمیں اپنے آس پاس کے لوگوں سے مدد نہ ملے تو کیا ہوگا۔بعض اوقات نو جوانوں کو خدمت کی اہمیت سمجھنے میں مدد دے سکتا ہے۔

☆ خدمت کے بارے میں بات چیت کو دوسروں کی انفرادی طور خدمت کرنے کے سوال سے آگے بڑھ کر یہ سوچنے تک جانا چاہئے کہ جوان بحیثیت ایک گروپ کے کیا کر سکتے ہیں۔یقیناً یہ بات اہم ہے کہ ان کی ابتدائی کوششیں کم مدت کی با آسانی قابلِ حصول اہداف والی ہوں۔اس طرح انہیں اپنی اجتماعی صلاحیت پر اعتماد حاصل ہوگا اور وہ ساتھ ملکر کام کرنا سیکھیں گے جو اُن کے لئے زیادہ پائیدار خدمتی پروجیکٹس

کرنے کے امکانات کھولے گا۔ بالکل شروع سے ہی اپنی میٹر ایک ایسے عمل کی اجرا کی طرف نوجوانوں کی رہنمائی کریں جس میں وہ اپنے سماج کی زندگی کے بارے میں اور اس بارے میں سوچیں کہ وہ اس کی بہتری میں کیسے مدد کر سکتے ہیں۔ ان سے ایسے سوالات پوچھنا اس سلسلہ میں ان کی مدد کرے گا جو انہیں سماج کے بارے میں مشاہداتی بیانات دینے کا تقاضا کریں۔ اس طرح وہ خدمت کا کام سماج میں کسی بیمار شخص کی تیمارداری جیسی سادہ سطح سے شروع کر سکتے اور بتدریج ایک پروجیکٹ کی ذمہ داری لینے تک جا سکتے ہیں مثلاً شجرکاری جس کے لئے انہیں مناسب مقامی اداروں سے مشورت کرنی ہوگی، دوستوں اور والدین کی مدد حاصل کرنی ہوگی، اور طویل مدتی انتظامات کرنے ہونگے۔ قدرتاً گروپ کے پہلے چند جلسات کے دوران مؤثر تعاون کے لئے درکار مہارتوں اور اہلیتوں اور ساتھ ہی رویوں اور خوبیوں پر گفتگو بھی کی جاتی ہے۔

☆ صحت مند تفریح، خاص کر کھیل، ایک اور موضوع ہے جسے نوجوانوں کے گروپ کے اولین جلسات میں زیر بحث لانا چاہئے۔ ایک بار پھر اس سے متعلق تصور اور مسائل جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ اینی میٹر چاہیں گے کہ اس طرح کی تفریحی سرگرمیاں منتخب کرنے میں گروپ کی مدد کریں جو وہ یا تو اپنے جلسات کے دوران یا خصوصی موقعوں پر انجام دے سکیں۔ اس سلسلے میں احتیاط کی ایک بات کہنا ضروری ہے۔ سخت جسمانی سرگرمی اس قوت کا ایک فطری اظہار ہے جو نوجوانوں میں ہے۔ دنیا بھر کے تجربہ نے یہ دکھایا ہے کہ مثال کے طور پر فنی سرگرمیوں کو کھیل پر ترجیح دینا کسی گروپ میں انتخاب کا ایک عمل شروع کر دیتا ہے جس میں بعض جوان آخرکار اپنی شرکت جاری رکھنے سے ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں۔

اوپر جو نکات پیش کئے گئے ہیں ان سب کے حوالے سے یہ سمجھنا اہمیت کا حامل ہے کہ جوں جوں اینی میٹروں کا تجربہ بڑھتا جاتا ہے وہ اس

کے بہتر قابل ہوتے جاتے ہیں کہ وہ ایسی سرگرمیاں تیار اوران پر عملدرآمد کرنے میں نوجوانوں کی مدد کرسکیں جوایک دوسرے کی تکمیل کرتی ہوں، اوران بلند معیارات کا جن سے وہ معمور ہیں اوران بصیرتوں کا جوانہوں نے مختلف کتابوں کے مطالعہ سے حاصل کی ہیں، عملی اظہار ہوں۔

## حصہ:30

اس کتاب کے پہلے اور دوسرے یونٹ کے ہمارے مطالعہ سے، جو کسی حد تک تصوراتی تھے، اس یونٹ میں نوجوانوں کے کسی گروپ کے ایک اینی میٹر کے طور پر خدمت کرنے کے بارے میں آپ کا مطالعہ ایک بہت ہی عملی رخ اختیار کر گیا ہے۔ جوں جوں آپ خدمت کے اس میدان میں تجربہ حاصل کرتے جائیں گے اس کتاب کے صفحات آپ کو فکر وتدبر کے لئے خیالات فراہم کریں گے۔ بہت سے اینی میٹر گزشتہ حصہ میں دئے گئے نکات کو خصوصی طور پر سودمند پاتے ہیں اور بار بار اُن سے رجوع کرتے ہیں۔ ساتھ ہی وہ ایک نوٹ بک رکھتے ہیں جس میں وہ اپنے تجربات اور اپنے ساتھی اینی میٹروں کے ساتھ اپنی گفتگوؤں کے بارے میں لکھتے جاتے ہیں۔ اس دورانیہ میں تجویز دی جاتی ہے کہ آپ اس یونٹ کو اُن کوششوں کے مضمرات پر فکر وتدبر کے ساتھ ختم کریں جنہیں آپ شروع کرنے والے ہیں۔ بیت العدل اعظم کے یہ الفاظ جو جوانوں کو مخاطب کئے گئے تھے ان کے لئے بھی سودمند ہیں جو خدمت کی اس راہ پر چلنا چاہتے ہیں:

> **''یہ خلافِ توقع نہیں کہ یہ آپ کا ہم عمر گروپ ہی ہے جو، نوجوانوں میں اجتماعی خدمت اور حقیقی دوستی کی قابلیت پروان چڑھاتے ہوئے، اُن کی اور بچوں کی بھی اخلاقی اور روحانی ترقی میں نوجوانوں کی مدد کرنے میں بیشتر تجربہ حاصل کررہا ہے۔ الغرض، ان جواں سال نفوس کو جس دنیا میں صحیح راستہ تلاش کرنا ہوگا اس میں اس کے ممکنہ خطرات اور اس کے مواقع دونوں ہی شامل ہیں۔ اس سے اپنی آگاہی کے سبب آپ روحانی تقویت اور تیاری کی اہمیت کو بغیر کسی پریشانی کے سراہتے ہیں۔ اس آگاہی کے ساتھ، کہ حضرت بہاء اللہ نوع بشر کی باطنی زندگی اور ظاہری حالات دونوں میں ہی کایا پلٹ لانے آئے ہیں، اپنے اخلاق کو سدھارنے اور اپنے سماج کی خوشحالی کی ذمہ داری سنبھالنے میں آپ خود سے کم عمر نفوس کی مدد کررہے ہیں۔ جب وہ آغاز جوانی میں قدم رکھ رہے ہیں آپ ان کی قوت اظہار کو بڑھانے میں ان کی مدد کرنے کے علاوہ ان میں ایک قوی اخلاقی ادراک کے جڑ پکڑنے میں بھی مدد کررہے ہیں۔ ایسا کرتے ہوئے آپ کے اپنے مقصد کا احساس زیادہ واضح طور پر متعین ہورہا ہوتا ہے، چونکہ آپ حضرت بہاء اللہ کے اس حکم پر توجہ دے رہے ہوتے ہیں 'اپنے آپ کو اعمال سے آراستہ کرو نہ کہ اقوال سے' ''**(52)

☆☆☆

## حوالے:


1۔ بیت العدل اعظم کی جانب سے ایک فرد بہائی کو لکھے گئے ایک غیر مطبوعہ خط مؤرخہ 11 جون 2006 سے۔

2۔ ایضاً مؤرخہ 19 جولائی 2006 سے

3۔ حضرت شوقی آفندی کی جانب سے ایک فرد بہائی کو لکھے گئے خط مؤرخہ 17 اپریل 1936 سے، کتاب ''ڈائرکٹیو فرام دی گارڈین'' (نئی دلی: بہائی پبلشنگ ٹرسٹ، 1973) صفحہ 84 پر شائع شدہ

4۔ حضرت عبدالبہاء، اِن دی کمپائلیشن سوشل ایکشن نمبر 190، صفحہ 13 -112۔

5۔ حضرت عبدالبہاء، دی پرامکلیشن آف یونیورسل پیس (ویلمٹ: بہائی پبلشنگ، 2012)، پیرا 9، صفحہ 471

6۔ ایضاً، پیرا 9، صفحہ 125

7۔ حضرت عبدالبہاء، کتاب 'بہاءاللہ وعصر جدید' میں حوالہ، (انگریزی) صفحہ 101

8۔ دی پرامکلیشن آف یونیورسل پیس (ویلمٹ: بہائی پبلشنگ، 2012)، پیرا 7، صفحہ 123

9۔ ایضاً، پیرا 1، صفحہ 204

10۔ حضرت عبدالبہاء، مفاوضات (انگریزی)، نمبر 84.2، صفحہ 440

11۔ حضرت عبدالبہاء کی الواح، جلد دوم، صفحہ نمبر 276

12۔ خطابات: حضرت عبدالبہاء کی تقریر (بہائی۔ ورلاگ، 1984)، صفحہ 32 -131

13۔ دی پرامکلیشن آف یونیورسل پیس (ویلمٹ: بہائی پبلشنگ، 2012) پیرا 8، صفحہ 124

14۔ سیلکشنس فرام دی رائیٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 230.1، صفحہ 428

15۔ خطابات پیرس: حضرت عبدالبہاء کی تقریر 1911 سے، نمبر 29.41، صفحہ 113

16۔ عبدالبہاء آن ڈیوائن فلاسفی، صفحہ 30

17۔ سیلکشنس فرام دی رائیٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 24.1، صفحہ 79-78

18۔ ٹیبلٹس آف عبدالبہاء عباس، جلد اول، صفحہ 63

19۔ سیلکشنس فرام دی رائیٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 155.4، صفحہ 253

20۔ حضرت عبدالبہاء، سیکریٹ آف ڈیوائن سیویلائزیشن، پیرا 118، صفحہ 83

21۔ خیمۂ وحدت نمبر 1.11، صفحہ 7–8

22۔ خطابات پیرس: حضرت عبدالبہاء کی تقریر 27 اکتوبر، 1911 سے، نمبر 12.8، صفحہ 42

23۔ ٹیبلیٹس آف عبدالبآء، جلد 1، صفحہ 72-71

24۔ سیلکشنس فرام دی رائیٹنگز آف عبدالبہاء، نمبر 97.1، صفحہ 78-177

25۔ ٹیبلٹس آف بہاءاللہ ریویلڈ آفٹر دی کتاب اقدس، نمبر 6.40، صفحہ 72

26۔ دی پروکلیمیشن آف بہاءاللہ ٹو دی کنگس اینڈ لیڈرس آف دی ورلڈ، صفحہ 78

27۔ گلینگز، نمبر 43، پیرا 2، صفحہ 104

28۔ دی پرامکلیشن آف یونیورسل پیس، پیرا 3، صفحہ 49-648

29۔ ٹیبلٹس آف بہاءاللہ ریویلڈ آفٹر دی کتاب اقدس، نمبر 9.20، صفحہ 143

30۔ ایضاً، نمبر 11.28، صفحہ 172

31۔ ٹیبلٹس آف عبدالبہاء عباس، جلد اول، صفحہ 31

32۔ ایضاً، صفحہ 194

33۔ حضرت بہاءاللہ، لوح ابن ذئب

34۔ ٹیبلٹس آف بہاءاللہ ریویلڈ آفٹر دی کتاب اقدس، نمبر 11.27، صفحہ 172

35۔ ایضاً، نمبر 11.30، صفحہ 73-172

36۔ ایضاً، نمبر 13.15 صفحہ 199

37۔ گلینِنگز، نمبر 18، پیرا 1، صفحہ 47

38۔ پریئرز اینڈ میڈیٹیشن آف بہاءاللہ، نمبر 32، صفحہ 41

39۔ ٹیبرنیکل آف یونٹی (خیمۂ وحدت)، نمبر 1.2، صفحہ 4 (انگریزی)

40۔ دی پراملگیشن آف یونیورسل پیس، پیرا 3، صفحہ 130

41۔ پریئرز اینڈ میڈیٹیشن آف بہاءاللہ، نمبر 113، صفحہ 191

42۔ حضرت بہاءاللہ، بہائی پریئرز، صفحہ 82-181

43۔ پریئرز اینڈ میڈیٹیشن آف بہاءاللہ، نمبر 178، صفحہ 299

44۔ ایضاً، نمبر 79، صفحہ 32-131

45۔ حضرت بہاءاللہ، بہائی پریئرز، صفحہ، 20-219

46۔ حضرت عبدالبہاء، بہائی پریئرز، صفحہ 44-243

47۔ ایضاً، صفحہ 28

48۔ حضرت بہاءاللہ، ایضاً، صفحہ 183

49۔ حضرباب، ایضاً، صفحہ 186

50۔ حضرت عبدالبہاء، ایضاً، صفحہ 197

51۔ پریئرز اینڈ میڈیٹیشن آف بہاءاللہ، نمبر 91، صفحہ 55-154

52۔ آنے والی 114 یوتھ کانفرسوں کے نام بیت العدل اعظم کے پیغام یکم جولائی 2013 سے

☆☆☆☆☆